

صداری انعام یافتہ

طریقہ نسوی

جدید لکچرس

جلد اول

ڈاکٹر حفیظ الرحمن

طریقہ نسوی
جیدہ سنس

صدارتی انعام یافتہ

ڈاکٹر حسن علی عمر نسوی

ناشران: تاجران مکتب
غزنی شریٹ اؤڈو وکالز لاہور

الفیصل

615.321 Khalid Ghaznavi, Dr.
Tib-e-Nabvi aur Jadeed Science/
Dr. Khalid Ghaznavi.- Lahore: Al-Faisal
Nashran, 2012.
352p.
1. Elaj-eNabvi I. Title Card.
ISBN 969-503-004-1

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

پہلا ایڈیشن..... اکتوبر 1995ء

چومیسواں ایڈیشن..... مارچ 2012ء
محمد فیصل نے

آر۔ آر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت :- 300 روپے

AL-FAISAL NASHRAN

Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore, Pakistan
Phone: 042-7230777 & 042-7231387
http: www.alfaisalpublishers.com
e.mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

مندرجات

5	حکیم محمد سعید	پیش لفظ:	-1
9	افتخار احمد	دیباچہ:	-2
12	خالد غزنوی	الحمد لله	-3
16		محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک طبیب حاذق	-4
24	FICUS CARICA	انجیر تین	-5
40	AEGLE MARMELOS	سفرجل بھی	-6
52	CITRULUS LANATUS	البطیخ ترنوز	-7
57	HORDEUM VULGARE	شعیر جو	-8
73	LEPIDIUM SATIVUM	الثفا حب الرشاد	-9
80	LAWSONIA ALBA	حنہ حنا	-10
92	ACORUS CALAMUS	ذریرہ باچھ	-11
98	OLEA EUROPEA	زیتون زیتون	-12
119	VINEGAR	الخل سرکہ	-13
133	ANTIMONY	اٹمڈ سُرْمہ	-14
141	CASSIA ANGUSTIFOLIA	سنا سناکی	-15
154	MEL	عسل شہد	-16

198	APIS MELFICA	النحل	شہد کی مکھی	-17
207	THYMUS SERPYLLUM	صعتر	صتر	-18
213	SAUSSAUREA LAPPA	قسط البجری	قسط	-19
230	CICHORIUM INTYBUS	ہندباء	کاسنی	-20
237	NI GELLA SATIVUM	حبة السوداء	کلونجی	-21
245	PHOENIX	تمر بلج. رطب	کھجور	-22
	DACTYLIFERA			
279	AGARICUS	من	گھنٹی	-23
	CAMPESTRIS			
290	BALSMODENDRON	کندر	گوگل	-24
	MUKUL			
296	STYRAX BENZOIN	لیبان	لوبان	-25
302	ALLIUM SATIVUM	ثوم	لہسن	-26
320	BALSAMODENDRON	مر	مرکی	-27
	MYRRHA			
327	ORIGANUM MAJORANA	مرزنجوش. مروا	مرزنجوش	-28
332	VITIS VINIFERA	زبيب	منقہ	-29
342	TRIGONELLA	حلبہ	میتھی	-30
	GRACECUE FOENUM			
347	FLEMINGIA	ورس	ورس	-31
	GRAHAMIANA			

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

پیش لفظ

طبِ نبویؐ دنیائے اسلام کا ایک مقدس موضوع فکر و مطالعہ ہے۔ اہل اسلام نے ہر دور میں طبِ نبویؐ سے استفادہ کیا ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مختلف ادوار اسلامی میں میدان ہائے طب و سائنس میں جو پیش قدمیاں ہوئی ہیں اور مفکرین اور ماہرین سائنس نے جو اقدامات کیے ہیں وہ لازماً تعلیماتِ قرآن سے متاثر اور اس کے آئینہ دار رہے ہیں۔ نباتات کے میدان میں مسلمان علمائے طب نے محیر العقول انکشافات اور انکشافات کیے ہیں اور ان کا ثبوت وہ سب کتبِ نباتات ہیں کہ جو دست برد زمانہ سے بچ رہی ہیں اور زیر مطالعہ آچکی ہیں جبکہ ہنوز لاتعداد کتبِ نباتات فقط کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں یا غفلتوں کی بنا پر خوراکِ دیمک ان کا مقدر بنا ہے۔ علاج امراض کے لیے نباتات کے استعمال کو زبردست اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس اہمیت کی وجہ یقیناً وہ نظامِ قدرت و فطرت ہے کہ جو اس سر زمین پر ہر سو کار فرما ہے۔ کون ہے کہ جو اس حقیقت سے انکار کرے کہ جس خطہ زمین پر جو حالات ہوتے ہیں اور وہاں جو امراض وجود و ظہور میں آتے ہیں قدرتِ فیاض نے اور فطرتِ نباض نے ان کے علاج کے لیے اس خطہء ارض میں اس مناسبت سے نباتات کو وجود بخشا ہے۔ قدرت کا یہ نظام کل بھی برسرِ عمل تھا اور آج بھی ہے۔

میدانِ طب کے اکابر رجالِ حقیقت آشنا تھے اور رموزِ قدرت کے شناس تھے۔ شفا بخشی کے باب میں نباتات ہی ان کی توجہ کا اہم مرکز رہے اور جب وہ تعلیماتِ اسلامی

سے پوری سرشاری کے بعد اور مبادیات طب سے شناسائی کے بعد خدمتِ خلق میں معروف ہوئے تو انھوں نے فکر و علاج بالنباتات کو ایسے خطوط پر مرتب و استوار کیا کہ جو اہمیت کے اعتبار سے آج بھی واجب التسلیم ہیں اور عصری سائنس بھی اکابرِ طب کے ان انکشافات اور انکشافات کی نفی نہیں کرتی۔

افسوس کہ تیرگی خورد نے اور نیرنگی عصر حاضر نے آج کی دنیائے اسلام کے زعمائے طب کو مرکزِ گریز بنادیا اور وہ خود بھی آوازِ مغرب سے ایسے مرعوب ہوئے کہ اپنے ورثہ ہائے علمی کے ناقد بن گئے پھر یہ تنقید تنقیص میں بدل گئی۔ بدایں ہمہ آج بھی پختہ ایمان ماہرین طب اور راسخ العقیدہ مسلم علمائے سائنس نے طبِ نبویؐ پر اپنی توجہات کو بہ ہمہ جہت مرکوز رکھا ہے اور علاج بالنباتات کا سلسلہ غیر منقطع رہا حتیٰ کہ اب مغرب کو اپنی بے خبری کا احساس ہوا ہے اور انسان کو محض مصفٰء گوشت قرار دینے والے معززین اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ طب کو آشوبِ فطرت سے باہر نہیں جانا چاہیے اور انسان کو روح و مادہ کا ایک اشرف وجود سمجھ کر اس کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے۔ جسم انسانی کی فہم نے ان کو بالآخر اس نتیجے پر پہنچا دیا ہے کہ شافی مطلق ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ معالج کی حیثیت صرف یہ ہے کہ وہ اپنے محدود علم و عقل کی بنا پر جسم انسانی کو برائے شفا جن دواؤں سے روشناس کراتا ہے بسا اوقات خود اسے علم نہیں ہوتا کہ ان کی شفا بخشی کا راز کیا ہے۔ اس لیے ایک حقیقت پسند سائنس دان یہ سمجھتا ہے کہ شفا وہی اس کا مقام نہیں ہے!

طبِ نبویؐ پر مشرق و مغرب دونوں جگہ ماہرین نے علمی پیش رفت کی ہے اور عصری سائنس کو بھی رہنما بنایا ہے۔ متعدد کتابیں عالم وجود میں آئی ہیں اور بیداریِ مسلم کے ساتھ ساتھ اس میدان میں سائنسی پیش رفتیں ہو رہی ہیں۔ جامعہ کراچی میں محترمی جناب ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب کلونجی پر کام کر رہے ہیں جس کا طبِ نبویؐ سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ ان کی تحقیق یہ ہے کہ کلونجی میں جو اقلائیڈ ملے ہیں وہ اپنی افادیت میں لامتناہی ہیں۔

ڈاکٹر خالد غزنوی طبِ عصری کے حامل ہیں اور اس حیثیت سے وہ پاکستان میں پہلے

معالج ہیں کہ جنہوں نے بہ ہمہ خلوص وفہم طب نبویؐ کو اپنا رہنما بنایا ہے اور اپنے معالجات کو طب نبویؐ کے دائرے سے باہر نہیں جانے دیا ہے۔ اب تک وہ تیس نباتات طب نبویؐ پر عملی اور علمی اعتبارات سے کام کر چکے ہیں اور ان نباتات کے افعال و خواص پر سیر حاصل معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس میدان تحقیق میں عصری کیمیا کو بھی رہنما بنایا ہے اور ان نباتات پر عصری تحقیقات کا مطالعہ کر کے نیا راستہ بنایا ہے۔

ڈاکٹر خالد غزنوی نے ایک اچھے انسان اور ایک دردمند معالج کی حیثیت سے تحقیق و تدقیق کے اس میدان میں اپنے مشاہدات و تجربات سائنسی اور طبی مسلمات کے ساتھ پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ان کی یہ تحقیق کئی اعتبارات سے لائق تعریف و تہنیک اور سزاوارتہ تحسین ہے۔ لیکن اس کی ایک نمایاں اہمیت یہ ہے کہ معلمین کے لیے اس سے رہنما اصول ملتے ہیں۔ اب ہسپتال میں ان نباتات طب نبویؐ سے معالجات میں استفادہ ممکن ہو گیا ہے اور سائنس دانوں کو اب وہ میٹرل مل گیا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر فارماکولوجی کے میدان میں کل کے لیے اقدامات مزید کریں۔

حکیم محمد سعید

20 مئی 1987ء



طبع پانزدہم¹⁵

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں سے جس نبی کی خدا سے استدعا کی تھی اس کی صلاحیت میں حکمت کا جاننا بھی تھا۔ ان کی دعا قبول ہوئی اور نبی ﷺ کو تمام علوم سکھا دیے گئے۔ خلقِ خدا کی بھلائی کے لیے وہ حکمت کی باتیں بتاتے رہے اور ان کے ارشادات گرامی کو جدید علوم کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت 1987ء میں طبِ نبویؐ کی پہلی جلد کی صورت میں ہمارے ہتھ میں آئی۔

اس دس سال کے عرصے میں اس کتاب کو بے پناہ پذیرائی میسر آئی۔ اس صدارتی انعام ملا اور آج اس کا پندرہواں ایڈیشن پیش کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کے لطف و لرم کے شکر گزار ہیں۔

اسی موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے طبِ نبویؐ کی دوسری جلد پیش ہوئی پھر پیٹ کی بیماریوں اور امراضِ جلد پر دو خصوصی مجموعے بھی حاضر ہو چکے ہیں۔ بیماریوں کے علاج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا کے ساتھ دُعا کو بھی اہمیت عطا فرمائی ہے۔ اور اب سانس کی بیماریوں پر کتاب پیش ہے۔

مسئون دعاؤں کا مجموعہ ”اللہ الطیب“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ انسانی جسم کی تمام بیماریوں کا طبِ نبویؐ کے تحائف سے احاطہ کر کے صحتِ عامہ کے مسئلے کو آسان کریں۔ ملتمس ہوں کہ ہماری کامیابی کے لیے دعا کریں اور اگر کوئی مشورہ آپ کے ذہن میں ہے تو بلا تکلف لکھیے۔

خالد غزنوی

42۔ حیدر روڈ، اسلام پورہ، لاہور۔

رابطہ: 7153485

دیباچہ

صحت مند زندگی گزارنے کی سب سے آسان ترکیب اسلام کو دل سے قبول کر لینا ہے۔ کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطہء حیات ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشہ تندرست رہتا ہے۔ جس نے اپنے جسم اور دانتوں کو دن میں کم از کم پندرہ دفعہ دھونا ہو اور ہفتے میں ایک مرتبہ نہانا۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ہانپ کر رکھنا ہو۔ صاف پانی استعمال کرنا ہو۔ رات کا کھانا جلد اور صبر و رخصت کرنا ہو۔ اور چہل قدمی کرنے والا کسی شدید بیماری میں مبتلا ہی نہیں ہوتا۔ مسلمان بسیار خور نہیں ہوتا اس لیے وہ چکنائی کی زیادتی اور پیٹ کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ توانائی کے یہ گرج نہیں آج جدید سائنس اتنی اہمیت دے رہی ہے ہادی برحق نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے بتائے۔ وہ پہلے طبیب تھے جنہوں نے دل کے دورہ کی تشخیص کی اور دق کو پلورسی کا باعث قرار دیا۔ مریض کو بھوکا رکھنے سے منع کیا اور بیماریوں سے بچاؤ کے لیے جسم کی اپنی قوت مدافعت کو اہمیت دی۔

نفسیات کے مغربی ماہرین کو اسلام میں حلال اور حرام کے مسئلہ پر سخت اعتراض ہے جب کوئی مسلمان جھٹکا یا سور کا گوشت کھانے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس عمل کو (PSYCHOLOGICAL TABO) سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات علمی نقطہء نظر سے غلط ہے۔ قرآن مجید نے ”آیہ حرمت“ میں مردار، خون، سور کے گوشت۔ ان جانوروں کے گوشت سے منع کیا ہے جو بلندی سے گرے ہوں۔ ٹکرائے ہوں۔ لاشی سے مجروح کیے گئے ہوں یا درندوں نے پھاڑا ہو۔ یہ تمام گوشت انسانی صحت کے لیے مضر

ہیں۔ سو رکودہ تمام بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں جو انسانوں کو ہوتی ہیں۔ اسے دل کے دورہ سے ہیضہ تک ہوتا ہے۔ اس لیے یہ دوسروں میں بیماریاں پھیلانے اور اپنے کھانے والوں کو بیمار کرنے کی استعداد دوسرے جانوروں سے زیادہ رکھتا ہے۔ اس کا گوشت کھانے والے خون کی نالیوں اور جوڑوں کی بیماریوں میں دوسروں کی نسبت زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے حلال جانور کے گوشت اور دودھ کو بھی حرام کیا ہے۔ یہ بھی خالص صحت کا مسئلہ ہے اور مسلمانوں کو اس رہبری پر بجا طور فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔

یہ بات حال ہی میں معلوم ہوئی ہے کہ خسرہ، دق، چچک، کالی کھانسی مریض کی سانس سے پھیلتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال کو محسوس فرمایا اور مریض سے بات کرتے وقت ایک میٹر کا فاصلہ رکھنا ضروری قرار دیا ہے اور مریضوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ کھانتے اور چھینکتے وقت منہ کے آگے کپڑا یا رومال رکھیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جراثیم دوسروں تک نہ جاسکیں گے۔

قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ ہم نے نبی کو علم اور حکمت سکھا دی ہے۔ کسی چیز کا علم اس کے بنانے والے سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے؟ پھر خدا تو ویسے بھی علیم اور حکیم ہے۔ جس نے اس سے براہ راست سیکھا اس کی قابلیت کا کوئی کنارہ نہ ہوگا۔

انہوں نے اپنے ارشادات میں انسانی صحت کے کسی بھی پہلو کو فراموش نہیں کیا۔ وہ صحت مند زندگی گزارنے کے اسلوب سکھانے کے بعد جب وبائی امراض کی روک تھام پر آئے تو تاریخ طب میں قریطینہ کو ایجاد کر گئے۔ انہوں نے بیماریوں سے بچاؤ کا مکمل اور قابل عمل نظام مرحمت فرمایا۔ جب وہ مریض کی سمت آئے تو نگہداشت اور اس کی بیجانی کیفیت سے غذا تک بٹا گئے۔

طب کے بارے میں ارشادات نبویؐ کو علیحدہ کرنے کی کوشش دوسری صدی ہجری جاری میں آئمہ اور محدثین نے، اس باب میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ مگر مشکل

یہ رہی کہ ان حضرات کے پاس طب کا باقاعدہ علم نہ تھا۔ اس لیے یہ طبِ نبویؐ کو قابلِ عمل صورت میں پیش کرنے سے قاصر رہے۔ آج کا معالجِ جسم انسانی سے مکمل واقفیت پانے کے بعد علم الامراض اور علم الادویہ سیکھتا ہے اور اس کے بعد وہ علاج کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ یہ ادویہ نبویہ کے ناموں سے تو آگاہ تھے مگر ان کی ماہیت، کیمسٹری، اثرات اور فوائد سے آشنانہ تھے۔ اس لیے ہمارا یہ اہم قومی ورثہ کتب خانوں کی زینت بنا رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دوائی کا اثر اس وقت ہوتا ہے جب اس کے اثرات بیماری کی ماہیت کے مطابق ہوں۔ لوگ دوائی کے اثر اور طریقہ عمل سے واقف نہ تھے اب ڈاکٹر خالد غزنوی نے اس کی کوپورا کر کے پوری مسلمان قوم پر احسان کر دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات احادیث کی دوسو سے زائد کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ان تمام میں سے متعلقہ احکام کی تلاش۔ ان کی تدوین پھر ان کی سائنسی حیثیت کا پتہ چلانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر میں دیکھتا رہا کہ میرے دوست ڈاکٹر خالد غزنوی نے ایک ایک دوائی کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کے لیے ڈاکٹروں سے لے کر علماء تک اور سائنس دانوں سے غذائی ماہرین تک کئی کئی دن صرف کیے۔ انہوں نے جس محبت، محنت اور عشق رسالت سے اسے جمع کیا ہے میں اس پر ان کو مبارک دیتا ہوں اور میں یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب پوری دنیا کے لیے اسلامی علم طب کا عظیم شاہکار ہونے کے علاوہ ہمارے اپنے ملک کی سر بلندی کا باعث ہوگی کہ پاکستان میں کیسا کیسا جوہر قابلِ موجود ہے۔

میں ڈاکٹر خالد غزنوی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اس کا دیباچہ لکھنے کی عزت دے کر اس کارِ خیر میں شرکت کا موقع فراہم کیا۔

افتخار احمد

پرنسپل۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، لاہور

الْحَمْدُ لِلّٰهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تندرستی کی بقا اور بیماریوں کے علاج کے بارے میں بڑی اہمیت کی لازوال ہدایات فرمائی ہیں۔ محدثین نے ”کتاب الطب“ کے عنوان سے حدیث کی ہر کتاب میں علیحدہ ابواب مزین کیے ہیں۔ عبدالملک بن حبیب اندلسیؒ نے امراض کے متعلق ارشادات نبویؐ کو ”الطب النبوی“ کے نام سے دوسری صدی ہجری میں علیحدہ مرتب کیا۔ ان کے بعد امام شافعیؒ کے شاگرد محمد بن ابوبکرؒ ابن السنی اور ان کے ہمعصر محدث ابونعیم اصفہانی ہیں۔ جنہوں نے تیسری صدی کے اواخر میں طب نبویؐ کے ایسے مجموعے مرتب کیے جن کی اکثر روایات انہوں نے راویوں سے خود حاصل کیں۔ آئمہ اہل بیت میں علیؑ بن موسیٰ رضا اور امام کاظمؑ بن جعفر صادقؑ نے اسی موضوع پر رسائل لکھ کر شہرت دوام پائی۔ چوتھی صدی میں محمد بن عبد اللہ فتوح الحمیدی۔ عبدالحق الاشعریؒ۔ حافظ السخاویؒ اور حبیب نیشاپوری نے طب نبویؐ کے مجموعے اپنی ذاتی کوششوں سے مرتب کیے مگر ناقد ری علم سے یہ سارے مجموعے اب ناپید ہیں۔ البتہ ان کے حوالے سے اس زمانے کے دوسری کتابوں میں ملتے ہیں۔

ساتویں سے نویں صدی ہجری کے دوران ابی جعفر المستغفریؒ، ضیاء الدین المقدسیؒ، السید مصطفیٰ للتیفاشیؒ، شمس الدین البعلیؒ، کمال ابن طرخانؒ، محمد بن احمد ذہبیؒ، محمد بن ابوبکر ابن القیمؒ، جلال الدین سیوطیؒ اور عبدالرزاق بن مصطفیٰ الانطاکی نے ارشادات نبویؐ کے گلدستے بنائے۔ الحمد للہ کہ ان سب کی کاوشیں اب زیور طبع سے آراستہ ہو کر موجودہ دور میں

موجود ہیں۔ البتہ ابن القیمؒ کا مجموعہ سب سے ضخیم، ثقہ اور مقبول ہے۔ انہوں نے اپنے عنوانات کا انتخاب بڑی محبت اور خلوص سے کیا ہے۔ جیسے کہ

”ہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علاج المفؤد“

محمد احمد ذہبیؒ کا مجموعہ بھی اچھا ہے۔ مگر وہ درجنوں ایسی دواؤں کا تذکرہ کر گئے جن کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اصحابہ کرام تک ان کے پاس کوئی سند نہیں۔ انہوں نے کچھ علاج اپنی جانب سے شامل کیے ہیں۔ جن کی افادیت محل نظر ہے۔ ایسویطیؒ نے طب روحانی کے معاملہ میں ذاتی مشاہدات کو زیادہ شامل کیا ہے اور ”الطب النبوی“ برائے نام ہے۔

حلب کی لائبریری میں عبدالرزاق الانطاکی کا مخطوطہ ”النبوی فی منافع الماکولات“ ایک مفید اور قابل قدر تالیف ہے۔ جمال الدین بن داؤد کی طب نبویؐ کی صرف ایک جلد استنبول کی لائبریری میں ہے۔ کتاب مختصر مگر مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بزرگانِ کرام پر اپنی رحمتیں نازل کرے کہ انہوں نے ہمیں ایمان اور شفا کا راستہ دکھایا۔ مگر سائنسی علوم میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ان میں روزانہ نئے مشاہدات ہوتے ہیں۔ اگر ان پر نظر ثانی نہ ہو تو ان کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ علم الادویہ میں نئے انکشافات۔ ادویہ کی کیمیائی نوعیت کا اظہار ایسی چیزیں تھیں جن کا ادویہ نبویؐ میں اضافہ ضروری تھا۔ دواؤں کے اثر کو جانچنے کے لیے اب کچھ آلات بھی موجود ہیں۔ بھارت میں ان پر تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ جس میں بہت سی ادویہ نبویہؐ بھی آگئی ہیں۔ حالات کا تقاضا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مفید طب کو جدید علوم کی روشنی میں مرتب کیا جائے۔ زمانہ قدیم میں طباعت موجود نہ تھی اس لیے طب نبویؐ کے کسی بھی مجموعہ میں مکمل احادیث موجود نہیں۔ اس امر کی ضرورت بھی تھی کہ ہر دوائی کے متعلق ارشادات باری اور ارشادات نبویؐ کو بھی شامل کر دیا جائے۔ ارشادات گرامی کو کتب احادیث سے دوبارہ تلاش کیا گیا۔ کوئی مدرسہ یا لائبریری ایسی نہیں جہاں پر احادیث یا علم الادویہ کی تمام کتابیں موجود ہوں۔ اس لیے ان کو جگہ جگہ تلاش کرنا اور ان علوم کے ماہرین کی شفقت سے استفادہ کرنا ضروری

ہو گیا۔ حدیث کی معدوم کتابوں از قسم، عراقی، ابن السنی، ابو نعیم، ابن عساکر کے تمام حوالے ”کنز العمال فی سنن الاقوال“ سے لیے گئے ہیں۔

عذر تالیف کے بارے میں مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ محترم حکیم محمد سعید اور پرنسپل افتخار احمد صاحبان فرما گئے۔ میں ان حضرات کی مشاورت اور مساعدات کے لیے شکر گزار ہوں۔

علمائے کرام میں مولانا عطا اللہ حنیف مرحوم، مولانا عبدالمنان عمر، حافظ عبدالرشید، پروفیسر عبدالقیوم بٹ، مفتی محمد حسین نعیمی، حافظ سلیم تابانی صاحبان نے اپنا الطاف مسلسل جاری رکھا، ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحبان نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور پیر سید محمد کرم شاہ صاحب الازہری نے طب نبوی کا موضوع اپنے گرامی جریدہ سے شروع کروایا۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی امور لاہور کے ڈائریکٹر ڈاکٹر سید فرخ شاہ اور ڈاکٹر حنیف چوہدری، خالد لطیف شیخ، ڈاکٹر صلاح الدین، ڈاکٹر سرور چوہدری اور ڈاکٹر بیگم سرور چوہدری نے ادویہ کی کیمسٹری میں ساتھ دیا۔ جناب عطاء الرحمن غنی نے کھجور کی ماہیت عطا کی۔ گورنمنٹ پبلک انالسٹ، محمد عبدالباری اور شہزادہ نصیر احمد نے بھارتی کتابیں مستعار دیں۔ پبلک انالسٹ پیر عارف شاہ اور محمد اسحاق غوری اور ان کا سارا عملہ اشیاء خوردنی کی کیمسٹری مہیا کرنے میں لگا رہا۔

ملک بشیر احمد نے چھانٹا مانگا سے تجزیہ کے لیے عمدہ شہد کے درجنوں نمونے دیئے۔ اطباء کرام میں حکیم عبید الرحمن خان شریفی، اور بیگم امت الطیف طاہرہ نے ادویہ کی تحقیق میں رہبری کے ساتھ دے دے بھی معاونت فرمائی۔

حکومت پاکستان کی کونسل برائے طب کے صدر میان منیر نبی خان نے اپنے علم الادویہ کے علم کو بڑی فیاضی کے ساتھ عطا کیا اور کتاب کی پذیرائی میں اپنے فاضل اراکین کونسل کی معیت میں مہربانیاں فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام اصحاب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے مجھ پر شفقت اور طب نبوی

سے محبت کی بدولت اپنے تمام ذرائع میری تحویل میں دیئے اور ایسے کرم فرماؤں کے خلوص نے مجھے حوصلہ دیا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ علاج کے ذریعہ جسم کی تمام بیماریوں پر اگلی کتاب مکمل کروں۔ انشاء اللہ یہ جلد آئے گی۔

اس کتاب میں ہومیوپیتھی کا حصہ جناب خالد مسعود قریشی اور ڈاکٹر حامد الیاس کی محبت کا مظاہرہ ہے۔

کتاب کی طباعت اور نظر ثانی جناب مولوی محمد اکرام اور فیصل صاحبان کی محبت ہے۔ فضل محمود مفتی نے بڑے خلوص سے نظر ثانی کی اور تمام انگریزی نام اپنے ہاتھ سے لکھے۔

مجھے طب نبوی کی صلاحیت مہیا کرنے میں میرے والدین کی اسلام سے محبت ہی اصل سبب تھا۔ انہوں نے مجھے سائنس پڑھانے کے ساتھ اس وقت کے جید علماء کو آمادہ کیا کہ وہ مجھے علم دین سے بے بہرہ نہ رہنے دیں۔ شیخ الحدیث مولانا نیک محمد اور مولانا محمد حسین ہزارویؒ نے خود تکلیف اٹھا کر بھی احادیث کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین، آمین۔

خالد غزنوی

حیدر روڈ، کرشن نگر، لاہور

مُحَمَّد ﷺ ایک طبیبِ حاذق

انسان جب زمین پر آباد کیا گیا تو اسے وہاں پر رہنے کا سلیقہ سکھانے اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ سکھانے کے لیے تاریخ کے ہر دور میں رسول آئے۔ یہ لوگوں کو اچھی زندگی گزارنے کا اسلوب سکھاتے تھے جن میں سے ایک صحت مندر بہنا بھی رہا ہے۔ تندرستی کو قائم رکھنے اور کھوئی ہوئی صحت کو واپس لانے کی ذمہ داری ایک روحانی علم سمجھا جاتا رہا ہے اور تاریخ کے ہر دور اور ہر مذہب میں علاج کرنے والے مذہبی پیشوا نظر آتے ہیں۔ مصر قدیم میں معبدوں کے پروہت علاج کرتے تھے۔ شاستروں کے مطابق علاج کا علم برہما کو تھا اس نے انسانوں کے فائدے کے لیے بھاردواج اور اس کے بعد اسنی کمار کو ایک لاکھ اشلوک یاد کروادیئے تاکہ وہ لوگوں کا بھلا کر سکیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام علم الادویہ کے بانی تھے۔ کیونکہ جب وہ چلتے تھے تو ہر درخت اور پتھر ان سے مخاطب ہو کر اپنا نام اور فائدہ بتاتا تھا۔ وہ ان کو لکھ لیا کرتے تھے اور اس طرح علم الادویہ پر پہلی کتاب معرض وجود میں آئی۔ قرآن مجید نے حکمت کے علم کی اہمیت پر ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (البقرة: ۲۶۹)

(ہم جسے حکمت سکھاتے ہیں اسے لوگوں کی بھلائی کا بہت بڑا فریضہ عطا کر دیا گیا)

اور بھلائی کا یہ ذریعہ جب ایک برگزیدہ بندے لقمان کو عطا ہوا تو ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ آتَيْنَا لَقْمَانَ الْحِكْمَةَ اِنْ اَشْكُرْ لِلّٰهِ (لقمان: ۱۰)

(ہم نے جب لقمان کو حکمت کا علم عطا کیا تو اس عطیہ پر اس کیلئے شکر واجب ہو گیا)
 لقمان کو حکمت کا علم ایسا شاندار ملا کہ لوگ آج بھی اپنے آپ کو طب میں لقمان کہلوانا
 فخر کی بات جانتے ہیں۔ ان کی یہ شہرت اتنی قابل رشک تھی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ
 السلام نے لوگوں کی بھلائی کے لیے خدا کا پہلا گھر بنایا تو اس خدمت گزاری کے بعد اپنے
 پروردگار سے جن عنایات کے لیے معروض ہوئے وہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ
 وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
 الْحَكِيمُ.

(اے ہمارے پالنے والے ان لوگوں میں انہی میں سے اپنا ایک
 رسول مبعوث فرما یہ رسول ان کو تمہاری آیات سنائے۔ ان کو تمہاری
 کتاب کا علم سکھائے۔ حکمت سکھائے اور پاکیزہ کرے۔ کیونکہ تو ہی
 سب سے بڑائی والا اور حکمت والا ہے)

کتاب اور آیات سے بالواسطہ مراد یہ ہے کہ اس پر اپنی کتاب نازل فرما۔ حضرت
 ابراہیم کے خلوص، محنت اور ایمان کی قدر افزائی میں اللہ نے ان کی پوری کی پوری دعا قبول
 فرمائی۔ اسی شہر میں وہاں کے رہنے والوں میں سے عبدالمطلب کے گھرانے میں عبد اللہ کے
 بیٹے کو نبوت عطا ہوئی۔ ان کے ذریعہ خدا کی مبسوط کتاب نازل ہوئی۔ جسے انہوں نے
 لوگوں کو سمجھایا اور اس کے ساتھ ہی ان کو حکمت کا علم مرحمت ہوا۔ اس علم اور آسمانی ہدایات
 کے ساتھ انہوں نے لوگوں کو پاکیزگی سکھائی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور حکمت والا
 ہے۔ اس نے ان عنایات کے عطا کی بات قرآن مجید میں یوں واضح کی۔

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ
 تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا. (النساء: ۱۱۳)
 (ہم نے تم پر اپنی کتاب اتاری۔ حکمت سکھائی اور ہر وہ علم سکھا دیا جو

تمہیں پہلے نہ آتا تھا اور یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے) اس آیت نے یہ واضح کر دیا کہ وہ ابتدا میں اگر تعلیم یافتہ نہ تھے تو اب وہ جملہ علوم و فنون میں پوری طرح مستند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ بات طے ہے کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے اور اس کی صفات میں شفا دینے والا اور حکمت والا شامل ہے۔ وہ کہ جو علیم، حکیم، شافی اور اعلیٰ ہے۔ اگر کسی کو یہ علم خود سکھائے تو پھر اس کے علم اور حکمت میں کسی کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کی اس صلاحیت پر امام محمد بن ابوبکر ابن القیم لکھتے ہیں:

”علم طب ایک قیافہ ہے۔ معالج گمان کرتا ہے کہ مریض کو فلاں بیماری ہے۔ اور اس کے لیے فلاں دوائی مناسب ہوگی۔ وہ ان میں سے کسی چیز کے بارے میں بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ اس کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم طب اور ان کے معالجات قطعی اور یقینی ہیں۔ کیونکہ ان کے علم کا دار و مدار وحی الہی پر مبنی ہے جس میں کسی غلطی اور ناکامی کا کوئی امکان نہیں۔“

(زاد المعاد)

انہوں نے علم الشفا کے بارے میں سب سے پہلا اصول جو مرحمت فرمایا اسے حضرت ابی رمثہؓ ان کی زبان گرامی سے یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

انت الرفیق واللہ الطیب (مسند احمد)

(تمہارا کام مریض کو اطمینان دلانا ہے۔ طیب اللہ خود ہے)

یہ ارشاد قرآن مجید کے اس ارشاد کی تفسیر میں ہے۔

واذا مرضت فهو يشفين (الشعراء)

اس کے بعد انہوں نے علم العلاج کا اہم ترین اصول عطا کیا جسے حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں۔

واذا اصاب الداء الدواء برا باذن اللہ. (مسلم)

(جب دوائی کے اثرات بیماری کی ماہیت سے مطابقت رکھیں تو اس وقت اللہ کے حکم سے شفا ہوتی ہے)

یہ ایک اہم انکشاف ہے کہ علم الامراض اور علم الادویہ کو باقاعدہ جانے بغیر نسخہ نہ لکھا جائے کیونکہ مرض کی نوعیت سمجھے بغیر دوائی کے اثرات کی مطابقت ممکن نہ ہو سکے گی۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ طب کا علم جانے بغیر علاج کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔
حضرت عمرو بن شعب اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تططب ولم يعلم منه طب قبل ذلك فهو ضامن.
(ابوداؤد، ابن ماجہ)

جبکہ انہی سے یہ روایت دوسرے الفاظ میں اس طرح سے ہے۔

من تططب ولم يكن بالطب معروفا فاذا اصاب نفسا فما دونها فهو ضامن. (ابن السنی، ابو نعیم)

(جس کسی نے مطب کیا وہ علم طب میں اس سے پہلے مستند نہ تھا اور اس سے کسی کو تکلیف ہوئی یا اس سے کم تو وہ اپنے ہر فعل کا ذمہ دار ہوگا۔

مفسرین کا کہنا ہے کہ مریض کو اگر کسی عطائی معالج سے نقصان ہو تو یہ قابل مواخذہ تو ضرور ہے مگر اس کے ساتھ کسی مریض کی مدت علالت یا اذیت میں اپنے علاج کی وجہ سے اضافہ کرنے یا مستند معالج کے پاس جانے سے روکنے پر بھی عطائی کو سزا ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کے لیے اسلامی طرز معاشرت کے مطابق زندگی گزارنے کے اصول جاری کئے گئے تو ان میں سے ہر ایک صحت مند زندگی گزارنے کی سمت ایک قدم تھا۔ ہاتھوں پیروں اور منہ کو دن میں کم از کم پندرہ مرتبہ وضو کی صورت میں اچھی طرح صاف کرنے والا متعدی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ جب کسی شخص کے پیٹ میں کیڑے ہوں یا تپ محرقہ کا پرانا مریض ہو تو بیت الخلاء سے واپسی پر اس کے ہاتھوں کو یہ کیڑے اور جراثیم

چپک جاتے ہیں۔ جب وہ اپنا ہاتھ اپنی یا لوگوں کی کھانے پینے کی چیزوں کو لگاتا ہے تو بیماری کے پھیلاؤ کا باعث بنتا ہے۔ اسے علم طب میں CARRIER کہتے ہیں۔ حال ہی میں نیویارک میں پرانے تپ محرقہ کے ایک مریض کی دکان سے آئس کریم کھانے والے 39 بچے اس بیماری میں مبتلا ہوئے۔ انہوں نے اس کا حل یوں کیا کہ مسلمانوں کو طہارت سکھائی۔ پھر فرمایا کہ استنجا میں دایاں ہاتھ ہرگز استعمال نہ ہو اور کھانے میں بایاں استعمال میں نہ آئے۔ ناخن کاٹ کر رکھے جائیں۔ پانی کے ذخیروں کے قریب اور سایہ دار مقامات پر رفع حاجت نہ کی جائے۔

صبح کا ناشتہ جلد کرنا۔ رات کا کھانا ضرور اور جلد کھانا اور اس کے بعد چہل قدمی۔
بسیار خوری کی ممانعت تندرستی کی بقا کے لیے ان کے اہم کمالات ہیں۔
جب وہ امراض کی براہ راست روک تھام کے مسئلے کو لیتے ہیں، تو ہدایات واضح اور آسان دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کلم المجذوم بینک و بینہ قدر رمح اور محین۔
(ابن السنی، البونعم)

(جب تم کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھا کرو)

یہ ایک جدید سائنسی انکشاف ہے کہ مریض جب بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے نکلنے والی سانس میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں جو کہ مخاطب کی ناک یا منہ کے راستے داخل ہو کر اسے بیمار کر سکتے ہیں۔ تپ، دق، خسرہ، کالی کھانسی، سعال، چیچک، کن پیڑے اور کوڑھ اسی صورت میں پھیلتے ہیں۔ اس عمل کو DROPLET INFECTION کہتے ہیں۔ کوڑھ والا یہ ارشاد نبویؐ اگر توجہ میں رہے تو کتنی بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے جو انہوں نے بیماری

کے باعث متعین کیے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

المعدة حوض البدن والعروق اليها واردة فاذا صحت
المعدة صدرت العروق بالصحة واذا فسدت المعدة
صدرت العروق بالسقم. (بیہقی)

(معدہ کی مثال ایک حوض کی طرح ہے جس میں سے نالیاں چاروں
طرف جاتی ہوں۔ اگر معدہ تندرست ہو تو رگیں تندرستی لے کر جاتی
ہیں اور اگر معدہ خراب ہو تو رگیں بیماری لے کر جاتی ہیں)

ایک دوسری روایت میں فرمایا:

ان المعدة بيت الداء

اگر خوراک ٹھیک سے ہضم نہ ہو یا آنتوں سے جذب ہو کر جزو بدن نہ بنے تو جسم کی
مدافعت ماند پڑ جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے جبکہ بسیار خوری نالیوں پر
چربی کی تہوں، موٹاپا، دل کی بیماریوں، گنٹھیا، گردوں کی خرابیوں اور ذیابیطس کا باعث بنتی
ہے۔ حضرت ابی الدرداءؓ، انسؓ بن مالک، حضرت علیؓ، حضرت ابی ریحلؓ، روایت کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اصل كل داء البرد. (دارقطنی، ابن عساکر، ابن السنی، عقیلی،
ابونعیم)

(ہر بیماری کی اصل وجہ جسم کی ٹھنڈک ہے)

گردوں کی بیماریاں ہمارے آج کل کے ڈاکٹروں کے لیے مصیبت کا باعث بنی
ہوئی ہیں۔ اس ضمن میں ساری کوششیں اب تک بیکار ہو چکی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الحاضرة عرق الكلية اذا تحرك اذى صاحبها
فداوها بالماء المحرق والعسل. (ابوداؤد)

(گردے کی جان اس کی PELVIS میں ہے۔ اگر اس میں سوزش ہو جائے تو یہ گردے والے کے لیے بڑی اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ اس کا علاج ابلے پانی اور شہد سے کرو)

بیسویں صدی کے وسط تک دل اور گردہ کی بیماریوں، نفخ، کھانسی اور زکام کے علاوہ نمونیہ کی بہترین دوائی برانڈی سمجھی جاتی رہی ہے۔ جب طارق بن سویدؓ نے سرکارِ دو عالم سے انگوروں کی شراب سے علاج کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

”یہ دوائی تو نہیں۔ بیماری ہے۔“

اب علم الامراض کے ماہرین کہتے ہیں کہ برانڈی جسم کے دفاعی نظام کو مفلوج کرتی ہے۔ اسے پینے کے بعد پھیپھڑوں میں حفاظتی اقدام مفلوج ہو جاتے ہیں۔ دماغ کے خلیے مستقل طور پر ضائع ہو جاتے ہیں اور جگر تباہ ہو جاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں:

نہی عن الدواء الخبيث (ترمذی، ابوداؤد، احمد)

(انہوں نے مضرت رساں ادویہ کے استعمال سے منع فرمایا)

انہوں نے ایک مرتبہ لوزتین کی سوزش میں مبتلا ایک بچے کو دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کا گلابا کر ملنے والی تھیں۔ وہ اس غیر سائنسی علاج سے کبیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا:

لا تعذب الصبيان بالغمر وعليكم بالقسط (ابن ماجہ)

(بچوں کو ایسے طریقوں سے عذاب نہ دو، جبکہ تمہارے لیے قسط

موجود ہے)۔

حضرت ام قیس بنت محسنؓ روایت فرماتی ہیں کہ جب انہوں نے بچے کو پانی میں گھس کر قسط پلائی تو وہ تندرست ہو گیا۔ انہوں نے قرار دیا کہ پلورسی تپ دق کی قسم ہے اور اس کا علاج کیا جائے۔ حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننتداوی ذات
الجنب بالقسط البحرى والزيت. (ترمذی، ابن ماجہ)

دوسری روایت میں اسی غرض سے درس بھی تجویز فرمائی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے پہلے طبیب ہیں جنہوں نے دل کے دورہ کی نہ صرف کہ تشخیص کی بلکہ علاج بھی کیا جبکہ ایسا مؤثر علاج آج بھی ممکن نہیں۔ انہوں نے آلات تناسل کے سرطان سے بچاؤ کے لیے ختنہ جاری کیا۔ دل اور گردوں کی بیماری سے پیدا ہونے والی سارے جسم کی سوجن کا علاج کیا۔ بواسیر کا ادویہ سے علاج کیا۔ پیٹ سے پانی نکالنے کا اپریشن ایجاد کیا۔ دنیائے طب کو اشد سے لے کر ورس تک بانوے ایسی ادویہ مرحمت فرمائیں جن کے ذیلی اثرات نہیں۔ جس نے ان سے طب کا علم سیکھ لیا اس کو کسی بھی علاج میں کبھی ناکامی نہ ہوگی۔

-☆-

انجیر۔۔۔ تین

FIGS

FICUS CARICA

انجیر بنیادی طور پر مشرق وسطیٰ اور ایشیائے کوچک کا پھل ہے۔ اگرچہ اب یہ ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے مگر مسلمانوں کی ہند میں آمد سے پہلے اس کا سراغ نہیں ملتا۔ اس لیے یقین کیا جاتا ہے کہ عرب سے آنے والے مسلمان اطباء یا ایشیائے کوچک سے آنے والے منگول اور مغل اسے یہاں لائے چھ سو سال گزر جانے کے باوجود ہند میں اس کی اتنی کاشت نہیں ہوتی کہ مقامی ضروریات کو پورا کر سکے ایک تحقیق کے مطابق اس کا پودا سب سے پہلے سرنام میں ہوتا تھا اور وہاں سے مختلف ممالک میں لایا گیا۔ اس کی پیدائش کے مشہور مراکز ترکی، اطالیہ، سپین، پرتگال، ایران، فلسطین، شام، لبنان اور پاکستان میں چترال اور ہنزہ کے علاقے ہیں۔ چترال کے درخت سال میں دو مرتبہ پھل دیتے ہیں۔ ان کی انجیر بڑی اور سفید ہوتی ہے جبکہ دوسرے مقامات کا پھل نیلگوں ہوتا ہے۔

مفسرین کا خیال ہے کہ زمین پر انسان کی آمد کے بعد اس کی افادیت کے لیے سب سے پہلا درخت جو معرض وجود میں آیا وہ انجیر کا تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام نے اپنی ستر پوشی کے لیے انجیر کے پتے استعمال کیے۔ پھلوں میں یہ سب سے نازک پھل ہے۔ پکنے کے بعد پیڑ سے اپنے آپ گر جاتا ہے اور اسے اگلے دن تک محفوظ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ لوگوں نے اس کو فرج میں رکھ کر دیکھا مگر

شام تک پھٹ کر ٹپکنے لگتا ہے۔ اس کے استعمال کی بہترین صورت اسے خشک کرنا ہے۔ انجیر کو خشک کرنے کے عمل کے دوران اسے جراثیم سے پاک کرنے کے لیے گندھک کی دھونی دیتے ہیں اور آخر میں نمک کے پانی میں ڈبوتے ہیں تاکہ سوکھنے کے باوجود نرم اور ملائم رہے۔ کیونکہ نمک بھی محفوظ کرنے والی ادویہ میں شامل ہے۔

انجیر کے درخت کی چھال، پتے اور دودھ ادویہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ عام لوگ اس کی علاجی اہمیت سے اتنے آگاہ نہیں جتنا کہ وہ اسے بطور پھل اور وہ بھی موسم سرما میں جانتے ہیں۔ علم نباتات کی رو سے انجیر کا جس تخلیقی خاندان سے تعلق ہے اسی کنبہ سے بڑ، پیپل اور گولر بھی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک معالجاتی دنیا میں اپنی اہمیت رکھتا ہے۔ اطباء قدیم کے یہاں انجیر کا استعمال عہد رسالت کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ البتہ اطباء یونان میں بقراط نے اس کا سرسری سا ذکر کیا ہے اور توریت میں فصل کے طور پر مذکور ہے۔

اس کی دواہم قسمیں دستیاب ہیں وہ جسے لوگ باقاعدہ کاشت لرتے ہیں بستانی کہلاتی ہے۔ دوسری خود رو جنگلی کہلاتی ہے۔ جنگلی حجم میں چھوٹی اور ذائقہ میں اتنی لذیذ نہیں ہوتی۔ جبکہ بستانی میں کاشت کاروں نے مختلف تجربات سے لذیذ قسمیں پیدا کر لی ہیں۔

قرآن مجید کا ارشاد:

انجیر کا ذکر قرآن مجید میں صرف ایک ہی جگہ ہے۔ مگر بھرپور ہے۔

والتین والزيتون وطور سينين وهذا البلد الامين لقد

خلقنا الانسان في احسن تقويم. (التین: ۴-۱)

(قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔ اور طور سینا کی اور اس دارالامن شہر

کی کہ انسان کو ایک بہترین ترتیب سے تخلیق کیا گیا)

حضرت براء بن عازب روایت فرماتے ہیں کہ سفر کے دوران کی نمازوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں سورۃ التین ضرور تلاوت فرماتے تھے۔

عن براء بن عازب انه قال صليت مع رسول الله صلى
الله عليه وسلم العشاء فقرا فيها بالتين والزيتون.

(موطا امام مالک)

امام مالک کا خیال ہے کہ تلاوت میں اس کی پسندیدگی سورۃ کے صوتی اثرات کی وجہ سے تھی۔ جبکہ اس کے معانی کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ مفسرین کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ سورۃ تاریخ کے مختلف ادوار کی نشان دہی کرتی ہے۔ انجیر سے مراد وہ وقت ہے جب انسان زمین پر آباد ہوا اور اسے تن ڈھانپنے کے لیے انجیر کے پتے استعمال کرنے پڑے۔ دوسرا اہم مرحلہ اس وقت آیا جب طوفان نوح میں پوری آبادی سوائے مومنین کے غرق ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی اُمت کو لے کر کشتی میں کئی دن سفر کرتے رہے انہوں نے ایک روز فاختہ کو ہدایت کی کہ وہ پانی کے اوپر پرواز کرے سیلاب کی صورت حال کا جائزہ لے۔ فاختہ جب لوٹ کر آئی تو اس کی چونچ میں زیتون کی ڈالی تھی۔ اس سے نتیجہ نکالا گیا کہ پانی اتنا اُتر گیا ہے کہ پودے ننگے ہو گئے ہیں اور اسی روز سے ہی محاورہ میں فاختہ اور زیتون کی شاخ امن اور سلامتی کے نشان قرار پائے۔

حافظ اسماعیل ابن کثیرؒ نے تحقیق کی ہے کہ انجیر سے مراد دمشق اور اس کا پہاڑ ہے جبکہ انہی نے عبداللہ بن عباس کی ایک روایت بیان کی ہے کہ انجیر سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی وہ مسجد ہے جو جودی پہاڑ پر بنائی گئی۔ مجاہدؒ بھی اسی مسجد کو انجیر سے استعارہ قرار دیتے ہیں، جبکہ قتادہؒ زیتون سے مراد بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ لیتے ہیں۔ مجاہدؒ اور عکرمہؒ اس سے خالص زیتون کا پھل مراد لیتے ہیں۔ جبکہ طور سینین سے دیگر اشارات کے علاوہ کوہ طور پر وہ جھاڑیاں بھی مراد ہیں جن میں روشنی دیکھی گئی تھی۔ اور یہ جھاڑیاں سناکی کی تھیں۔ انہی جھاڑیوں کی بہتات کی وجہ سے پہاڑ کا نام سناکی جھاڑیوں والا یعنی سینا پڑ گیا۔

تفسیری اشارات کے علی الرغم اگر سیدھی بات دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے انجیر کو اتنی اہمیت عطا فرمائی کہ اس کی قسم کھائی۔ جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اس کے فوائد کا کوئی شمار

نہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ

حضرت ابو الدرداءؓ روایت فرماتے ہیں:

اهدى الى النبي صلى الله عليه وسلم طبق من تين، فقال: كلوا، واكل منه وقال: لو قلت: ان فاكهة نزلت من الجنة، قلت هذه لان فاكهة الجنة بلا عجم. فكلوا منها فانها تقطع البواسير، وتنفع من النقرس. (ابو بکر الجوزی)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے انجیر سے بھرا ہوا تھا ل آیا۔ انہوں نے ہمیں فرمایا کہ ”کھاؤ“! ہم نے اس میں سے کھایا اور پھر ارشاد فرمایا۔ ”اگر کوئی کہے کہ کوئی پھل جنت سے زمین پر آ سکتا ہے تو میں کہوں گا کہ یہی وہ ہے۔ کیونکہ بلاشبہ جنت کا میوہ ہے۔ اس میں سے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے اور گنٹھیا (جوڑوں کے درد میں مفید ہے)

اسی حدیث کو امام محمد بن احمد ذہبیؒ نے بھی تقریباً انہی الفاظ میں بیان کیا ہے۔ مگر حدیث کا ماخذ بیان نہیں کیا جبکہ کنز العمال میں علاؤ الدین الہندیؒ نے یہی روایت معمولی رد و بدل کے ساتھ اس صورت میں حضرت ابو ذرؓ سے بیان کی ہے۔

كلوا التين فلو قلت ان فاكهة نزلت من الجنة قلت هذه. لان فاكهة الجنة لا عجم فيها. فكلوها فانها تقطع البواسير وتنفع من النقرس. (الدیلمی، ابن السنی، ابو نعیم)

یہی حدیث حضرت ابو ذرؓ کے حوالہ سے کنز العمال میں مسند فردوس دیلمی کے ذریعہ

سے دوسری جگہ بیان کرتے ہوئے ”تقطع البواسیر“ کی جگہ ”یذہب بالبواسیر“ کی تبدیلی کی ہے۔

اگر یہ روایت صرف ایک ہی کتاب میں ایک ہی ذریعہ سے ملتی تو محدثین کرام کے اصول کے مطابق ثقاہت پر شبہ کیا جاسکتا تھا۔ مگر دو مختلف راوی اور کم از کم تین مجموعوں میں اسے بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں روایات کا یہ توازن اس کا یقین دلانے کے لیے کافی سے زیادہ ہے۔

روایت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انجیروں سے بھرا ہوا تھال حضوری میں موجود ہے۔ انجیر مدینہ منورہ میں نہیں ہوتی اور نہ ہی مکہ میں اس کی زراعت ہوتی ہے۔ شاید طائف میں ہوتی ہوگی۔ تھال ناگہاں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر ارشاد گرامی اس کی اہمیت کے بارے میں صادر ہوتا ہے۔ اور اگر جنت سے کوئی پھل زمین پر آ سکتا ہے تو یہی ہے۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ یہ جنت کا پھل ہے۔

انجیر کو بطور پھل اللہ تعالیٰ نے اہمیت دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے جنت سے آیا ہوا میوہ قرار دینے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے۔ علمی لحاظ سے یہ ایک بڑا اعلان ہے جو عام طور پر علم طب میں فاضل اطباء بڑی مشکل سے کرتے ہیں۔ مگر جوڑوں کے درد میں اس کو صرف مفید قرار دیا اس لیے یہ امور انجیر سے فوائد حاصل کرنے کے سلسلہ میں پوری توجہ اور اہمیت کے طلب گار ہیں۔

کُتب مقدسہ میں انجیر کی اہمیت

توریت اور انجیل میں انجیر کا ذکر مختلف مقامات پر 49 مرتبہ آیا ہے۔

۔۔۔ تب درختوں نے انجیر کے درخت سے کہا کہ تو آ اور ہم پر

سلطنت کر۔ پر انجیر کے درخت نے کہا کیا میں اپنی مٹھاس اور اچھے

اچھے پھلوں کو چھوڑ کر درختوں پر حکمرانی کرنے جاؤں؟

(قضاۃ ۱۱-۱۰-۹)

اسی ضمن میں زیتون اور انجیر کا ذکر پھر ملتا ہے۔
انجیر کے درختوں میں ہرے انجیر پکنے لگے۔
اور تائیں پھوٹنے لگیں۔
ان کی مہک پھیل رہی ہے۔

(غزل الغزلات ۱۳-۳)

پر میاہ کو جب شاہ باہل اسیر کر کے لے گیا تو اسے خداوند کا جلال نظر آیا اور گفتگو کی جو تفصیل اس نے بیان کی اس میں مثال کے لیے انجیر کا پھل استعمال ہوا۔ اچھے انجیر کی مثال نیک لوگوں سے دی گئی اور ٹوکری میں خراب انجیروں سے مراد نافرمان لوگ تھے جن سے سایہ ایز دی اٹھ جائے گا۔

-- تب ہر آدمی اپنی ناک اور اپنے انجیر کے درخت کے نیچے بیٹھے گا اور ان کو کوئی نہ ڈرائے گا۔

(میکہ ۴: ۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں ان کے حواریوں میں سے مرقس اپنے ایک سفر کی روئیداد بیان کرتا ہے۔

-- دور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے تھے۔ دیکھ کر گیا شاید اس میں کچھ ہے۔ مگر جب اس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا۔
(مرقس ۱۳-۱۱)

محمد ثنین کے مشاہدات

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ انجیر ارض حجاز اور مدینہ میں نہیں ہوتی بلکہ اس علاقہ میں عام پھل صرف کھجور ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کتاب جلیل میں اس کی قسم کھائی ہے۔

اور یہ اس امر کی بلاشبہ دلالت کرتا ہے کہ اس سے حاصل ہونے والے افادات اور منافع بے شمار ہیں اس کی بہترین قسم سفید ہے۔ یہ گردہ اور مثانہ سے پتھری کو حل کر کے نکال دیتی ہے۔ یہ بہترین غذا ہے اور زہروں کے اثرات سے بچاتی ہے۔ حلق کی سوزش، سینہ کے بوجھ، پیچھے پھروں کی سوجن میں مفید ہے۔ جگر اور تلی کو صاف کرتی ہے بلغم کو پتلا کر کے نکالتی ہے جسم کو بہترین غذا مہیا کرتی ہے۔

جالینوس نے کہا ہے کہ انجیر کے ساتھ جوز اور بادام ملا کر کھا لیے جائیں تو یہ خطرناک زہروں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

اس کا گودا بخار کے دوران مریض کے منہ کو خشک ہونے نہیں دیتا۔ نمکین بلغم کو پتلا کر کے نکالتی ہے۔ اس لحاظ سے چھاتی کی پرانی سوزشوں میں مفید ہے۔ جگر اور مرارہ میں اٹکے ہوئے پرانے سدوں کو نکالتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کی سوزشوں کے لیے مفید ہے۔

انجیر کو نہار منہ کھانا عجیب و غریب فوائد کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ آنتوں کے بند کھولتی ہے۔ پیٹ سے ہوا کو نکالتی ہے۔ اس کے ساتھ اگر بادام بھی کھائے جائیں تو پیٹ کی اکثر بیماریاں دور بھاگتی ہیں۔ فوائد کے لحاظ سے انجیر شہتوت سفید کے قریب ہے۔ بلکہ اس سے افضل ہے۔ کیونکہ تو مت معدے کو خراب کرتا ہے۔

امام محمد بن احمد ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ انجیر میں تمام دوسرے پھلوں کی نسبت بہتر غذایت موجود ہے۔ یہ پیاس کو بجھاتی اور آنتوں کو نرم کرتی ہے۔ بلغم کو نکالتی ہے۔ پرانی بلغمی کھانسی میں مفید ہے۔ پیشاب آور ہے۔ آنتوں سے قولنج اور سدوں کو دور کرتی ہے۔ اسے نہار منہ کھانا عجیب و غریب فوائد کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے آنتوں کی غلاظت نکل جاتی ہے اور ان کا فعل اعتدال پر آ جاتا ہے۔ اگر ایسے میں اس کے ساتھ جوز اور بادام ہوں تو اور بہتر ہے۔

ان فوائد کا موازنہ کریں تو ہر جگہ یہ یکساں ہی شکل میں مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فائدے واقعی موجود ہیں۔

کیمیائی ساخت

انجیر کی کیمیائی ساخت موسم کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ فروری کے ابتدائی دنوں میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے جبکہ اس ماہ کے آخر میں رطوبت کم ہوتی ہے۔ اپریل کی فصل میں رطوبت اور زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ یہ کچی انجیر میں اور زیادہ ہوتی ہے موازنہ کچھ یوں ہے۔

کل مٹھاس

گل جانیوالی مٹھاس

نمی

REDUCING SUGAR

%۳۱ء۰۱-۶۰ء۱۸

بازار کی عام انجیر اپریل میں فیصدی %۵۴-۲۹

۸۷ء۱۸ سے ۷۴ء۶۳

%۵۹ء۲۵

درخت پر پکی ہوئی تیار انجیر ۵۵ء۷۳

۴۷ء۰۰

%۸۷ء۷۶

۷۷ء۹۱

کچی انجیر ۸۷ء۷۸

%۴۶ء۳۰

۲۴ء۰۷

درآمدہ خشک انجیر ۱۹ء۴۵

(ان کی عمدہ ترین قسم سمرنا سے آتی ہے)

انجیر کی اس عام حیثیت میں اہم بات یہ ہے کہ اس کی مٹھاس دو قسم کی ہے۔ ایک قسم وہ جو مٹھاس ہونے کے باوجود دوسری مٹھاسوں کو گلا سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جسم میں جانے کے بعد وہاں پر موجود زائد مٹھاس کو حل کر کے اسے اذیت رسانی سے باز رکھ سکتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ذیابیطس کے مریضوں کے لیے مفید ہے۔ جوں جوں انجیر درخت پر پکتی ہے اس میں مٹھاس کم ہونے لگتی ہے۔

اس میں موجود کیمیائی اجزاء کا تناسب یوں ہے۔

لحمیات	نشاستہ	حدت کے حرارے	سوڈیم	پوٹاسیم	کیلیم	مکینشیم
۱۶۵	۱۵۶۰	۶۶	۲۴	۲۸۸	۸۶۰۵	۲۶۶۲
فولاد	تانبہ	فاسفورس	گندھک	کلورین		
۱۶۱۸	۰۶۰۷	۲۶	۲۲۶۹	۷۶۱		

ایک سو گرام خشک انجیر میں عام کیمیات کا یہ تناسب اسے ایک قابل اعتماد غذا بنادیتا ہے۔ اس میں کھجور کی طرح سوڈیم کی مقدار کم اور پوٹاسیم زیادہ ہے۔ ایک سو گرام کے جلنے سے حرارت کے 66 حرارے حاصل ہوتے ہیں۔ حراروں کی یہ مقدار عام خیال کی نفی کرتی ہے کہ کھجور یا انجیر تاثیر کے لحاظ سے گرم ہوتے ہیں۔ وٹامن ا۔ ج کافی مقدار میں موجود ہیں۔ جبکہ ب مرکب معمولی مقدار میں ہوتے ہیں۔

خوراک کو ہضم کرنے والے جوہروں کی تینوں اقسام یعنی نشاستہ کو ہضم کرنے والے لحمیات کو ہضم کرنے والے PROTEOSE اور چکنائی کو ہضم کرنے والے LIPASE ایک عمدہ تناسب میں پائے جاتے ہیں ان کے اس میں ان اجزاء کی موجودگی انجیر کو ہر طرح کی خوراک کو ہضم کرنے کے لیے بہترین مددگار بنا دیتی ہے۔ اہم عناصر ترکیبی میں ایسومنائی ترشے P-TYROSIN ALBUMIN جوہر CRAVIN مثال ہیں۔ اس میں گلوکوس، چکنائی، گوند، اور معدنی نمک جبکہ انجیر کا اپنا درخت کے دودھ میں لحمیات کو ہضم کرنے والا جوہر PEPTONEING FERMENT پایا جاتا ہے۔ حال ہی میں کیمیا دانوں نے اس میں ایک جوہر BROMELAIN دریافت کیا ہے جو بلغم کو پتلا کر کے نکالتا اور انتہائی سوزشیں کم کرتا ہے۔ یہ جوہر اس کے علاوہ انسان اور پیپتہ میں بھی ملتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

بھارتی حکومت کے طبی شعبہ کی تحقیقات کے مطابق یہ یلین ہے۔ مدر البول ہے۔ اس لیے پرانی قبض، دمہ، کھانسی اور رنگ نکھارنے کے لیے مفید ہے۔ پرانی قبض کے لیے

روزانہ پانچ دانے کھانے چاہئیں۔ جبکہ موٹاپا کم کرنے کے لیے تین دانے بھی کافی ہیں۔ اطباء نے چیچک کے علاج بھی انجیر کا ذکر کیا ہے چیچک یا دوسری متعدی بیماریوں میں انجیر چونکہ جسم کی قوت مدافعت بڑھاتی ہے اور سوزشوں کے درم کو کم کرتی ہے اس لیے سوزش خواہ کوئی بھی ہو انجیر کے استعمال کا جواز موجود ہے۔

طب یونانی کے مشہور نسخہ سفوف برص کا جزو عامل انجیر ہے۔ پوست انجیر کو عرق گلاب میں کھل کر کے برص کے داغوں پر لگایا جاتا ہے۔ جبکہ آدھ چھنا تک (30 گرام) انجیر اس کے ساتھ کھانے کو بھی دی جاتی ہے۔

حکیم نجم الغنی خان نے اسے ملین، ریاح کو تحلیل کرنے والا قرار دیا ہے۔ یہ جگر اور تلی کو قوت دیتا ہے۔ ورم کو دور کرتا ہے۔ سینہ کے درد کو نافع ہے۔ مرگی، فالج، خفقان اور دمہ میں مفید ہے۔ زیادہ مقدار میں دست آور ہے۔ سہلے دور کرتا ہے۔ بادام اور اخروٹ ملا کر کھانا زیادہ مفید ہے۔ بوا سیر کو مٹاتا ہے۔ گردوں کے دبلے پن کو دور کرتی ہے۔

ابن زہر نے لکھا ہے کہ بادام اور سداب کے پتوں کے ساتھ انجیر کھانے والا زہروں کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ (ابن القیم نے یہی بیان جالینوس سے منسوب کیا ہے)۔ ایک دوسرے نسخہ کے مطابق انجیر اور کلونچی نہار منہ کھانے سے اس دن زہروں کا اثر نہیں ہوتا۔ آفستین، جو کا آنا اور انجیر ملا کر دینے سے متعدد دماغی امراض میں فائدہ ہوتا ہے۔ میتھی کے بیج، انجیر اور پانی کو پکا کر خوب گاڑھا کر لیں۔ اس میں شہد ملانے سے کھانسی کی شدت کم ہو جاتی ہے اور دمہ میں مفید ہے بلغمی پیاس میں مفید ہے۔

انجیر کھانے سے حیض کے خون میں اضافہ ہوتا ہے اور دودھ زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ وید کہتے ہیں کہ انجیر کھانے سے چہرے پر نکھار آتا ہے۔ باؤ گولہ کو نافع ہے اور حواس خمسہ کو قوت دیتی ہے۔ اس کے گودے کو شکر اور سرکہ کے ساتھ پیس کر بچوں کو چٹانے سے نذر کرے کا ورم اتر جاتا ہے۔ اس کے کھانے سے کمر کا درد جاتا رہتا ہے۔

انجیر کے درخت کے دودھ میں روئی بھگو کر دانت کے سوراخ میں رکھیں تو درد بند ہو

جاتا ہے۔ انجیر کے جوشاندہ سے کلی کرنے سے مسوڑھوں اور گلے کی سوزش کم ہوتی ہے۔ اس کے دودھ میں جو کا آٹا گوندھ کر برص پر لگانے سے اس کا بڑھنا رک جاتا ہے۔ چہرے کے داغوں پر بھی اس کا لگانا مفید ہے۔ اس کے درخت کی چھال کی راکھ کو سرکہ میں حل کر کے ماتھے پر لگانے سے سردرد جاتا رہتا ہے۔ خشک انجیر کو پانی میں پیس کر اس کو پھوڑے یا پٹھوں کی اکڑن والی جگہ پر لیپ کریں تو پٹھوں کی اکڑن جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح کالیپ جوڑوں کے دردوں میں بھی مفید ہے۔

جدید مشاہدات

نذکارنی نے انجیر کے فوائد کا خلاصہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ بھوک لگانے والی سکون آور، دافع سوزش اور ورم، بلین، جسم کو ٹھنڈک پہنچانے والی اور مخرج بلغم ہے انجیر کے دودھ میں غذا کو ہضم کرنے والے جوہر PAPAINE کی مانند ہوتے ہیں۔ یہ غذا میں موجود نشاستہ کو منوں میں ہضم کر دیتے ہیں۔ ان فوائد کے ساتھ ساتھ ان میں بڑی عمدہ غذائیت بھی موجود ہے۔

گردوں، مثانہ اور پتہ میں پتھری پیدا ہونے کے اسباب کا لمبا قصہ ہے بلکہ ماہرین ابھی تک اس امر پر متفق نہیں کہ ان کا اصل سبب کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ پتہ کی پتھری یا اس میں سوزش عام طور پر ایسی خواتین کو ہوتی ہے جن کی عمر چالیس سال سے زائد، موٹی، بدہضمی میں ہمیشہ مبتلا اور بچوں والی ہوتی ہیں۔ جسے انگریزی میں FAT FLATULENT FERTILE FEMALE FORTY جس خاتون میں یہ پانچوں چیزیں ہوں اور وہ پیٹ درد اور بدہضمی کی شکایت لے کر آئے ڈاکٹر اسے عام طور پر الہتاب مرارہ یا تشخیص کرتے ہیں۔ اگرچہ پتہ کی سوزش ختم کرنے اور اس سے صفر کے اخراج کو بڑھانے کے لیے متعدد ادویہ موجود ہیں مگر ایسا کوئی واقعہ دوستوں کے علم میں بھی نہیں جہاں کسی مریضہ کو مستقل فائدہ ہوا ہو۔ پتہ کی سوزش کا صرف ایک علاج ہے اور وہ یہ کہ اسے اپریشن کر کے نکال دیا جائے۔

اور اس کے بعد بد ہضمی ایک دوسری صورت میں عمر بھر کی رفیق بنتی ہے۔ گردوں میں پتھری یا جوڑوں کے درد کا اصل باعث جسم میں OXALATES & URATES کی زیادتی ہے یہ کیمیادی نمک بد ہضمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور اخراج کے دوران گردوں میں رک کر وہاں پتھری بنا دیتے ہیں۔ اس غرض کے لیے پہلے تھیم سائٹریٹ LITHUM CIRTATE ایجاد ہوا۔ جسے لوگ گھول کر فروٹ سالٹ کی مانند پیتے تھے۔ اب انگلستان کی ویلکم کمپنی نے ZYLORIC گولیاں تیار کی ہیں جن کے کھانے سے یوریت اور آکسلیٹ خارج ہوتے ہیں۔ اس علاج کے دوران مریض کو گوشت، انڈا، کلبجی، گردے، مغز، چاول، ساگ اور ٹماٹر کھانے سے منع کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ نمکیات ان غذاؤں میں ہوتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ نمکیات جب پیشاب کے راستہ خارج ہوتے ہیں تو ان کی سفیدی علیحدہ نظر آتی ہے۔ اس سفیدی کو ان پڑھ معالجوں اور اشتہاری حکیموں نے جریان کا نام دیا ہے۔ حالانکہ اس دہشت ناک تشخیص کی اصلیت مریض کا پیشاب ٹیسٹ کروا کر معلوم کی جاسکتی ہے۔

پتہ کی خرابیوں اور گردہ کی پتھری کے علاج میں یوریت نکالنے کے متعدد ذریعے اختیار کیے جاتے ہیں مگر ایک اہم بات رہ جاتی ہے وہ یہ کہ عمل انہضام کو ایسا درست کیا جائے کہ آکسلیٹ اور یوریت پیدا ہی نہ ہوں۔ یہ مقصد کسی جدید دوائی سے پورا نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ نے جب انجیر کی قسم کھائی تو پھر اس کے اثرات کے لیے شاندار ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔ انجیر وہ منفرد دوائی ہے جو ہاضمہ کو ٹھیک کر کے صحیح نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ انجیر گردوں اور پتہ سے پتھری کو حل کر کے نکالنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

ایک خاتون کو پتہ کی پرانی سوزش تھی۔ ایک سرے پر متعدد پتھریاں پانی گئیں بطور ڈاکٹر اسے آپریشن کا مشورہ دیا گیا۔ وہ درد سے مرنے کو تیار تھی مگر آپریشن کی دہشت کو برداشت کرنے کو تیار نہ تھی۔ اس مجبوری کے لیے کچھ کرنا ضروری ٹھہرا۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلونجی کو ہر مرض کی شفا قرار دیا ہے۔ اس لیے کاسنی اور کلونجی کا مرکب

کھانے کو صبح نہار منہ چھ دانے خشک انجیر کھانے کو کہا گیا۔ دو ماہ کے اندر نہ صرف کہ پتھریاں نکل گئیں بلکہ سوزش جاتی رہی۔ علامات کے ختم ہونے کے ایک ماہ بعد کے ایکس رے سے پتہ مکمل طور پر صحت مند پایا گیا۔

یہ اتفاق نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ انجیر بلاشبہ خوراک کو مکمل ہضم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ درد جہاں پر بھی ہوا اسے دور کرتی ہے۔ جھلیوں کی جلن کو رفع کرتی ہے اور پیٹ کو چھوٹا کرتی ہے۔ بھارتی ماہرین بھی متفق ہیں کہ انجیر پتھری کو حل کر سکتی ہے۔

نڈکارنی تجویز کرتا ہے تازہ انجیروں کو رات شبنم میں رکھ کر کسی منھاس اور باداموں کے ساتھ اگر صبح نہار منہ کھایا جائے تو یہ منہ کے زخموں، زبان کی جلن اور جسم کی حدت کو پندرہ دن میں ٹھیک کر دیتی ہے۔ حالانکہ یہی نسخہ ہمارے محدثین کرام پچھلے تیرہ سو سال سے بیان کرتے آئے ہیں۔

انجیر اور بوا سیر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر کے فوائد میں دو اہم ارشادات فرمائے ہیں:

یہ بوا سیر کو ختم کر دیتی ہے۔

جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔

اسماعیل جرجانی اور ابن العیطار وہ طبیب ہیں جنہوں نے خون کی نالیوں پر انجیر کے اثرات کی وضاحت کی ہے۔ اگرچہ بوعلی سینا نے بھی اس قسم کا ذکر کیا ہے مگر وہ اس باب میں واضح بات نہیں کہتا۔ بوا سیر کے تین اہم اسباب ہیں۔ پرانی قبض، تبخیر معدہ اور کرسی نشینی۔ ان چیزوں سے مقعد کے آس پاس کی اندرونی اور بیرونی وریڈوں میں خون کا ٹھہراؤ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ رگیں پھول کر مسوں کی صورت میں باہر نکل آتی ہیں یا اندر کی طرف رہتی ہیں۔ بعض لوگوں کی برا سیر بیک وقت اندرونی اور بیرونی دونوں ہوتی ہے۔ فضلے کی

نالی پر جب دباؤ پڑتا ہے تو اس کے ساتھ خون کی نالیوں میں بھی دباؤ بڑھتا ہے۔ چونکہ یہ پہلے ہی پھولی ہوتی ہیں اس لیے پھٹ جاتی ہیں اور ان سے خون بہنے لگتا ہے۔ یہ عمل عام طور پر بیت الخلاء میں اجابت کے دوران ہوتا ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اسلام نے حوائج ضروریات سے فراغت کے بعد ہم کو پانی سے طہارت کی ہدایت کی ہے۔ اس طہارت کے نتیجے میں خون جلد بند ہو جاتا ہے اور عام طور پر اس زخم پر نہ تو سوزش ہوتی ہے اور نہ ہی پھوڑا بنتا ہے۔ کیونکہ زخم دن میں کئی بار دھل جاتا ہے اسلام پر عمل کرنا تندرست زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ ہے۔ ان تمام مسائل کا ایک آسان حل انجیر ہے۔ انجیر پیٹ میں تخیر ہونے ہی نہیں دیتی۔ انجیر قبض کو توڑ دیتی ہے۔ انجیر خون کی نالیوں سے سدے نکالتی ہے اور ان کی دیواروں کو صحت مند بناتی ہے، ہم نے اسلامک کانفرنس برائے طب کے لیے اس مسئلہ پر طویل عرصہ تحقیقات کی۔ نتائج کے مطابق ایک لمبا عرصہ انجیر کھانے کے بعد بواسیر کے مسے خشک ہوتے ہیں عام طور پر یہ عرصہ چار ماہ سے دس ماہ تک محیط ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو تکلیف زیادہ ہو ان کو صبح نہار منہ شہد کے شربت کے ساتھ پانچ سے چھ دانے خشک انجیر بتائے گئے۔ جن کی تکلیف کم تھی اور بد ہضمی زیادہ ان کو ہر کھانے سے آدھ گھنٹہ پہلے انجیر کھلائی گئی اور جن کو صرف پیٹ میں بوجھ ہوتا تھا۔ ان کو کھانے کے بعد انجیر کھانی تھی۔ حافظ ابن القیمؒ نے حدیث شریف کی تشریح میں بڑی خوبصورت بات کہی ہے:

”انجیر کو نہار منہ کھانے کی تاثیر عجیب و غریب ہے۔“

انجیر پرانی قبض کا بہترین علاج ہے۔ اس کے گودے میں پایا جانے والا دودھ ملیں ہے اور اس میں پائے جانے والے چھوٹے چھوٹے دانے پیٹ کے حموضات میں پھول کر آنتوں میں حرکات پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ پرانی قبض کے مریض اگر کچھ دن باقاعدہ انجیر کھائیں اور بیت الخلاء جانے کا باقاعدہ وقت مقرر کریں تو یہ تکلیف ہمیشہ کے لیے رخصت ہو سکتی ہے۔

انجیر میں خوراک کو ہضم کرنے والے عناصر کی ترکیب نہایت عمدہ ہے۔ جن لوگوں کی

آنتوں میں ہمیشہ سڑ اندر رہتی ہے ان کے لیے اس سے بہتر کوئی دوا کی موجود نہیں۔ اس کی فعالیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر اسے پیس کر یا گھوٹ کر کچے گوشت پر لیپ کر دیا جائے تو یہ گوشت دو گھنٹوں میں اتنا گل جاتا ہے کہ اسے انگلیوں سے توڑا جاسکتا ہے۔

انجیر خون کی نالیوں میں جمی ہوئی غلاظتوں کو نکال سکتی ہے۔ اور اس کی اسی افادیت کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوا سیر میں پھولی ہوئی وریدوں کی اصلاح کے لیے استعمال فرمایا۔ اکثر اوقات بلڈ پریشر میں زیادتی خون کی نالیوں میں موٹائی آ جانے سے ہوتی ہے۔ انجیر اس مشکل کا بہترین حل ہے۔ کیونکہ یہ جسم سے چربی کو گل کر بھی نکال سکتی ہے۔ بڑھاپے میں جب خون کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں اور دماغ میں خون کی قلت مریض کو نیم بیہوش یا محبوظ الحواس بنا دیتی ہے۔ اعضاء میں بھی فالج کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ اس بیماری میں انجیر اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مریض ایک کثیر مقدار پانچ چھ مہینے مسلسل استعمال کرے۔

گردوں کے فیل ہو جانے کے متعدد اسباب ہیں۔ اس میں مرض کی اندرونی صورت یہ ہوتی ہے کہ خون کی نالیوں میں تنگی کی وجہ سے گردوں کی کارگزاری متاثر ہوتی ہے۔ یہی کیفیت پیشاب میں کمی اور بلڈ پریشر میں زیادتی کا باعث بن جاتی ہے۔ ان حالات میں اگر زندگی کو اتنی مہلت مل سکے کہ کچھ مدت انجیر کھائی جائے تو اللہ کے فضل سے وہ بیماری جس میں گردے اگر تبدیل نہ ہوں تو موت یقینی ہے شفایابی پر منتج ہوتی ہے۔

خون کی نالیوں کی موٹائی کے علاوہ وہ حالات جب کسی وجہ سے شریانوں یا وریدوں کے اندر خون جم جائے انجیر عجیب فوائد کی حامل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیفیت میں جب یہ دل میں ہو تو کھجور کی گٹھلی اور کھجوریں مرحمت فرمائی ہیں۔ جس کی تفصیل کھجور کے عنوان میں موجود ہے۔ لیکن ایسے مریضوں کو کچھ مدت کھجور دینے کے بعد وقفہ دیا گیا۔ اس وقفہ میں انجیر دی گئی۔ نتیجہ بہت بہتر رہا۔ خیال یہ تھا کہ ایک ہی وقت میں کھجور اور انجیر ملا

کردیے جائیں مگر ابن القیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت منسوب کی ہے جس کے مطابق انجیر اور کھجور کو جمع کرنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ اس راہنمائی کی وجہ سے دونوں یکجا تو نہ کئے جاسکے البتہ نہار منہ کھجور کی گھٹلیاں دینے کے بعد عصر کے وقت بعض مریضوں کو انجیریں دی گئیں۔ فوائد کسی ایک کے استعمال سے بہت بہتر رہے۔

خشک انجیر کو توڑے پر جلا کر دانتوں پر اس راکھ کا منجن کیا جائے تو دانتوں سے رنگ اور میل کے داغ اتر جاتے ہیں۔ مسوڑھوں کی سوزش کے لیے جتنے بھی منجن بنائے جاتے ہیں اگر ان میں انجیر کی راکھ شامل کر لی جائے تو فائدہ زیادہ جلد اور اچھا ہوتا ہے۔

انجیر کے تازہ پھل سے نچوڑ کر دودھ نکال کر اگر مسوں WARTZ پر لگایا جائے تو وہ گر جاتے ہیں۔ اس کے پتوں کو کوٹ کر پھوڑوں کو پکانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

-☆-

نبی --- سفرجل

QUINCE

AEGLE MARMELOS

یہ سیب کی شکل کا پھل ہے۔ جو جنگلوں میں خود رو بھی ہے اور کاشت بھی کیا جاتا ہے۔ ہندی میں اسے تیل، فارسی میں ٹھل انگریزی میں QUINCE کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کے نام کے معنی وسعت کی دیوی ہیں۔ ہندی دیو مالا کے مطابق یہ پھل زرخیزی، وسعت رزق اور فارغ البالی کی علامت ہے۔ اسے بھگوان شوکا پر تو قرار دے کر ہندو اس کی پوجا کرتے ہیں اور مندروں میں پوجا کے دوران اس کی موجودگی باعث برکت خیال کی جاتی ہے۔

یہ پھل دنیا کے اکثر ممالک کے پہاڑی علاقوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ بھارت میں آسام، جنوبی ہند اور بنگال اس کے بڑے مسکن ہیں۔ جب کہ پاکستان میں آزاد کشمیر، مری، سوات اور مردان کے علاقوں میں پایا جاتا ہے مگر اب اس کے درخت ناپید ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ لوگوں کو اس کا صحیح مصرف معلوم نہیں رہا۔ پھل کی منڈیوں میں عام طور پر ستمبر، اکتوبر کے دوران یہ پھل ملتا ہے۔ جب پک جائے تو لذیذ مگر جاپانی پھل کی طرح قابض ہوتا ہے۔ اس کا درخت چار میٹر کے قریب بلند ہوتا ہے اور اس کے تمام حصے دواؤں میں استعمال ہوتے ہیں۔ بعض اطباء اسے ہیملگری بھی کہتے ہیں۔

احادیث نبویؐ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ روایت فرماتے ہیں:

دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم: وبیده سفر جلة، فقال: دونكها يا طلحة: فانها تجم الفؤاد.
(ابن ماجہ)

اسی ارشاد گرامی کو انسائی نے انہی کے الفاظ میں دوسری صورت میں بیان کیا ہے۔

اتيت النبي صلى الله عليه وسلم. وهو في جماعة من اصحابه، وبیده سفر جلة يقبلها، فلما جلست اليه: رحابها الي، ثم قال: دونكها اباذر؟ فانها تشد القلب ويطيب النفس و تذهب بطحاء الصدر.

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اس وقت اپنے اصحاب کی مجلس میں تھے۔ ان کے ہاتھ میں سفر جل تھا جس سے وہ کھیل رہے تھے۔ جب میں بیٹھ گیا تو انہوں نے اسے میری طرف کر کے فرمایا۔ ”اے باذر! یہ دل کو طاقت دیتا ہے سانس کو خوشبودار بناتا ہے اور سینہ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے)

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
كلوا السفر جل فانه يجلي عن الفؤاد و يذهب بطحاء الصدر. (ابن السنی، ابو نعیم)

(سفر جل کھاؤ کیونکہ وہ دل کے دورے کو ٹھیک کر کے سینہ سے بوجھ اتار دیتا ہے)

حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکل سفر جل یذهب بطحاء القلب

(”القالی“ فی امالیہ، حوالہ کنز العمال)

(سفر جل کھانے سے دل پر سے بوجھ اتر جاتا ہے)

انہی سے سفر جل کھانے کے صحیح وقت کی نشان دہی یوں ملتی ہے۔

کلوا السفر جل علی الریق

(سفر جل کو نہا رمنہ کھانا چاہیے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کلوا السفر جل فانه یجلی عن الفؤاد، وما بعث اللہ نبیا

من الانبیاء الا اطعمه من سفر جل الجنة فزید فی قوته قوة

اربعین رجلا۔ (ابن ماجہ)

(سفر جل کھاؤ کہ دل کے دورے کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا

کوئی نبی نہیں مامور فرمایا جسے جنت کا سفر جل نہ کھلایا ہو۔ کیونکہ یہ فرد

کی قوت کو چالیس افراد کے برابر کر دیتا ہے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اطعموا حبالکم السفر جل یجم الفؤاد، ویحسن

الولد۔ (ذہبی)

(اپنی حاملہ عورتوں کو سفر جل کھلایا کرو۔ کیونکہ یہ دل کی بیماریوں کو

ٹھیک کرتا ہے اور لڑکے کو حسین بناتا ہے)

کنز العمال فی سنن والا قول نے سفر جل کے بارے میں اس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

عوف بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کلوا السفر جل فانه یجم الفؤاد و یشجع القلب۔

(مسند فردوس)

(سفر جل کھاؤ کہ یہ دل کے دورے کو ٹھیک کرتا اور دل کو مضبوط کرتا ہے)
 یہی ارشادات طبرانی اور مستدرک الحاکم اور بیہقی نے دیگر ذرائع سے بیان کئے ہیں۔
 ان روایات میں ایک ہی پھل کی متواتر تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی
 اللہ علیہ وسلم سفر جل کے طبی کمالات کے قائل تھے۔ انہوں نے اسے نہار منہ کھانے کی
 ہدایت کی اور دل کی مختلف بیماریوں کے لیے اسے اسیر قرار دیا۔

محدثین کے مشاہدات

احادیث میں فوائد کے سلسلہ میں دو اہم اشارات نظر آتے ہیں۔ ”تجم الفواد“ اور
 ”الطہاء“ اس کی تشریح میں محدث ابو عبید کہتے ہیں کہ جیسے آسمان پر ابر آتے ہیں اور پردہ پڑ
 جاتا ہے اسی طرح بطحاء دل کی وہ کیفیت ہے جس میں دل کے پردے دھندلے ہو جاتے
 ہیں اور ان میں پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ Pericarditis کی مکمل کیفیت ہے۔

عام طور پر فواد کے معنی دل کا دورہ ہے۔ جو کہ دنیا کے فوائد میں حضرت عائشہؓ کی
 روایات میں فواد کا لفظ اکثر جگہ استعمال ہوا جس کا عمومی مفہوم دل پر بوجھ یا دورہ ہی سمجھ میں
 آتا ہے۔

جب یہ لفظ ”تجم الفواد“ کی صورت میں سفر جل کے بارے میں مذکور ہوا تو حافظ ابن
 القیمؒ اس کی تشریح میں کہتے ہیں کہ یہ دل سے سدوں کو نکالتا۔ اس کی نالیوں سے رکاوٹ کو
 دور کرتا اور انہیں وسیع کرتا ہے۔ اس سے دل کی وہ کیفیات بھی مراد ہیں جب وہاں پر پانی
 اکٹھا ہو کر اس کی کارگزاری کو متاثر کرے۔ محمد احمد ذہبیؒ بھی تجم الفواد کو خون کی نالیوں اور دل
 کے اپنے مشمولات کی تقویت اور توسیع قرار دیتا ہے۔

ان حضرات نے یہ مشاہدات اس وقت کئے جب لوگ اس امر سے بھی ٹھیک سے
 آگاہ نہ تھے کہ دل کو کونسی بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں۔ تاریخ طب میں دل کے دورے کی پہلی
 تشخیص ابو داؤد کی روایت کے مطابق سعد بن ابی وقاص کی بیماری میں نہ صرف کی گئی بلکہ

مریض کا چند دنوں میں مکمل علاج بھی کیا گیا۔

ان احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کے دورے کے علاوہ دوسری بیماریوں کے بارے میں اظہار خیال فرماتے ہوئے ان کیفیات اور علامات کا ذکر فرمایا جن کے بارے میں علم الامراض کے ماہرین کو بیسویں صدی کے نصف کے قریب جا کر واقفیت ہوئی۔ ابن قیمؒ نے جن علامات کا ذکر کیا ہے وہ CARDIAC INFARCTION کے علاوہ PERICARDITIS اور ENDOCARDITIS کا ایک مکمل بیان ہے۔ دل کے مریضوں کو جب کبھی دورہ پڑتا ہے تو اس کی ابتدا اچھاتی میں بوجھ کی کیفیت سے ہوتی ہے اور اس غرض کے لیے مریضوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ISORDIL یا ANGISED کی گولی ہمہ وقت پاس رکھیں۔ جیسے ہی بوجھ محسوس ہو زبان کے نیچے گولی رکھ لیں۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی صورت حال کا بہتر علاج یہ فرماتے ہیں کہ گولیاں کھانے کی بجائے یہی جیسا لذیذ پھل کھالیا جائے۔

میٹھا سفرجل ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ جبکہ کھٹا قابض ہے۔ معدہ کے لیے مقوی اور مصلح ہے۔ پیاس کو کم کرتا ہے۔ قے کو روکتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ نفث الدم اور پیٹ کے السر میں مفید ہے۔ ہیضہ کا بہترین علاج ہے جبکہ اس کی جڑوں کا جوشاندہ یا پتوں کا عرق بھی اپنے فوائد میں تقریباً ایسے ہی ہیں۔ غذا کو شہم کرتا ہے اور اگر کھانے کے بعد کھایا جائے تو پیٹ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے۔ محدثین کے بیان کے مطابق اسے کھانے سے پہلے کھانا زیادہ مفید ہے۔

تازہ سفرجل یا اس کا گودہ طبی ضروریات کے لیے کافی ہیں۔ لیکن اس کو بھون کر بھوننے کے بعد شہد کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ شہد اس کی قوتِ لُحْظ پیدا کرنے کی مضرت کو دور کر دیتا ہے۔

یہ سانس سے گھٹن کو دور کر کے اسے خوشبودار بناتا ہے۔ ذہنی کے مشورہ کے مطابق اگر اس کے ساتھ عنبر بھی شامل کر لیا جائے تو افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسے کھانے سے

پتہ کی سوزش میں کمی آتی ہے۔ اسے کھانے سے جسم کے اکثر مقامات کے ورم تحلیل ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر وہ کیفیات جن میں رطوبت بھی ہو۔ اس غرض کے لیے اسے بھون کر گرم ریت کے ساتھ ملا کر مقامی طور پر لپٹ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بیج حلق کی سوزش کو رفع کرتے ہیں اور سانس کی گھٹن دور کرتے ہیں۔ اس کا شہد میں مربہ بہترین غذا اور دوا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

استادان فن نے اس کے جملہ اثرات کو امراض بطن تک محدود رکھا ہے۔ ہر طیب نے امراض ہضم میں اس کے اثرات کو مختلف اطراف سے دیکھ کر ان کی تعریف کی ہے۔

بہی خون پیدا کرتی ہے۔ قے کو دور کرتی ہے۔ پیاس بجھاتی ہے۔ معدے کو طاقت دیتی ہے دل اور جگر کو تقویت دیتی ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے۔ اس کو بھون کر کھانے سے جن کو بھوک نہ لگتی ہو لگنے لگتی ہے۔ جگر کے سدے کھولتی ہے۔ جن عورتوں کو مٹی کھانے کی عادت ہوتی ہے اگر وہ بھی کھائیں تو مٹی کھانے کی عادت جاتی رہتی ہے۔ بچی ہوئی بھی کھانے سے خوراک جلد ہضم ہو جاتی ہے۔ بعض اطباء نے لکھا ہے کہ زیادہ بھی کھانے سے جذام پیدا ہو جاتا ہے (یہ بات قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ جذام ایک متعدی بیماری ہے جو جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے بھی یا کسی اور چیز کے کھانے سے کبھی پیدا نہیں ہو سکتی) زیادہ کھانے سے ہچکی آتی ہے۔ ریشہ، پیچش اور قونچ پیدا ہوتا ہے۔ ایسے میں پورا پھل کھانے کے بجائے اگر اس کا عرق نکال کر پی لیا جائے قوت زیادہ دیتی ہے مگر قبض پیدا کرتی ہے۔

اس کو بھون کر کھانے سے پرانے دست بند ہو جاتے ہیں۔ عام خوراک تین سے چھ ماشہ ہے۔ اس کا پانی پینے سے حاملہ عورت کے پیٹ کے اندر جنین کو صحت حاصل ہوتی ہے۔ شہد کے ساتھ بھون کر کھانے سے دست بند ہوتے ہیں۔ مگر قبض پیدا نہیں کرتی۔ اس کا پینا یا حقہ پیشاب کی جلن کو دور کرتا ہے۔

بہی دانہ کا لعاب، شکر ملا کر دینے سے بھی پیشاب کی جلن جاتی رہتی ہے۔ بہی کا مربہ یا

شربت منشیات کے نشہ کو زائل کرنے میں بہترین ہے۔ منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔
 ویدک طب میں اس کا پانی قے اور پیاس کو کم کرنے کے لیے دیا جاتا ہے اور اس کا
 لیپ جلے ہوئے زخموں کے لیے مفید قرار دیا گیا ہے۔
 گیلانی نے اس کے درخت کے تمام حصوں کو قابض قرار دیا ہے۔ اس کی رائے میں
 یہی کے جتنے بھی مضر اثرات ہیں اس کے ساتھ شہد ملا کر دینے سے ختم ہو جاتے ہیں۔
 اس کے درخت کا گوند پانی میں گھول کر چیونٹیوں کے اور پسوؤں کے بلوں پر چھڑک
 دیں تو وہ تمام مر جاتے ہیں۔

اطباء نے یہی یا اس کے پھولوں کو روغن زیتون میں ڈال کر ایکس روز دھوپ میں
 رکھنے کے بعد اس کا روغن بھی تیار کیا ہے۔ اسے ابالنے کے بعد امراض بطن میں جلن زخموں
 اور سدوں کو کھولنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

یہی کے رُب اور شربت کے اثرات بھی یہی کی مانند ہیں۔ اگرچہ یہ خوش ذائقہ ہوتے
 ہیں مگر ان کا فائدہ خالص پھل کی نسبت کم ہوتا ہے۔

یہی دانہ کا لعاب کھانسی کی شدت کم کرتا ہے۔ سانس کی نالیوں کو کھولتا ہے اگر کسی اور
 دوائی کی وجہ سے پیٹ میں جلن ہو یا اس کے استعمال کے بعد ایسا ہونے کا اندیشہ ہو تو لعاب
 اس سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سے منہ اور گلے کے چھالے مندمل ہو جاتے ہیں۔ ویدک
 طب میں جڑ کا جو شانہ دماغی امراض میں سوزش والے مقامات پر پتوں کا لیپ، پھل کا
 عرق بخار اور اختلاج قلب میں۔ بھارت کی قدیم ترین دوائی ہے۔

کیمیادی ماہیت: پھل کے اہم اجزاء کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہ ٹینک ایسڈ
 ہیکٹین اور لیس دار مادے ہیں۔ اس پھل میں ایک جزو عامل MARMELOSIN نام کا پایا
 جاتا ہے۔ بیجوں کو پیس کر اگر ان کا جوہر ایتھر کے ساتھ نکالا جائے تو ان سے زرد رنگ کا ایک
 فرازی تیل برآمد ہوتا ہے جسے ایک ماشہ کی مقدار میں اگر کسی کو خالص پلائیں تو اسہال ہو
 جاتے ہیں۔ بعض ماہرین نے پھل میں ایک لیس دار مادہ کو بھی معلوم کیا ہے جو اپنی ماہیت

کے لحاظ سے BALSAM OF PERU سے ملتا جلتا ہے۔ اسی لیس دار چیز کو بعض لوگ روغن بلسان قرار دیتے ہیں۔

اس کے جزو عامل مارمیلوسین کی مقدار عام طور پر 0.37 فیصدی کے قریب ہوتی ہے مگر یہ آب و ہوا اور زمین کی زرخیزی سے متاثر بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ بنگال اور آسام میں پیدا ہونے والے پھلوں میں یہ جوہر پنجاب سے پانچ گنا زیادہ ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر پھل کے وسطی میٹھے گودے میں ہوتا ہے۔ اس کی 0.05 گرام کی مقدار بھی پیشاب اور دست آور ہے۔ نیند لاتا ہے۔ مگر زیادہ مقدار میں دل کی رفتار کم کرتا ہے۔

بہار اور اڑیسہ کے درختوں کی چھال سے کوکو کی شکل کا ایک جوہر FAGARINE حاصل ہوا ہے اس کے علاوہ چیٹر جی نے اس سے متعدد عناصر جیسے کہ COUMARIN SKIMMIANINE MARM NE کا نیڈ حاصل کئے ہیں۔

پھل سے حاصل ہونے والے فرازی روغن کے اجزاء میں عام شحمی ترشوں کے علاوہ جراثیم کش صلاحیت پائی گئی۔ اس کے بیجوں میں گلوبولین پائی جاتی ہے۔ اور اس کے پتوں اور شاخوں سے دوسری اقسام کے تیل حاصل ہوتے ہیں جن میں سے ایک کی ساخت سنگترے کے تیل کی مانند ہے۔ اس لیے یہ تیل یا پتے اور شاخیں جلا کر کیڑوں مکوڑوں کو بھگانے کا کام لیا جاسکتا ہے۔

اطباء جدید کے مشاہدات

آریو ویدک کے 10 بوٹیوں کے نسخہ ”واسا“ کا ایک جزو ہے۔ آج کل یورپ میں بیجی کا جوس بڑا مقبول ہے QUINCE JUICE اور SQUASH کے نام سے بکنے والا یہ مشروب مفرح۔ مصلح کبد اور پیاس کی شدت کو کم کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔

اس کا پھل خشک کر کے محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ جو کہ قابض اور پرانی پیچش میں بہت مفید ہے۔ یہ نسخہ بچوں کے دستوں میں خاص طور پر مفید ہے اس کے ساتھ کھانڈ اور کریم

تجویز کی گئی ہے یہ دونوں چیزیں اسہال کی شدت میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ کھانڈ کی وجہ سے جراثیم کو افزائش کے بہتر مواقع ملتے ہیں جبکہ کریم کی چکنائی وہاں پر سڑاند اور گیس پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے اسی نسخہ کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کیا گیا تو ہر قسم کی پیچش پر موثر ہو گیا۔

پہلے نسخوں میں شہد کی آمیزش سے ان کا ذائقہ بھی درست ہو گیا اور تاثیر بہتر ہو گئی جبکہ شربت میں کھانڈ کی جگہ شہد ملانے سے یہ فائدہ مند دوائی بن گئی۔

بھارتی حکومت کے طب یونانی کی ترویج کے ادارہ نے بھی کو تین صورتوں میں استعمال کی سفارش کی ہے۔ غالباً یہ بھی کرنل چوپڑا سے متاثر ہیں۔

1- مغز بھی گودا کو تازہ پانی میں اچھی طرح حل کر کے شکر ملائیں، اسہال و پیچش کے لیے ایک اچھا شربت ہے۔

2- کچا پھل لے کر اسے بھوبھل میں رکھیں جب سرخ ہو جائے تو نکال لیں۔ اس کا 24 سے 40 گرام (ماشہ) گودا صبح نہار منہ کھلائیں۔ مزمن اسہال میں مفید ہے۔

3- خشک بھی کو جوش دے کر اس کا جوشاندہ اسہال کے لیے پلائیں۔ سفر جل کے بارے میں مغربی ممالک میں جو تحقیق ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دل، دماغ اور معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ قابض ہے، جریان خون کو بند کرتا ہے۔ اسہال اور پیچش میں مفید ہے اور مقوی باہ ہے۔

بقول ندکاری کے کچا سفر جل لے کر اسے راکھ میں دبا کر اوپر آگ جلا کر سُرخ کریں پھر اس کا گودا نکال کر اس میں پانی میں ابالی ہوئی سونف کا جوشاندہ ملائیں۔ انہیں اچھی طرح ملانے کے بعد چھان کر یہ شربت اسہال مزمن کے مریضوں کو دن میں چار پانچ مرتبہ چھبھر دیا جاتا ہے مگر اس کے ساتھ کھانا پینا منع کر دیا جاتا ہے تاکہ دوائی خالی انتڑیوں پر پوری طرح اثر انداز ہو سکے۔

کرنل چوپڑا نے بھی کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ہندوستان میں آ

کر مطب کرنے والے یورپیٹن ڈاکٹروں کو بھی نے بڑا متاثر کیا۔ جب اسہال اور پیچش بخار کے بغیر ہوں تو بھی دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی مسلسل تعریف کی وجہ سے ہی کو برٹش فارما کوپیا میں بطور مسلمہ دوائی کے شامل کر لیا گیا۔ اس زمانے میں ہی کو ان تین صورتوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔

- 1- تازہ کچے پھل کو ابال کر اس کا جو شانہ دن میں کئی بار پلایا جائے۔
- 2- کچے پھل کو خشک کر کے اس کے جو شانہ کا ایک بڑا چمچہ دن میں کئی بار۔
- 3- پھل کا گودا نکال کر اس کو خشک کر کے ہوا سے محفوظ ڈبوں میں رکھا جائے۔ اس سفوف کا آدھا چھوٹا چمچہ دن میں دو سے تین مرتبہ۔

برطانوی ماہرین کے مشاہدہ کے مطابق ہی کا پیچش کی ایسیبائی قسم پر کوئی اثر نہیں۔ بلکہ یہ شدید اسہال میں بھی اتنی مفید نہیں۔ مگر پرانی پیچش اور اسہال قدیم میں کمال کی چیز ہے۔ ان کے نزدیک یہ اثر اس لیس دار مادہ کی وجہ سے ہے جو ہی میں پایا جاتا ہے۔ ہی سے پیچش اور اسہال کا علاج کرنے سے پاخانہ میں آنے والے لیس دار مادے آہستہ آہستہ کم ہونے لگتے ہیں۔ بار بار کی حاجت میں کمی آنے لگتی ہے۔ اور شفا ہو جاتی ہے۔

بھارتی ماہرین نے آنتوں پر اس کے اثرات کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ ان کے مشاہدات کے مطابق ہی سے جراثیمی پیچش BACILLARY DYSENTERY کو یقینی فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی صراحت کے مطابق ایسے مریضوں کو ساتھ میں قبض ہوتا ہے۔ جو آنتوں کی سوزش کو ختم نہیں ہونے دیتا۔ ایسی صورت میں ہی کا شربت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ شربت بنانے کے لیے پکے ہوئے پھل کو ملل کے کپڑے میں مسل کر نچوڑتے ہیں۔ جس سے بیج اور چھلکے چھن کر باہر ہو جاتے ہیں۔ پھر اس میں کھانڈ ملا کر دیتے ہیں۔ اس کو لذیذ بنانے کے لیے دہی یا کریم بھی شامل کی جاسکتی ہے۔

ان تمام نسخوں میں دوائی کے ذائقہ پر توجہ نہیں دی گئی۔ کھانڈ سے بنے ہوئے شربت کے تین چار تھپے دن میں چار مرتبہ دینے سے ہیضہ اور اسہال میں فائدہ ہوتا ہے۔ ہیضہ اور

اسہال سے صحت یابی کے بعد سفر جل کا گودا ناشتہ میں کھانا تندرستی کے لیے مفید اور ہیضہ کی وبا کے دنوں میں بیماری سے حفاظت کرتا ہے۔ خشک پھل کا گودا ایک ماشہ نہار منہ پچیش میں اکسیر ہے۔ اس سے زیادہ مقدار دیں تو قے آ سکتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ بیماری اگر پرانی ہو تو خشک پھل کا سفوف زیادہ مفید ہوتا ہے جبکہ نئی بیماری میں شربت یا جوشاندہ مفید ہوتے ہیں۔ سفوف دینے سے امیائی پچیش میں بتدریج صحت ہو جاتی ہے۔

اسطوائی بیماریوں کے علاج میں عالمی شہرت رکھنے والے ڈاکٹر مینسن باہر نے سفر جل کو پچیش، اسہال اور آنتوں کے زخموں کی مختلف قسموں میں اکسیر قرار دیا ہے۔ بھارتی ماہرین اور ویدوں نے بیلگری کو اجوائن، کتھ، ادراک، پوست انار، سپاری، آم کی گٹھلی کے مغز کے ساتھ مختلف صورتوں میں ملا کر متعدد نسخے ترتیب دیئے ہیں جن میں ہر ایک عمومی طور پر پچیش اور آنتوں کی سوزش کے بارے میں ہے۔

سفر جل کے درخت کی چھال، جڑوں کی چھال اور پتوں کا جوشاندہ دماغی امراض خاص طور پر مانجیو، مراق اور ہسٹریا میں مفید قرار دیا گیا ہے۔ اسی جوشاندہ کے استعمال سے اختلاج قلب کو بھی فائدہ بتایا جاتا ہے۔

بنگال میں سفر جل کی جڑوں کا جوشاندہ تیسرے اور چوتھے کے بخار (ملیریا) کے لیے ایک مشہور دوائی ہے۔ اس کے پتوں کو کاٹ کر مرہم سوزش والے حصوں پر لگانے سے فوری سکون میسر آتا ہے۔

بہی کا مرہبہ

ابن القیم نے بہی کی بہترین قسم اس کا مرہبہ قرار دیا ہے۔ یہ بات ٹھیک بھی ہے، کیونکہ پھل سال میں صرف دو ماہ ملتا ہے۔ اس لیے اگر بہی کا مرہبہ بنالیا جائے تو وہ سارا سال کام دے سکتا ہے۔ مرہبہ کی ایک شکل تو وہ ہے جو عام طور پر بازار میں ملتی ہے۔ یہاں بہی کو کھانڈ کے ساتھ پکا کر مرہبہ تیار کرتے ہیں۔ مگر اس عمل کے دوران پھل کو نرم کرنے کے لیے جس

پانی میں پکایا جاتا ہے وہ پانی پھینک دیتے ہیں۔

ابن القیمؒ کے مطابق بھی پھل کو دھو کر چھلکا اتارے بغیر اس کی چھوٹی چھوٹی قاشیں بنا لی جائیں۔ ان قاشوں کو پانی میں ڈال کر اچھی طرح پکایا جائے۔ جب یہ نرم ہو جائیں تو اس پانی میں شہد ملا کر پھر پکائیں۔ جب اس کی مربہ کی مانند تار بندھ جائے تو اسے اتار کر کسی اُبلے ہوئے برتن میں ڈال دیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشادِ گرامی جو حضرت انسؓ کی وساطت سے میسر آیا کے مطابق اسے نہار منہ کھایا جائے۔ یہ مربہ دل کے مریضوں کے علاوہ آنٹوں میں السر البہاب، پرانی کھانسی، دمہ، دل کے پھیلاؤ اور پرانی بیچش کے مریضوں کو دیا گیا۔ اکثر اوقات مربہ کی چند قاشوں اور شربت کے دو تین چمچوں کے علاوہ مریض کو کسی قسم کی کوئی اور دوا نہ دی گئی اور وہ فہلِ الہی کی بدولت اتنے میں ہی شفا یاب ہو گیا۔

محدثین نے بھی کے استعمال میں ”تجم الفوائد“ کے ترجمہ میں رل کی جھلیوں کی جس سوزش کا تذکرہ کیا ہے۔ اس میں بھی کا گودا سکھا کر سفوف کر کے چھوٹا چمچ صبح، شام شہد کے شربت کے ساتھ کھانا زیادہ مفید ہے۔

بھارتی حکومت کے محکمہ طب نے بھی کو CYADONIA OBLONGA کا نام دیا ہے۔ جب کہ وہ بیلگری یا بیل پھل کو مختلف پھل قرار دے کر اس کا نام AEGLE MARMELLOS بیان کرتے ہیں۔ باغ جناح لاہور میں بھی کا درخت موجود ہے اور مقامی ماہرین اسے AEGLE MARMELLOS بتاتے ہیں۔ اطباء بیلگری کو اگر دوسری چیز مانیں تو پھر اسے CYADONIA OBLONGA کہا جاسکتا ہے۔

-☆-

تربوز --- البطيخ

WATER MELON

CITRULUS LANATUS

عربی میں بطیخ تربوز کو کہتے آئے ہیں۔ محدثین نے بطیخ کو تربوز قرار دیا ہے۔ مگر آج کل کی عربی میں یہ گڑبڑ ہو گیا ہے۔ عرب میں بطیخ خر بوزہ کو کہا جاتا ہے اور تربوز کو حب حب کہتے ہیں۔ حجازیوں نے ان دونوں عربی کے اور الفاظ میں بھی مشکل پیدا کر دی ہے جیسے کہ لبن۔ پرانی عربی میں لبن دودھ کو کہتے آئے ہیں۔ آج کل دہی کو لبن اور دودھ کو حلیب کہا جاتا ہے البتہ بعض لوگ صراحت کے مد نظر دہی کو ”لبن حامض“ کہتے ہیں۔

تربوز دنیا کے اکثر گرم ملکوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے ہر ملک میں پایا جاتا ہے۔ ہندو پاکستان میں بھی عام ملتا ہے۔ امریکی ریاست کیلی فورنیا کا تربوز اپنی سرخی اور حلاوت میں مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ ریتلے علاقوں کا تربوز زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ نجد، حجاز کے بعض علاقوں کا تربوز واقعی بڑا لذیذ ہے۔ مگر حجاز میں خلیجی علاقوں سے درآمد ہوئے تربوز اتنے عمدہ نہیں ہوتے۔ دنیا میں اس وقت پاکستان کے ضلع سکھر کے علاوہ گڑھی لیسن کے تربوز ذائقہ اور حجم میں بہترین مانے جاتے ہیں۔

تربوز کی عمدگی اس کے گودے کی سرخی اور مٹھاس پر قرار دی جاتی ہے ملاوٹ کے اس دور میں دیکھا گیا ہے کہ پھل فروش سرخ رنگ میں سکرین ملا کر تربوزوں میں انجکشن لگا کر ان کو مصنوعی طور پر سرخ اور میٹھا کر لیتے ہیں۔

بنیادی طور پر یہ افریقہ کا پھل ہے جو سیاحوں کی بدولت دُنیا بھر میں مقبول ہو گیا۔ آج کل پاکستان میں چین کے درآمدی بیج سے چھوٹے حجم کے ایسے تربوز کثرت سے پیدا ہو رہے ہیں جو لذیذ بھی ہیں۔ پھل وزنی ہونے کی وجہ سے اس کا پودا زمین پر ریگنے والا ہے۔ بیج بونے سے چار ماہ میں پھل پک کر تیار ہو جاتا ہے۔ پکے ہوئے پھل کی پہچان میں کہا جاتا ہے کہ اگر اس پر ہلکا ہاتھ ماریں تو جواب میں مدھم آواز عموماً کی علامت ہے۔

ماہرین زراعت نے اس کے حجم اور چھلکے کے بیرونی رنگ کی مناسبت سے اس کی کئی قسمیں بیان کی ہیں جن کے نام مختلف علاقوں پر ہیں۔ اس کا اوپر کا چھلکا تقریباً دو سینٹی میٹر موٹا ہوتا ہے۔ اندر نرم گودا جس میں کافی تعداد میں سخت چھلکے والے بیج پائے جاتے ہیں پھل جلد خراب نہیں ہوتا۔ اگر اسے ٹھنڈے اور خشک کمرے میں رکھا جائے تو شکل اور ذائقہ 15-20 دن تک قائم رہتے ہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ

محدثین کی اکثریت تربوز کے بارے میں صرف ایک حدیث کو ثقہ قرار دیتی ہے۔ حضرت سہل بن سعد الساعدی روایت فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یا کل الرطب
بالبطیخ (ابن ماجہ، ترمذی)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے ساتھ تربوز کھایا کرتے تھے)
اس حدیث کے الفاظ میں سنن ابوداؤد میں یہ اضافہ ملتا ہے۔

ویقول یکشر حراً هذا ببرذ هذا وبرذ هذا یحر هذا.

(اور فرمایا کرتے تھے کہ اس کی گرمی کو اس کی ٹھنڈک ماردیتی ہے اور

اس کی ٹھنڈک کو اس کی گرمی ماردیتی ہے)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

البطيخ طعام و شراب و ريحان: يغسل المثانة ينظف
البطن، و يكشر ماء الظهر و يعين على الجماع، و ينقى
البشرة و يقطع الابردة.

(مسند فردوس، الرافعي، كتاب ^{لبطيخ} البوطي، ابو عمر)

(تربوڑ کھانا بھی ہے اور مشروب بھی، ریحان کے ساتھ یہ مثانہ کو دھو
کر صاف کر دیتا ہے۔ پیٹ کو صاف کرتا ہے۔ کمر سے پانی نکال دیتا
ہے۔ باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ چہرے کو نکھارتا ہے اور جسم سے ٹھنڈک
کو ختم کرتا ہے)

ذہبیؒ نے یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے جبکہ کنز العمل نے حدیث کی ابتداء

فی البطيخ عشر حصال

سے شروع کی ہے۔ باقی عبارت وہی ہے۔ البتہ تربوڑ کے ساتھ ریحان کا تذکرہ
نہیں۔ عمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

البطيخ قبل الطعام يغسل البطن غسلا و يذهب بالداء

اصلا. (ابن عساکر)

(کھانے سے پہلے تربوڑ کھانے سے پیٹ دھل کر صاف ہو جاتا ہے

اور یہ بیماریوں کو نکال دیتا ہے)

ابن عساکر اس حدیث کے سلسلہ کو یقینی قرار نہیں دیتا اور ابن القیم اس عبارت کو اطباء

کو قول بیان کرتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات

اکثر محدثین نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پھلوں میں انگور اور تربوڑ بہت

پسند تھے اور وہ انہیں شوق سے کھایا کرتے تھے۔

تربوز کا ہر حصہ مدربول ہے۔ جلد ہضم ہو جاتا ہے۔ گردہ اور مثانہ سے پتھری کو نکالتا ہے۔ معدہ سے غلاظت کو نکال کر پیٹ کو صاف کرتا ہے۔ بخار کے مریضوں کو اسے سرکہ کی سبکدلی کے ساتھ دینا مفید رہتا ہے۔ اور سوء ہضم میں ادراک یا سونٹھ ملا کر دینے سے اور مفید ہو جاتا ہے۔ اسے کھانے سے چہرے کے درم اتر جاتے ہیں اور رنگت صاف ہو جاتی ہے۔ ابو مسہر الغسانی کی عادت تھی کہ وہ جب بھی تربوز کھانے لگتے تو کاٹنے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر لیتے اور تربوز ہمیشہ میٹھا نکلتا۔

کچھ لوگوں نے اسے کھیرے اور کلزی سے زیادہ مفید قرار دیا ہے۔ اگر کسی کو جسم میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہو تو وہ اسے ادراک کے ساتھ کھائے۔ یہاں پر ٹھنڈک سے مراد جسم کی قوت مدافعت میں کمی ہے۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اسے کھانے سے جسم میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔

کیمیائی ماہیت

تربوز کے پکنے کی اہم علامت یہ ہے کہ بیل کے ساتھ جوڑنے والی شاخ ڈنڈی سے خشک ہو کر سوکھ جاتی ہے۔ اس کے کیمیائی اجزاء میں زیادہ تر پروٹین، اور ایک جوہر سٹرو لین بیان کئے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس میں سے ایک تیل بھی نکالا ہے۔ اس تیل کے علاوہ تربوز میں تمام وٹامن معقول مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ایک تندرست شخص کو روزانہ تین ملی گرام وٹامن ب کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ایک سو گرام میں یہ وٹامن تیس ملی گرام ہوتی ہیں۔ اسی طرح وٹامن ب مرکب کے دوسرے تمام اجزاء اور وٹامن الف اور ج بھی پائے جاتے ہیں۔ اس میں فولاد کی قابل ہضم شکل ملتی ہے۔ آنٹوں کی جلن کو رفع کرنے والے جوہروں کے علاوہ اس میں اسہال کو روکنے والے عناصر بھی ملتے ہیں۔ اس میں پائی جانے والی مٹھاس پکنے سے بڑھتی ہے اور اس کا استعمال ذیابیطس کے مریضوں کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتا۔ اس کے جوہر بھوک لگاتے ہیں۔

جدید مشاہدات

بنیادی طور پر تربوز منفرج، پیشاب آور، پیٹ سے جلن اور سوزش کو رفع کرنے والا غذائیت سے بھرپور ہے۔ اس کے بیج پیٹ سے کیڑے نکالتے ہیں۔ اس کا جوس پیاس کو بجھاتا ہے۔ اس کے جوس میں کھانڈ اور زیرہ ملا کر گردہ مثانہ اور پیشاب کی نالی کی سوزشوں میں دینا مفید ہے۔ یہ نسخہ جگر کی سوزش اور یرقان میں بھی مفید ہے۔ تربوز کھانے سے معدہ اور آنتوں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ اس میں بھی کی طرح PECTIN کی موجودگی اسے اسہال اور پچش میں بھی مفید بنا دیتی ہے۔ سندھ میں پایا جانے والا جنگلی تربوز ”کربت“ کڑوا ہوتا ہے مگر وہ بھوک بڑھاتا اور قبض میں مفید ہے۔

حکیم صفی الدین نے اسے مسکن حرارت، مدر البول قرار دیا ہے۔ کثرت صفر اور پیاس کی زیادتی، سوزش معدہ، پیشاب کی نالیوں کی سوزش، خشونت حلق، گردہ اور مثانہ کی پتھری اور تپ محرقہ میں مفید بیان کیا ہے۔ اس میں غذائی عناصر کی مقدار اسے جسم کے لیے مقوی بلکہ وزن کو بڑھانے والا بنا دیتی ہے۔ اس غرض کے لیے آب تربوز کے علاوہ اس کے ختم کا شیرہ بھی کارآمد ہے۔ تربوز سے ایک مشہور یونانی دوائی ”لعوق آب تربوز والا“ تیار کی جاتی ہے۔ اس کے بیجوں سے ایک روغن بھی حاصل کیا جاتا ہے۔

-☆-

جو۔۔۔ شعیر

BARLEY

HORDEUM VULGARE

خوردنی اجناس میں جو ایک عام سی جنس ہیں۔ یہ گندم کے کھیتوں میں پائے جاتے ہیں اور گندم سے پہلے پک جاتے ہیں۔ عربی اور فارسی میں انہیں شعیر، سنسکرت میں ”باوا“ اور انگریزی میں BARLEY کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ کاشت کئے جاتے ہیں مگر اس کی خودرو قسم بھی پائی جاتی ہے۔

جو کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بہت پسند تھے۔ ان کی ذات گرامی کے ساتھ ان کا واسطہ بطور روٹی، بطور دلیہ اور بطور سٹو احادیث سے پتہ چلتا ہے۔

جو کی روٹی

عہد رسالت میں عام طور پر لوگ جو کی روٹی کھاتے تھے یا گندم اور جو ملا کر روٹی پکائی جاتی تھی۔ حاصل گیہوں کی روٹی تقریبات تک محدود تھی۔

مسجد نبوی کے دروازے پر ایک خاتون چقندر کی جڑیں اور ثابت جو ملا کر ان کی شب دیک پکا کر نماز جمعہ کے بعد بیچے آیا کرتی تھیں۔ صحابہ کرام کو یہ پکوان ایسا پسند تھا کہ لوگ جمعہ والے دن کا انتظار کیا کرتے تھے۔

حضرت ام المہذّب بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ کے ہمراہ تشریف لائے ہمارے یہاں کھجور کے لٹکے ہوئے خوشے موجود تھے وہ ان کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ اس میں سے دونوں نے تناول فرمایا۔ جب حضرت علیؑ تھوڑے کھا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا اور فرمایا کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے اور کمزور ہو۔ مزید مت کھاؤ۔ اس کے بعد

قالت فجعلت لهم سلقا و شعيرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا علي من هذا فاصب فانه اوفق لك .
(ابن ماجہ مسند احمد ترمذی)

(اس خاتون نے ان کے لیے جو اور چقندر تیار کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو کہا کہ تم اس میں سے کھاؤ کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے) اس واقعہ میں حضرت علیؑ بیماری سے اٹھے تھے اور ان کی کمزوری کو دور کرنا ضروری تھا جس کے لیے جو کی روٹی اور چقندر کو بہترین غذا قرار دیا۔

حضرت انس مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور اس نے جو کی روٹی کے ساتھ کدو گوشت پکایا۔ حضورؐ بڑی محبت کے ساتھ سالن سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے رہے۔ (بخاری و مسلم)

عن يوسف بن عبد الله بن سلام قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم اخذ كسرة من خبز الشعير فوضع عليها تمره فقال هذه ادام هذه واكل . (ابوداؤد)

(یوسف بن عبد اللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اس کے اوپر کھجور رکھی اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے، اور کھالیا)

جو کا دلیا (تلبینہ)

جو کوٹ کر انھیں دودھ میں پکانے کے بعد مٹھاس کے لیے اس میں شہد ڈالا جاتا تھا۔
اسے تلبینہ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اخذ احدا من
اهل الوعك امر بالحسا من الشعر فضع، ثم امرهم
فحسوا منه، ثم يقول انه يرتوا دالحزين و يسرو فواد
السقيم كما تسرو احدا كن الوسخ بالماء عن وجهها
(ابن ماجه)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ میں سے جب کوئی بیمار ہوتا
تھا تو حکم ہوتا تھا کہ اس کے لیے جو کا دلیا تیار کیا جائے۔ پھر فرماتے
تھے کہ بیمار کے دل سے غم کو اُتار دیتا ہے اور اس کی کمزوری کو یوں
اُتار دیتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر اس
سے غلاظت اُتار دیتا ہے)

اسی مسئلے پر حضرت عائشہؓ کی ایک روایت میں اسی واقعہ میں اضافہ یہ ہوا کہ جب بیمار
کے لیے دلیا پکایا جاتا تھا تو دلیا کی ہنڈیا اس وقت تک چولھے پر چڑھی رہتی تھی جب تک کہ وہ
یا تو تندرست ہو جائے یا فوت ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ گرم گرم دلیا مریض کو مسلسل اور بار بار دینا اس کی کمزوری کو دور
کرتا ہے اور اس کے جسم میں بیماری کا مقابلہ کرنے کی استعداد پیدا کرتا ہے۔

عن عائشة انها كانت تأمر بالتلبينه وتقول هو البغيض
النافع. (ابن ماجه)

(حضرت عائشہؓ بیمار کے لیے تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیا کرتی تھیں اور

کہتی تھیں کہ اگرچہ بیمار اس کو ناپسند کرتا ہے لیکن وہ اس کے لیے
(از حد مفید ہے)

پریشانی اور تھکن کے لیے بھی تلینہ کا ارشاد ملتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت
فرماتی ہیں:

انہا كانت اذا مات الميت من اهلها فاجتمع لذلک
النساء ثم یفرقن الا اهلها وخاصتها امرت ببرمة من
تلینہ فطبخت ثم وضع ثرید فصب التلینہ علیہا ثم
قالت کلن منها فانی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول التلینة مجمة لفراد المریض تذهب ببعض
الحزن. (بخاری، مسلم، ترمذی، النسائی، احمد)

(جب حضرت عائشہؓ کے گھر انے میں کوئی وفات ہوتی تو دن بھر
افسوس کرنے والی عورتیں آتی رہتیں۔ جب باہر کے لوگ چلے جاتے
اور گھر کے افراد اور خاص خاص لوگ رہ جاتے تو وہ تلینہ تیار کرنے کا
حکم دیتیں۔ پھر ثرید تیار کیا جاتا۔ تلینہ کی ہنڈیا کوثرید کے اوپر ڈال
دیتیں اور کہا کرتی تھیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا
ہے کہ یہ مریض کے دل کے جملہ امراض کا علاج ہے اور دل سے غم کو
اتار دیتا ہے)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
بھوک کی کمی کی شکایت کرتا تو آپ اسے تلینہ کھانے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ اس خدا کی
قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹوں سے غلاظت کو اس طرح اتار دیتا ہے
جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر صاف کر لیتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوثرید کھانا سب سے زیادہ پسند تھا۔ مریض کے لیے انہیں اس

کے بعد تلمیذ سے بہتر کوئی چیز پسند نہ تھی۔ اس میں جو کے فوائد کے ساتھ ساتھ شہد کی افادیت بھی شامل ہو جاتی تھی۔ مگر وہ اسے گرم گرم کھانے، بار بار کھانے اور خالی پیٹ کھانے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

سُتُو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سُتُو بہت پسند تھے۔ یوں تو عرب میں سُتُو گندم سے بھی بنائے جاتے تھے مگر ان کو جو سے بنے ہوئے سُتُو پسند تھے۔ غزواتِ نبویؐ میں ایک جنگ ”غزوۃ السویق“ کے نام سے مشہور ہے، جنگِ اُحد کے فوراً بعد ابی سفیان 200 آدمی لے کر اس غرض کے لیے مدینہ آیا کہ وہ مقامی یہودیوں کی امداد سے مسلمانوں پر شب خون مارے گا۔ یہودی ابھی تذبذب میں تھے کہ دشمن کی آمد کی اطلاع بارگاہِ نبویؐ میں ہوئی۔ حضور اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر ان کے مقابلہ کو نکلے تو دشمن مقابلہ کے بغیر بھاگ گیا۔ مارے دہشت کے وہ اپنا سامان حتیٰ کہ راستے کا کھانا بھی چھوڑ گئے۔ یہ کھانا سُتُوؤں کے تھیلوں پر مشتمل تھا۔ اس طرح مسلمانوں کے ہاتھ سُتُوؤں کی ایک مقدار آئی اور یہ جنگ اسی مناسبت سے ”جنگِ سویق“ کہلائی۔

فتحِ خیبر کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اگلے روز حضرت انس بن مالک کو ہدایت فرمائی کہ وہ لوگوں کو صفیہ کے ولیمہ کی دعوت پر بلا لائیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات کے مطابق ولیمہ میں کھجوریں اور سُتُو تھے۔ بخاری کی روایت کے مطابق سُتُو، کھجور اور مکھن سے حلوہ بنا کر مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

انسائی اور مسند احمد بن حنبلؒ کی روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولنے میں اکثر سُتُو کا شربت نوش فرمایا۔ ابو داؤد کی ایک روایت میں نیند کے مقابلے میں کسی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو طعنہ دیا کہ ان کے چچیرے بھائی لوگوں کو شہد، سُتُو اور دودھ پلاتے ہیں۔

عن ابی بردہ قال قدمت المدینۃ فلقی عبداللہ بن سلام فقال لی انطلق الی المنزل فاسقیک فی قدح شربہ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصلی فی مسجد صلی فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانطلقت معہ فاسقانی سریقا و اطعمنی تمرا و صلیت فی مسجده .
(بخاری)

(ابی بردہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے اپنے پاس اترنے کی دعوت دے کر فرمایا کہ میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور اس مسجد میں نماز پڑھواؤں گا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پس میں ان کے پاس اتر گیا اور انہوں نے مجھے ستوا اور کھجور کھلائے۔ اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی)

اسی حدیث کو مختصر صورت میں بھی بخاری ہی نے سعید بن بردہ سے بیان کیا ہے جنہوں نے اسے اپنے والد محترم سے روایت کیا ہے۔

اتیت المدینۃ فلقیمت عبداللہ بن سلام فقال الاتجی فاطعمک سویقا و تمرا .

ستو پینے کے بارے میں النسائی، ابوداؤد، بخاری، ابن ماجہ، ترمذی اور احمد بن حنبل نے اکیس احادیث بیان کی ہیں جبکہ ستوا ان کے علاوہ دوسری احادیث میں بھی مذکور ہیں۔ جنگ کے دوران مجاہدین کا راشن ستوا اور کھجور پر مشتمل رہا ہے۔ اور اس غذا سے ان کو اتنی تقویت حاصل ہوتی تھی کہ وہ سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے علاوہ دشمن سے مقابلہ میں جسمانی طور پر بھی برتر ثابت ہوئے تھے۔ دن بھر کے روزہ کی کمزوری کو رفع کرنے کے

لیے افطاری کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سٹوپسند فرمائے۔

محدثین کے مشاہدات

جو کھانے سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ شاید یہی مشاہدہ تھا جسے علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

ہے جہاں میں نان شعیر پر

مدارِ قوتِ حیدری

جو جسمانی کمزوری کے علاوہ کھانسی اور حلق کی سوزش کے لیے مفید ہیں۔ معدہ کی سوزش کو ختم کرتے ہیں۔ جسم سے غلاظتوں کا اخراج کرتے ہیں۔ پیشاب آور ہیں۔ پیاس کو تسکین دیتے ہیں۔ ابن القیمؒ نے جو کے پانی کو پکانے کا جو نسخہ بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق جو لے کر ان سے پانچ گنا پانی ان میں ڈالا جائے پھر انہیں اتا پکایا جائے کہ پانی دودھیا ہو جائے اور اس کی مقدار میں کم از کم ایک چوتھائی کمی آجائے۔۔۔ (اس غرض کے لیے اگر ثابت جو استعمال کرنے کے بجائے جو کا دلیہ استعمال کیا جائے تو جو سے حاصل ہونے والے فوائد اور زیادہ ہو جائیں گے)

یہ امر صریح ہے کہ پکنے کے بعد جو کا پانی فوری اثر کر کے طبیعت کو بشاش بناتا ہے۔ جسم کو کمزوری کا مقابلہ کرنے کے لیے غذا مہیا کرتا ہے۔ اگر اسے گرم گرم پیا جائے تو اس کا اثر فوری شروع ہو کر جسم میں حرارت پیدا کرتا، مریض کے چہرے پر شگفتگی لاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کے فوائد میں دواہم باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

1- مریض کے دل سے بوجھ کو اُتار دیتا ہے۔

2- غم اور فکر سے نجات دیتا ہے۔

کیمیائی ساخت

برطانوی محقق چرچ نے جو کا ان الفاظ میں کیمیائی تجزیہ بیان کیا ہے۔

ALBUMINOIDS	۱۱ء۵
STARCH	۷۰
FAT	۱ء۳
FIBRE	۲ء۶
ASH	۲ء۱
WATER	۱۲ء۵

اس میں چکنائی تیل کے مرکب میں لحمیات LEUCOSIN---GLUTEN

ALBUMIN کی شکل میں --- نائٹروجن کے کمپاؤنڈ SILICIC---PALMATIC

PHOSPHRIC LAURIC ACID HYPOXANTHINES

بھی ملتے ہیں۔ نشاستہ خوردنی اجناس کا لازمی حصہ ہے۔ نشاستہ کے وہ دانے جو گندم

میں پائے جاتے ہیں جو سے بڑے ہوتے ہیں۔

برٹش فارما کو پیانے جو سے MALT EXTRACT تیار کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ جس

میں لحمیات کی مقدار چار فیصدی، نشاستہ اور شکر کو ہضم کرنے والے جوہر اور وٹامن پائے

جاتے ہیں۔ عام حالات میں مالٹ ایکسٹریکٹ بد مزہ دوائیوں خاص طور پر مچھلی کے تیل

کے ذائقہ کی اصلاح کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر برٹش فارما کو پیانے کی تعریف کے

مطابق یہ بذات خود بھی توانائی کا ذریعہ ہے۔

بعض کیمیا دانوں نے جو میں سکھیا کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ مذکارنی نے حکومت

اتر پردیش کے حوالہ سے جو میں سکھیا کی مقدار ایک ہزار گرام میں پچاس ملی گرام بیان کی

ہے۔ جبکہ برطانوی معیار سے دس لاکھ میں اس کا زیادہ سے زیادہ ایک حصہ ہو سکتا ہے۔

کتب مقدسہ میں جو کا ذکر

توریت۔ زبور اور انجیل میں جو کا ذکر اکیس مرتبہ آیا۔ جن سے ان کی اہمیت واضح

ہوتی ہے۔

۔۔۔ اگر کوئی شخص اپنے موروثی کھیت کا کوئی حصہ خداوند کے لیے مقدس قرار دے تو قیمت کا اندازہ کرتے وقت یہ دیکھنا کہ اس میں کتنا بیج بویا جائے گا یعنی زمین میں ایک خومر کے وزن کے برابر جو بوسکیں اس کی قیمت چاندی کی پچاس مثقال ہو۔ (احبار ۱۷-۱۶:۲۷)

وحی میں مذکور اچھی چیزوں کا ایک تذکرہ توریت میں ان کے فوائد کے ساتھ یوں مذکور ہے۔

۔۔۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں گیہوں اور جو اور انگور اور انجیر کے درخت اور انار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زیتون اور شہد بھی ہے۔ اس ملک میں روٹی تجھ کو افراط سے ملے گی اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی کیونکہ اس ملک کے پتھر بھی لوہا ہیں۔ (استثناء ۹۰۰۰-۸:۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں میں عام خوراک جو کی روٹی اور مچھلی تھی۔ ان کے اجتماعی کھانے کی روئیداد انجیل مقدس میں یوں مذکور ہے۔

۔۔۔ یہاں ایک لڑکا ہے جس کے پاس جو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں۔ مگر یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں؟
۔۔۔ چنانچہ انہوں نے جمع کیا اور جو کی پانچ روٹیوں کے ٹکڑوں سے جو کھانے والوں سے بیچ رہے تھے بارہ ٹوکریاں بھریں۔ (یوحنا ۶:۹/۱۳)

اسی حقیقی ایل میں بھی جو کی روٹیوں اور ان کو پکانے کے ساتھ مختلف دالوں کا ذکر ملتا ہے۔ مگر اہم تذکرہ پہلی روایت کا ہے جس میں وہ تمام چیزیں آگئیں جن کا قرآن مجید اور بارگاہ نبوت سے بطور اچھی چیزوں کے ذکر ہوا۔ اس کے بعد ان کے فوائد کا تذکرہ کرتے

ہوئے فرمایا گیا کہ اس ملک میں جہاں یہ چیزیں ہیں پتھر بھی فولاد کی طرح مضبوط ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ انسان جو ان چیزوں کو کھائے گا کیسے کمزور رہ سکتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

جو کے بارے میں حکماء قدیم نے بڑے اہم تجربے کیے ہیں۔ بوعلی سینا نے لکھا کہ جو کھانے سے جو خون پیدا ہوتا ہے وہ معتدل، صالح اور کم گاڑھا ہوتا ہے۔ فردوس الحکمت میں لکھا ہے کہ جو کو اس کے وزن سے پندرہ گنا پانی میں اتنی دیر بلی آگ پر پکایا جائے کہ تیسرا حصہ اڑ جائے۔ یہ پانی جسم کی تقریباً ایک سو بیماریوں میں مفید ہے۔ شمس الدین شرف قدی اسے فوائد کے لحاظ سے گندم سے کم تر درجہ دیتا ہے۔ مگر وہ گندم سے فضیلت دیتا ہے کہ جسم کی گرمی اور تپش کو کم کرتا ہے۔

ویدک طب میں اسے بھاری پن کو کم کرنے والا چہرے کو نکھارنے والا پیٹ کو کم کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔ بدن کو مضبوط کرتا ہے۔ چونکہ یہ جلد ہضم ہو جاتا ہے، اس لیے کمزوری اور بد ہضمی کے مریضوں کے لیے غذا اور دوا ہے۔ وید اسے بھوک بڑھانے کا باعث مانتے ہیں۔ پیٹ سے ہوا نکالتا اور ملین ہے۔ اس کا گرم پانی پینے سے گلے کی سوزش میں کمی آتی ہے۔

اس کا حریرہ قابض دواؤں کے ساتھ دست روکتا ہے۔ جو کا آنا گوندھ کر اس میں چھاپھ ملا کر پینے سے صفراوی تے، پیاس کی شدت اور معدہ کی سوزش میں فائدہ ہوتا ہے۔ اطباء نے اعصابی دردوں، اورام، سوزشوں اور خارش کی مختلف اقسام میں جو کے استعمال کو مفید بتایا ہے۔ جو کا آنا سرکہ میں گوندھ کر ہر قسم کی خارش میں لگانا مفید ہے۔ سرکی پھپھوندی کو دور کرتا ہے جو کے آٹے کو شہد کے پانی میں گوندھ کر لیپ کریں تو بلغمی اورام تحلیل ہوتے ہیں۔ سفر جمل (بہی) کا چھلکا اُتار کر اسے جو اور سرکہ کے ساتھ پیس کر جوڑوں کے درد اور اعصابی دردوں پر لگانا نفع آور ہے۔ جو کے ساتھ تخم خیارین پیس کر پلوری،

پستان کے درد میں لگانا مفید ہے۔

جو اور گیہوں کی بھوسی کو پانی میں ابال کر اس پانی سے کلیاں کریں تو دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔

جدید تحقیقات

اپنے افعال اور اثر کے لحاظ سے جو مقوی غذا، مقامی طور پر قابض اور پیش کو مقامی طور پر تسکین دینے والے ہیں۔

انگریزی جو کے چار بڑے چمچے (اڑھائی اونس)، چار سیر پانی میں اتنی دیر پکائے جائیں کہ پانی نصف رہ جائے۔ یہ پانی بخاروں کی پیش، پیشاب کی جلن، مقعد کے ناسور کی جلن اور آنتوں کی سوزش میں مفید ہونے کے علاوہ غذائی کمی میں بھی مددگار ہے۔ اس پانی میں دودھ اور کھانڈ ملائے جاسکتے ہیں۔ بعض لوگ اس میں لیموں نیچوڑ لیتے ہیں۔ اگر لیموں ڈالا جائے تو پھر دودھ شامل نہ کیا جائے۔ اس نسخے کا موازنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسخہ سے کریں تو اس کی افادیت میں اضافہ کی اچھی راہ نکل آتی ہے۔ حضورؐ کے نسخہ میں جو کا دلیا دودھ اور شہد میں پکایا جاتا ہے۔ اسی ترتیب سے جو ابال کر ان میں شہد ملا کر دیا جائے تو اس میں غذائیت بھی بڑھے گی اور مقامی طور پر زیادہ سکون آور ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الحاضرة عرق الكلية اذا تحرك اذی صاحبها

فداوها بالماء المحرق والعسل.

(ابوداؤد، مستدرک الحاکم الحارث، ابو نعیم)

(گردے کا مرکز اس کی جان ہے۔ اگر اس میں سوزش ہو جائے تو

جس کا گردہ ہے اسے بڑی افیت ہوتی ہے۔ اس کا علاج اُبلے

ہوئے پانی میں شہد ملا کر کیا جائے)

پانی کو ابالتے وقت اگر اس میں جو بھی شامل کر لیں تو فوائد سہ گناہ ہو جائیں گے۔ یہ لذیذ شربت گردوں کی ہمہ اقسام کی سوزشوں، مثانہ کی سوزش اور معدہ کے السر میں کسی بھی دوائی سے زیادہ مفید اور فوری طور پر موثر پایا گیا۔

بھارتی ماہرین نے زچہ کے دستوں میں جو کے ساتھ مسور کی دال کو ابال کر یا بخنی میں جو ڈال کر دینا کمزوری کے لیے بھی مفید بیان کیا ہے۔ انہوں نے معدہ، آنتوں اور گلے کی سوزش کے لیے یہ نسخہ بڑا مجرب بیان کیا۔

انجیر خشک (توڑ کر) اڑھائی اونس

منقہ (توڑ کر) اڑھائی اونس

سفوف ملٹھی دو چمچے چائے والے

جو کا پانی دو سیر

سادہ پانی ایک سیر

جب یہ پانی پکنے پر آدھا رہ جائے تو اتار کر چھان لیں۔ آدھ پیالی چائے والی گرم گرم دی جائے۔ یہ نسخہ ایک تاریخی نسخے سے حاصل کیا معلوم ہوتا ہے۔ مکہ معظمہ میں جب حضرت سعد بن ابی وقاص بیمار ہوئے تو ان کے لیے حکیم حارث بن کلدہ نے ایک فریقہ تجویز کیا۔ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کے بعد اس طرح تیار کیا گیا تھا۔

انجیر خشک، ملٹھی، میتھرے، شہد، پانی۔

یہ فریقہ مریض کو نہار منہ گرم گرم پلایا جاتا ہے۔ بھارتی ماہرین کے نسخہ میں جو کی آمیزش ہے جبکہ اس نسخہ میں میتھرے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر اور منقہ کو بیک وقت دینے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بھارتی نسخہ میں اکثر مریضوں کو اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔

باہر کا دودھ پینے والے بچوں کو اگر دودھ میں جو کا پانی ملا کر دیا جائے تو ان کی آنتیں زیادہ تو مند رہتی ہیں۔ گردہ، مثانہ اور پیشاب کی نالی کی سوزش میں بھارتی ماہرین جو کے

پانی میں صمغ عربی (کیکر کی گوند) کا سفوف بھی شامل کرتے ہیں جس سے جلن کو آرام آ جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسخہ کے مطابق اگر جو کے پانی میں شہد ملا کر دیا جائے تو اس کے فوائد زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ اس نسخہ میں ہم نے توارشاہ نبویؐ کی تعلیم میں منقہ شامل کیا۔ فائدہ خوب رہا۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ کیکر کی گوند بھی شامل کریں تو فائدہ زیادہ بہتر ہو جائے گا۔

بہیمی کے ماہر غذا ڈاکٹر پریرا کی تحقیقات کے مطابق یورپ سے آنے والے PEARL BARLEY کی نسبت دیسی جوتا زہ ہونے کی وجہ سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ جو کے دانہ اور چھلکے کے درمیان وٹامن ب کی خاصی مقدار موجود ہوتی ہے۔ اگر جو کو دھو کر چھلکا اُتاراجائے اور اس کے بعد اسے چمکانے کے لیے چڑے کے رولروں سے پالش کیا جائے تو اس عمل سے وٹامن ب ضائع ہو جاتی ہے۔ پاکستان کے شمال مغربی صوبہ کے جو غذائیت کے اعتبار سے ولایتی جو سے زیادہ صحت مند اور مفید ہوتے ہیں۔

نڈکاری نے جسمانی کمزوری اور خاص طور پر بخاروں کے بعد جو کا ایک مرکب پڈنگ کی صورت تیار کرنے کا نسخہ بیان کیا ہے۔ جو کے باریک آٹے کے چار بڑے چمچوں میں اُبلّا ہوا دودھ آہستہ آہستہ ملا کر لئی سی بنالیں۔ اس کے اوپر اُبلے ہوئے گرم دودھ کے چائے والے چار پیالے ڈال کر پلائے جائیں۔ پھر اس میں تھوڑا سا مکھن ملائیں۔ ایک بڑا چمچ کھانڈ ملائیں۔ پھر اس میں سنگترے یا لیموں کے چھلکے باریک کاٹ کر خوشبو کے لیے ملائیں۔ دوسرے برتن میں دو انڈے توڑ کر انہیں بلونی یا چمچ سے اتنا ہلائیں کہ جھاگ جھاگ ہو جائیں۔ ان انڈوں کو دودھ اور جو والے برتن میں ملا کر یہ سارا مرکب کیک بنانے والی بھٹی یا OVEN میں رکھ کر ڈیڑھ گھنٹہ ہلکی آنچ پر پکائیں۔ بعض لوگ اس کے ذائقہ کو سنوارنے کے لیے تھوڑا سا سنگترے کا جوس بھی ملا لیتے ہیں۔ یہ پڈنگ بڑی مفید بتائی جاتی ہے۔ اس طویل نسخہ کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ کا نسخہ دیکھئے کہ کتنے ہوئے جو میں پانی ڈال کر اسے ابال کر نرم کر لیں۔ حسب ضرورت دودھ اور شہد ملا لیں۔ تسلیہ یا

پڈنگ تیار ہے۔

قدیم یونان میں جب اولمپک کھیلیں شروع ہوئیں تو کھلاڑیوں میں توانائی پیدا کرنے کے لیے جو خاص خوراکیں تجویز کی گئیں ان میں جو کی روٹی زیادہ اہم تھی۔

برٹش فارما کو پیانے جو کو بھگو کر اس سے کوئلیں نکال کر زیادہ پھوٹے ہوئے جو سے ایک مرکب تیار کرنے کا نسخہ بنایا۔ یہ مالٹ ایکسٹریکٹ کمزوری میں مفید ہے۔ اس میں غذا کو ہضم کرنے والے جوہر اور وٹامن پائے جاتے ہیں۔

برٹش فارما کو پیانے اس مالٹ ایکسٹریکٹ کو بد مزہ ادویہ خاص طور پر مچھلی کے تیل میں ملا کر اس کے ذائقہ کی اصلاح کا مشورہ دیا ہے۔ حال ہی میں ایک پاکستانی ادارہ نے اسی مالٹ ایکسٹریکٹ سے سرکہ تیار کیا ہے۔ اس میں سرکہ کے جملہ فوائد کے ساتھ ساتھ جو کی غذائیت اور مالٹ ایکسٹریکٹ کے باہم اثرات شامل ہیں۔

حکومت بمبئی کے محکمہ زراعت نے جو کے آٹے سے گولے بنا کر ان کو پکانے کے بعد اضافی خوراک کے طور پر استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اور اسی محکمہ نے قرار دیا ہے کہ گھوڑوں اور مویشیوں کے لیے جو کا بھوسہ ایک اچھی خوراک ہے مگر اس کی افادیت گندم سے کم ہے۔ اس کے برعکس پنجاب میں گھوڑوں کی خوراک میں مکی اور جوی کو تجربات سے زیادہ افضل پایا گیا ہے۔

شراب اور جو

جو کے پانی میں خمیر اٹھا کر اس میں ہاپس کے پھول ڈال کر بیئر شراب تیار کی جاتی ہے جس میں الکحل کی مقدار 3-8 فیصدی کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ مشروب انگلستان جرمنی اور سکندے نیویا میں موسم سرما کے دوران بھی بڑی رغبت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ انہی ممالک میں بعض ناخواندہ علماء کی رائے میں جو کا وہ پانی جس میں معمولی خمیر اٹھا ہوا استعمال کرنا حرام نہیں۔ کیونکہ اس کی معمولی مقدار سے سکر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ اس مشروب

کو جب باقاعدہ کشید کیا جائے تو اس سے وکی تیار ہوتی ہے جو کہ تیز ترین اور منشی شرابوں میں سرفہرست ہے۔

الکحل والے تمام مشروبات کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی اصول یہ ہے کہ:

(ان کی مقدار خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ مطلقاً حرام ہے)

الکحل اور منشیات میں کسی بیماری سے کوئی شفا نہیں۔ ان کی معمولی مقدار جگر، دماغ اور گردوں کو خراب کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اس لیے ان کو کسی بھی صورت میں دو اقرار دینا طبی نقطہ نظر سے درست نہیں۔

جدید مشاہدات

احادیث میں جو کہ فوائد کی روشنی میں معدہ اور آنتوں کے السر کے مریضوں کو صبح کے ناشتہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم نسخہ کے مطابق تلینہ دیا گیا۔ السر کا ہر مریض دو سے تین ماہ میں تندرست ہو گیا۔ ایک خاتون کو علامات کے ختم ہونے پر یقین نہ آیا تو وہ مزید معائنوں کے لیے امریکہ گئیں۔ وہاں پر انہیں بتایا گیا کہ معدہ اور آنتیں مکمل طور پر ٹھیک ہو چکے ہیں۔ جبکہ بہترین علاج کے مطابق یہ مقام دو سال سے کم عرصہ میں نہیں آتا۔

پیشاب میں خون اور پیپ کے مریضوں میں وجہ جو کوئی بھی ہو مناسب علاج کے ساتھ جو کا پانی اگر شہدِ ڈال کر پلایا جائے تو یہ تکلیف پندرہ روز میں ختم ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات یہی طریقہ پتھری نکالنے کا باعث بھی ہوا۔

پرانی قبض کے لیے جو کہ دلیا سے بہتر اور محفوظ کوئی دوائی دیکھی نہ گئی۔

ہمارا طویل ذاتی مشاہدہ ہے کہ خون کی کولیسترول کو کم کرنے میں جو کہ دلیا سے کوئی دوائی زیادہ مفید نہیں۔

اب یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ جو کا دلیا (تلبینہ) کھانے سے خون میں کولیسترول کم ہو جاتی ہے۔ امریکی رسالہ ”ریڈرز ڈائجسٹ“ کے پچھلے سال مشاہدات پر مبنی ایک طویل مضمون میں بتایا ہے کہ جئی کا دلیا، Quacker oats کھانے سے دل کے دورہ کا خدشہ کم ہو جاتا ہے اور خون کی کولیسترول کم ہو جاتی ہے۔

ہم نے پچھلے پندرہ سالوں میں ارشادِ نبویؐ کی روشنی میں دل کے ہر مریض کو بلڈ پریشر سمیت نہار منہ جو کا دلیا شہد ڈال کر دیا۔ نتائج ہمیشہ شاندار رہے کیونکہ اس بارگاہ سے حاصل ہونے والا نسخہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔

التلبینہ معجزة لفواد المریض

(تلبینہ دل کے تمام مسائل کا مکمل علاج ہے)

(بخاری و مسلم)

☆-

حب الرشاد -- الثفا

WATER CRESS

LEPIDIUM SATIVUM

حب الرشاد ایک قدیم دوائی ہے جس کا ذکر پرانی کتابوں میں مختلف ناموں سے ملتا ہے۔ محدثین نے اسے حرف کا نام دیا ہے۔ جبکہ احادیث میں اسے الثفاء کا نام میسر ہے۔ یہ آدھ میٹر سے کم بلندی کی جھاڑپاں ہیں جو سارے ایشیا میں کاشت کی جاتی ہیں۔ اس کے پتوں کو کھانے میں سلاد کے طور پر شوق سے کھایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس پودے کا اصل وطن حبشہ ہے۔ جہاں سے لوگ اسے فوائد کی بنا پر ایشیائی ملکوں میں لے آئے۔ اس کے پتوں کا جو شانہ بڑے شوق سے پیا جاتا ہے۔ عرب میں ان سوکھے ہوئے پتوں کو ”الشیح“ کہتے ہیں۔ افغانستان کی الشیح زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ مزار شریف کے علاقہ میں پائے جانے والی یہ گھاس قہوہ میں استعمال ہوتی ہے۔ آج کل پاکستان کے بازاروں میں افغان قہوہ کے نام سے بڑی مقبول ہو رہی ہے۔ جس کی زیادہ وجہ اس کی الائچی کی مانند خوشبو ہے۔ یورپ میں اسے GARDEN CRESS کہتے ہیں۔

ان جھاڑیوں کو پھلیاں لگتی ہیں۔ جن میں گلابی رنگ کے چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں۔ ان بیجوں کو حب الرشاد یا ہالیوں یا حرف کہتے ہیں۔ بعض اطباء نے اسے جرجیر بھی قرار دیا ہے۔ ماہرین نباتات نے جرجیر اور الثفا کو دو مختلف چیزیں قرار دیا ہے۔ جرجیر اصل میں ERUCA STAIVA ہے۔ اسے سفید سرسوں بھی کہتے ہیں اور یہ اسی کی اقسام میں

سے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محمد احمد ذہبیؒ نے ایک روایت منسوب کی ہے۔

الجر جیر بقلۃ خبیثۃ، کانی اراھا تنبت فی النار۔
(الطب النبوی)

(جر جیر ایک اذیت دینے والی نباتات ہے۔ مجھے ایسے لگتا ہے جیسے
کہ یہ آگ سے پیدا ہوتی ہے)

احادیث میں حب الرشاد کی تعریف کی گئی ہے۔ جبکہ جر جیر کی شدید مذمت کی گئی
ہے۔ ان دو ادویات سے بھی دونوں کا علیحدہ ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

ارشاداتِ نبویؐ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت ابان بن صالح بن انسؓ روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بخروا بیوتکم بالشیخ والمر والصعتر (نبیہتی)

(اپنے گھروں میں حب الرشاد، مر اور صعتر سے دھونی دیتے رہا کرو)

اسی مؤلف نے عبداللہ بن جعفرؓ سے ایک اور روایت نقل کی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بخروا بیوتکم باللبن والشیخ (نبیہتی)

(اپنے گھروں میں لبوبان اور حب الرشاد کی دھونی دیتے رہا کرو)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علیکم بالشفاء، فان اللہ جعل فیہ شفاء من کل داء۔

(تمہارے پاس الشفاء موجود ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری

سے شفا رکھی ہے)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ماذا في الامر من الشفاء؟ الشفاء والصبر (ابوداؤد)

(کیا تم نہیں جانتے کہ کن دو کاموں میں شفا ہے۔ الشفا اور صبر میں)

یہی روایت حضرت قیس بن رافع القیسی سے بھی مذکور ہے۔

محدث ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ الشفا سے مراد حرف ہے۔ محمد احمد ذہبی اسی تحقیق کو ابو عبد اللہ سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ ابو حنیفہ دنیوری الشفاء کی تشریح میں بیان کرتے ہیں۔

هذا هو: الحب الذي يتداوى به، وهو: الشفاء، الذي

جاء فيه الخبر عن النبي صلى الله عليه وسلم: ونباته

يقال له: الحرف، و تسميه العامة: حب الرشاد.

(یہ وہ بیج ہیں جن سے لوگ علاج کرتے ہیں۔ اسے الشفاء کہتے

ہیں۔ یہ وہی ہے جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یہ وہ نباتات ہیں جسے حرف کہتے ہیں۔ اور عوام الناس میں حب

الرشاد کے نام سے مشہور ہے)

اطباء قدیم میں سے سب ہی نے الشفاء کو حرف اور حب الرشاد قرار دیا ہے۔ طب نبوی کے متقدمین میں محمد بن ابوبکر ابن القیم اور محمد احمد ذہبی نے بھی اسے حرف کے عنوان سے بیان کیا ہے۔ محققین جدید میں مذکاری نے حرف کو حب الرشاد قرار دیا ہے۔ البتہ کرنل چوپڑا نے حرف کا تذکرہ نہیں کیا۔

صبر سے مراد صبر ہے۔ جس کی تائید میں ابوداؤد نے حضرت ام سلمہؓ سے یہ روایت بیان کی۔

دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توفي

ابو سلمة قد جعلت الى صبرا فقال: ماذا يا ام سلمة؟

فقلت انما هو صبر يا رسول الله، ليس فيه طيب. قال

انه يشب الوجه، فلا تجعله الا بالليل ونهي عن النهار.

(ابوسلمہؒ کی وفات کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو انہوں نے صبر میرے سامنے رکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ یہ صبر ہے اور اس میں خوشبو نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ چہرے کو نکھارتا ہے۔ لیکن اسے رات کے علاوہ نہ لگانا۔ انہوں نے اسے دن کو لگانے سے منع کیا ہے)

محمد شین کے مشاہدات

اس کی دھونی کیڑوں کوڑوں کو ہلاک کر دیتی ہے اسے شہد میں ملا کر اگر پیٹ پر لیپ کیا جائے تو طحال کے ورم کو دور کرتی ہے۔ اس کا جوشاندہ سر میں ڈالنے سے گرتے بال رک جاتے ہیں۔ اسے جو کے آٹے میں ملا کر سرکہ میں حل کر کے کسی چوٹ یا ورم پر لیپ کیا جائے تو پٹھوں کی اکڑن اور عرق النساء کو دور کرتی ہے۔ اسے پانی میں گھول کر پھنسیوں پر لگایا جائے تو وہ بیٹھ جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ کمر اور چوڑوں کے درد میں بھی مفید ہے۔ اگر اسے جلا کر برص پر لگایا بلکہ ساتھ پلایا بھی جائے تو اسے دور کرتا ہے۔ پھلہری کے علاوہ اس کا لگانا چھپ میں بھی مفید ہے۔

جالینوس کے حوالہ سے ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ یہ رائی کی مانند ہے ان کے فوائد بھی تقریباً ایک جیسے ہیں۔ یہ طبیعت کی ٹھنڈک کو دور کرتی ہے۔ اور پیٹ سے چھوٹے بڑے تمام کیڑے نکال دیتی ہے۔ قوتِ باہ میں اضافہ کے ساتھ تلی کی ورم کو کم کرتی ہے۔

اسے مہندی کے پتوں کے ساتھ پکا کر پیاجائے تو سینہ کے اندر جمی ہوئی بلغم کو اکھاڑ کر نکال دیتی ہے۔ اسی جوشاندہ کو پینے سے کیڑوں کے کاٹے کی زہر اتر جاتی ہے۔ اس کا کھانا بھوک بڑھاتا ہے۔ دمہ کے دورہ کو کم کرتا ہے۔ سانس کی نالیوں کو کھولتا ہے۔ پھیپھڑوں کو صاف کرتا اور پٹھوں کی اکڑن کو دور کرتا ہے۔ اس کے پینے کے بعد بلغم تلی ہو کر نکل آتی ہے۔ اگر حیض کا خون کم آ رہا ہو تو اس کو بڑھادیتی ہے۔

حب الرشاد کا جوشاندہ گرم گرم پینے سے قبض دور ہوتی ہے۔ پیٹ سے ریاہ نکل جاتے ہیں اور قولنج کی دردوں کو دور کر دیتی ہے۔ اس کے گرم پانی سے کلیاں کرنے سے مسوڑھوں کی سوجن جاتی رہتی ہے اور یہ پانی اگر سر میں ڈالا جائے تو سر سے پھپھوندی اور بفقہ نکل جاتے ہیں۔

کیمیائی ماہیت

حب الرشاد کے بیجوں میں ایک گاڑھا نباتاتی تیل ہوتا ہے اور دوسرا افزائی یعنی VOLATILE OIL ہوتا ہے۔ اس کے عناصر ترکیبی میں کو بالٹ آئیوڈین فاسفورس۔ پوٹاشیم اور گندھک کے علاوہ کئی ایک معدنی نمک اور وٹامن ب پائے جاتے ہیں۔ اس میں لیس دار مادے اور کڑوے عناصر بھی شامل ہیں۔ اس میں لحمیات کا سراغ بھی ملا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

بھارت کے صوبہ اتر پردیش اور پنجاب میں اسے ہالیوں کہتے ہیں۔ اس کے سوتولہ بیجوں سے 57 تولہ تیل نکل سکتا ہے۔ اگرچہ یہ خود رو بھی ہوتی ہے لیکن ویدک طب کی بھوت چکستا، اور ”تالیف شریف“ میں مرزوعہ قسم کو فوائد کے لحاظ سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اس کا لیپ چہرے سے داغ دھبے اُتار دیتا ہے۔ بغلوں کی بو کو رفع کرتا ہے۔ اور داد اور چھپ میں مفید ہے۔

ان بیجوں کو اندے کی زردی کے ساتھ کھانے سے جسم فرہ ہو جاتا ہے۔ یہ بیج مقوی باہ ہیں۔ بچے والی عورتوں کے دودھ میں اضافہ کرتے ہیں۔ بعض اطباء نے اس کے بیجوں کو دودھ میں ابال کر پلانے سے عورتوں کے دودھ میں اضافہ کی نشان دہی کی ہے۔ ویدوں نے ان کو مصفی خون قرار دیا ہے۔

اس کے بیج پیس کر کھانے یا ان کا جوشاندہ پینے سے سینہ میں رکی ہوئی بلغم نکل جاتی ہے۔ سردی کی وجہ سے جو بھی عارضہ ہو دور ہو جاتا ہے۔ معدہ کا درد رفع ہو جاتا ہے۔ معدہ

میں قوت آ جاتی ہے۔ حاملہ عورت کو یہ جوشاندہ دینا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس کے جوشاندہ سے زکام رفع ہو جاتا ہے۔ یہ ہلکی اور ملین ہے مگر چکنائی کے دستوں کو روکتی ہے۔ اور ام کو تحلیل کرتی ہے۔ اس کا پینا سوزش اور کھلی کے اثرات کو دور کرتا ہے۔ اندام نہانی اور بخلوں سے آنے والی بدبو کو ٹھیک کر دیتا ہے۔

اس کی ٹہنیوں کا جوشاندہ پینے سے سوکھی کھانسی اور دمہ کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے شربت سے بواسیر میں بننے والا خون رک جاتا ہے۔

حب الرشاد کا جوشاندہ بنانے کی ثقہ ترکیب یہ ہے کہ اس کے دو تولہ بیج نیم کوب کر کے اس کے ساتھ نیم کوب پونے چار ماشہ ملٹھی شامل کر لی جائے۔ پھر ساڑھے بارہ چھٹانک پانی میں ڈال کر برتن کو پوری طرح گل حکمت کر دیا جائے۔ اس طرح دس منٹ پکانے کے بعد اُتار کر چھان لیں۔

جدید مشاہدات

بھارتی حکومت کے محکمہ طب کی سرکاری کتاب میں اسے منفث، بلغم، مشتبی، مدر بول و مدر حیض اور محرک باہ قرار دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے سعال، دمہ، ضعف، ہضم، ضعف اشتہا، ضعف باہ، احتباس بول، پیشاب کی کمی اور حیض کی کمی میں مفید قرار دیا گیا ہے۔

اسے چھپ اور برص پر لگانا مفید ہے۔ اس کے پتے پیشاب اور دودھ لاتے ہیں۔ بھاؤ پر کاش کے نسخہ کے مطابق اس کے بیجوں کو پانی کی آٹھ گنا مقدار میں آدھ گھنٹہ ابال کر اس پانی کے دو بڑے چمچے اس وقت تک دیتے رہیں جب تک کہ بچگی دور نہ ہو جائے۔ بیج پیس کر ان میں کھانڈ ملا کر اسہال اور بد متضی میں مفید ہے۔ بھارت میں عام کمزوری کے لیے اسے کھانڈ ملا کر گھی میں بھون کر سردی کے موسم میں بطور مقوی استعمال کرتے ہیں۔ حب الرشاد کو دودھ میں پکا کر اس کی فرنی سی بنالی جاتی ہے۔ اس کو کھانے

سے دودھ میں اضافہ ہوتا ہے جسمانی دردیں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ سیلان الرحم میں فائدہ ہوتا ہے۔ اطباء کے نزدیک یہ فرنی مادہ منویہ کو گاڑھا کرتی ہے۔ جب کہ ایک برطانوی محقق BELLEW نے مشاہدہ کیا ہے کہ دودھ میں حب الرشاد ملا کر پکا کر دینے سے حاملہ عورت کو استسقاط ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ دوائی حاملہ عورتوں کو نہ دی جائے۔

تازہ پتوں میں حیاتین ”ج“ کافی مقدار میں ہوتی ہے۔ اتر پردیش کے لوگ اس کے ساتھ گندم، جائفل، جلو تری، الاپچی خورد اور زعفران دودھ میں پکا کر برنی کی طرح کی ڈلیاں بنا لیتے ہیں جن کو سردی کے موسم میں ضعف باہ اور رحم کو ٹھنڈک سے محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

بیرونی استعمال میں لیموں کے عرق کے ساتھ حب الرشاد کا سفوف اور ام کو دور کرنے میں مفید ہے۔ جرمنی کے ڈاکٹر HONIG BERGER نے اسے دمہ میں مفید پایا۔ سعودی عرب میں الشیخ کا قہوہ دوا کے طور پر بڑا مقبول ہے۔ اگر کسی کے پیٹ میں درد ہو۔ یہ درد خواہ کسی وجہ سے بھی ہو اسے الشیخ کا قہوہ پلایا جاتا ہے۔ عجیب بات یہ کہ درد منٹوں میں جاتا رہتا ہے۔

حب الرشاد کو مراد صعتر کے ساتھ کولوں پر ڈال کر کمر میں جب دھونی دی گئی تو ہر قسم کے کیڑے مکوڑے ہلاک ہو گئے۔ بازار میں ملنے والی تمام کرم کش ادویہ سے یہ نسخہ زیادہ مفید اور محفوظ ہے۔

ہمارے ذاتی تجربات نہ صرف کہ ان بیانات کی تصدیق کرتے ہیں بلکہ ہم نے اس کے پتوں کے قہوہ کو وزن کم کرنے میں بڑا مفید پایا۔

حب الرشاد کا سرکہ جو کے آٹے میں ملا کر پلستر کرنا جوڑوں اور اعصاب کی دردوں میں مفید ہے۔

حب الرشاد کو بال اُگانے میں مفید پایا گیا۔

-☆-

حنا - حنا

HENNA

LAWSONIA ALBA

مہندی کا پودا دو میٹر کے قریب بلند اور ہندو پاکستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ اسے عام طور پر گھروں اور کھیتوں کے ارد گرد باڑ لگانے کے لیے لگایا جاتا ہے۔ رات کو خوشبودیتا ہے۔ بھارت میں فرید آباد اور پاکستان میں بھیرہ اور حیدر آباد کی مہندی زیادہ مقبول ہے۔ اس پودے کے پتے، شاخیں اور پھول دوا اور زیبائش کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ

اُم المؤمنین حضرت ام سلمہؓ روایت فرماتی ہیں:

كان لا يصيب رسول الله قرحة ولا شوكة الا وضع

عليها الحنا. (ترمذی، مسند احمد)

سلمہ نام کی مناسبت سے یہ بات مختلف کتابوں میں سلمہؓ جو کہ ام رافع اور نبی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں، سے بھی مروی بتایا گیا ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں نہ تو ایسا کوئی زخم ہوا اور نہ ہی

کانا چبھا جس پر مہندی نہ لگائی گئی ہو)

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماشکا الیہ احد

وجعا فی راسه، الاقال: احتجم، ولا شکا الیه وجعا فی
رجلیه، الاقال له: اختضب بالحناء. (بخاری، ابوداؤد)
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی کوئی سردرد کی شکایت
لے کر آیا تو آپ نے اسے چھپنے لگوانے کی ہدایت فرمائی۔ اور جس
نے پیروں میں درد کی شکایت کی اسے مہندی لگانے کا مشورہ دیا گیا)
ایک دوسری روایت میں سردرد کے لیے بھی مہندی تجویز فرمائی گئی۔
حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الیہود و النصری لا
یصبغون فخالقوہم. (مسلم، بخاری)
(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی اور عیسائی خضاب نہیں
کرتے۔ تم ان کی مخالفت کرو۔)

دوسرے راویوں کے ذریعہ یہی ارشاد نسائی اور ترمذی نے بیان کیا ہے۔
عثمان بن عبداللہ ابن موہب بیان کرتے ہیں۔

ارسلنی اہلی الی امر سلمة بقدرح من ماء وقبض
اسرائیل ثلاث اصابع من قصة فیہ شعر من شعر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وکان اذا اصاب الانسان عین
او شئ بعث الیہا مخضبة فاطلعت فی العجل فرایت
شعرات حمرا. (بخاری)

(میرے گھر والوں نے مجھے پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین سلمہؓ کے پاس بھیجا۔
(اس پر حدیث کے راوی اسرائیل نے اپنی تین انگلیاں بند کر کے کہا
کہ یہ پیالہ چاندی کا تھا) اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں
سے چند بال تھے۔ اگر کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو وہ

پیالہ میں پانی ام سلمہ کو روانہ کرتا (جس میں وہ پیالی ڈبو دیتی تھیں)
میں نے جھیلے میں جھانک کر دیکھا تو وہ بال سرخ تھے)
یہ حدیث دوسرے واسطوں سے بخاری اور دوسرے محدثین نے تواتر سے نقل کی
ہے۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ عبد الرحمن بن الاسود بن
یغوث ان کا ہم جلس تھا۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔
ایک روز صبح آیا تو بالوں پر سرخ خضاب (مہندی) لگی تھی۔ لوگوں
نے اس کی تعریف کی تو بتایا کہ میری ماں عائشہؓ زوجۃ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی لونڈی تحیلہ کے ہاتھ قسم دے کر حکم دیا کہ میں اپنے
بال رنگوں۔ اور فرمایا کہ ابو بکر صدیقؓ بھی خضاب لگایا کرتے تھے۔
(موطاء، امام مالک)

بخاری اور ترمذی میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں سفید بالوں کی تعداد بیس سے کم تھی۔ اس گنتی میں ترمذی کے
پاس جابرؓ کی اضافی شہادت بھی موجود ہے۔
عبد اللہ بن عمرؓ بھی ان کے ہمنوا ہیں۔

سنن ابو ہریرۃ ہل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال نعم۔ (ترمذی)

(ابو ہریرہؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب
لگایا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہاں)
بشیر بن خصاصیہ کی بیگم جہدہؓ روایت کرتی ہیں۔

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من بیتہ
ینعص راسہ وقد اغتسل و براسہ ردغ اد قال ردغ من

حناء . (ترمذی)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر سے نکلتے دیکھا۔ وہ غسل کر کے تشریف لا رہے تھے اس لیے اپنے سر کو جھاڑ رہے تھے۔ آپ کے سر پر مہندی کا رنگ نظر آ رہا تھا)

عبداللہ بن عبد الرحمن، عمرو بن عاصم اور حماد بن سلمہ نے امام عیسیٰ ترمذی کی روایت کے مطابق انس بن مالک کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دیکھے جن پر خضاب لگا ہوا تھا۔

واثلہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علیکم بالحناء فانہ نور رؤسکم ویطہر قلوبکم ویزید

فی الجماع وهو شاهد فی القبر . (ابن عساکر)

(تمہارے پاس مہندی موجود ہے۔ یہ تمہارے سروں کو پر نور بناتی ہے تمہارے دلوں کو پاک کرتی ہے۔ قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے اور قبر میں تمہاری گواہ ہوگی)

كنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا مسح یدہ علی

رأسه ثم قال: علیکم بسید الخضاب الحناء یطیب

البشرۃ ویزید فی الجماع . (ابو نعیم)

(میں بارگاہِ رسالت میں حاضر تھا۔ حضور اکرمؐ نے اپنا ہاتھ سر پر

پھیرتے ہوئے فرمایا تمہارے لیے تمام خضابوں کی سردار مہندی

ہے۔ جو کہ چہرے کو نکھارتی ہے اور قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔

اخصبوا بالحناء فانہ یزید فی شبابکم و جمالکم و

نکاحکم . (ابو نعیم)

(مہندی کا خضاب لگاؤ کہ یہ جوانی کو بڑھاتی حسن میں اضافہ کرتی
اور باہ کو بڑھاتی ہے)

حضرت ابوذر غفاریؓ روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ان احسن ما غیرتم به الشیب الحناء والکتم ویکره
السواد، (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابونعیم، ابن ماجہ)
(بڑھاپے کو بد لئے کی بہترین ترکیب مہندی اور وسمہ ہیں۔ مگر انہوں
نے سیاہ رنگ سے نفرت فرمائی)

کتم کے پتے زیتون کی مانند ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ مہندی اور کتم کا
خضاب لگایا کرتے تھے۔ (بخاری اور مسلم) کی روایت کے مطابق جب حضرت ابوبکرؓ کے
والد محترم فتح مکہ والے دن دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کی سفید داڑھی دیکھ کر حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کو مہندی اور وسمہ لگایا جائے۔ مگر اس سے وہ وسمہ مراد
نہیں جو ہمارے یہاں عام طور پر ملتا ہے۔ جس سے بالوں کا رنگ بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔
کتم کا ایک حصہ تین گنا مہندی میں ملا کر خضاب لگایا جائے تو مہندی کی سرخی گہرے بادامی
رنگ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

مہندی کے بارے میں ایک غلط فہمی

کریمہ بنت ہامؓ روایت فرماتی ہیں۔

ان امرأة سألت عائشة عن خضاب الحناء فقالت لا بأس
ولكنی اكرهه كان حبیبی یكرهه ریحہ۔ (ابوداؤد، النسائی)
(ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے مہندی کا خضاب لگانے کے
بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کوئی مضائقہ نہیں لیکن میں اسے
اس لیے پسند نہیں کرتی کہ میرے محبوب (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو

اس کی یونان پسند تھی)

علامہ شبلی نعمانیؒ نے اس حدیث کو سند بنا کر مہندی لگانے کو ناپسندیدہ قرار دیا۔ جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مہندی لگانا متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے:

قالت اومت امرأة من وراء ستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری ایدرجل اوید امرأة قالت بل امرأة قال لو كنت امرأة تغیرت اظفارک یعنی بالحناء۔ (ابوداؤد، النسائی)

(ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کے پیچھے سے خط دینے لگی انہوں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا میں نہیں جانتا کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا۔ اس نے کہا کہ عورت کا فرمایا، اگر تو عورت ہے تو پھر کم از کم اپنے ناخن ہی مہندی سے رنگ لیتی)

انہی دو کتابوں سے یہ حدیث اس امر کا ثبوت ہے کہ کریمہ بنت حمامؓ والی حدیث مشتبہ ہے۔

کتاب مقدسہ

مہندی زمانہ قبل از تاریخ سے مستعمل ہے۔ مصر قدیم میں اسے مقبولیت حاصل تھی۔ مصری عورتیں چونا ملا کر اسے ہاتھوں اور بالوں پر لگاتی تھیں۔ معبدوں میں لوبان اور دوسرے اجزاء کے ساتھ مہندی ملا کر خوشبو کے لیے جلائی جاتی تھی۔ ماہرین مصریات کا خیال ہے کہ آرائش جمال کے علاوہ مہندی کا استعمال برکت حاصل کرنے کے لیے بھی کیا جاتا تھا۔ فرامین مصر مہندی کو پسند کرتے تھے۔ وہ خود مہندی لگاتے تھے۔ مہندی میں رنگے

کپڑے استعمال کرتے تھے۔ اپنی خواتین کے جسم سے مہندی کی خوشبو پسند کرتے تھے اور مرنے کے بعد اپنے مقابر میں مہندی کے پتے خوشبو اور کیڑوں کواڑوں کو دور رکھنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ جب قدیم مقبروں کو اب کھولا گیا تو اکثر بادشاہوں کے کفن مہندی سے رنگے ہوئے ملے اور یہ رنگائی ان پتوں سے علاوہ تھی جو تابوتوں میں رکھے گئے تھے۔

یہودی علماء کو مہندی کا رنگ اور خوشبو ناپسند تھے۔ اس لیے جب بنی اسرائیل دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو ان علماء نے خواتین کو مہندی لگانے سے روک دیا۔ یہی کیفیت عیسائی علماء کی رہی ہے۔ ان کی مہندی سے نفرت انہیں بڑھاپے میں خضاب لگانے سے مانع رہی ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کلیسائی تصویروں میں ان کی زلفوں اور داڑھی پر مہندی کا رنگ غالب معلوم ہوتا ہے۔

اس پس منظر کے پیش نظر پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا مہندی لگا کر یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کرو۔

یونانی حکماء مہندی سے واقف تھے۔ بقراط نے کرومانام کی جس نباتات کا ذکر کیا ہے اطباء نے اسے مہندی قرار دیا ہے۔ کنگ جیمس نے جب توریت اور انجیل کا ترجمہ کیا تو مہندی کے لیے کیمفائر کا لفظ استعمال کیا جبکہ یونانی زبان میں اسے کپرس کہا جاتا ہے۔

مہندی کو ہندو مذہب، جین مت اور بدھ عقائد میں اہمیت رہی ہے۔ مندروں میں جلائے جانی والی خوشبوؤں میں مہندی ملائی جاتی رہی ہے۔ دلہن کے ہاتھوں کو مہندی اور بعض خواتین سہاگ کی مانگ بھرنے میں سیندور کے ساتھ مہندی بھی ملاتی رہی ہیں۔ قدیم سنسکرت کتابوں میں مہندی کا ذکر اتنی اہمیت کے ساتھ ملتا ہے کہ دلہن کے سر پر سونے کے ساتھ مہندی کے پتوں کا حاشیہ لگا کر امراء اپنی بیٹیوں کو تاج پہناتے تھے۔

توریت مقدس میں مہندی کا ذکر متعدد مقامات پر آتا ہے۔

میرا محبوب میرے لیے عین جدی کے انگورستان سے مہندی کے

پھولوں کا گچھا ہے۔ (غزل الغزلات۔ ۱-۱۵-۱۲)

دوسری جگہ اسی کتاب میں مذکور ہوا۔
تیرے باغ کے پودے لذیذ میوہ دار انار ہیں۔ مہندی اور سنبل بھی
ہیں۔ (ب۔ ۴-۱۳)

کیمیائی ساخت

اس کے پتوں میں ۱۵-۱۲ فیصدی رنگ ہوتا ہے۔ جو کیمیائی صنعت میں HENNA
DYE کے نام سے مستعمل ہے۔ اس میں پیلے رنگ کی ایک گوند پائی جاتی ہے جو کہ اکٹھل اور
ایتھر میں حل پذیر ہے۔ مقامی طور پر قابض ٹیک ایسڈ کی قسم HANNO TANNIC ACID
پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک GLUCOSIDE بھی موجود ہے۔

اس کی کیمیائی ساخت کی روشنی میں درخت کے اجزاء کے عمل کو کیمیادانوں نے یوں
تخصیص کیا ہے۔ درخت کی چھال مقامی طور پر قابض، مسکن اور مفرح ہے۔ جبکہ اس کے
پتے رافع تعفن، بدبو کو مارنے والے، محرک ہیں۔ مہندی کے پھول ٹھنڈک پیدا کرتے ہیں
اور خواب آور ہیں۔ اس کی جڑیں چھال کی مانند ہیں۔ جبکہ اس کے بیج دافع تعفن ہیں۔

محدثین کے مشاہدات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مہندی کی بار بار تعریف اور امام بخاریؒ کی جانب
سے کتاب التاریخ کی اس روایت

ما من شجرة احب الى الله من الحناء.

(اللہ کے نزدیک درختوں میں سب سے پیارا مہندی کا پودا ہے)

کے بعد محدثین نے پوری توجہ اور اہمیت دی۔ اصحابؓ اور تابعینؓ میں ابو بکرؓ، عمرؓ،
ابو عبیدہؓ، محمد ابن الحنفیہؓ، محمد ابن سیرینؓ، اپنے بال مہندی سے رنگتے تھے۔

محدث عبداللطیفؒ بغدادی کہتے ہیں کہ اس کا آتش رنگ دل پسند ہوتا ہے۔ اس کا
رنگ اور خوشبو محرک اعصاب ہیں۔ اس کے لگانے سے اعصاب کو تحریک ہوتی ہے۔

عبدالمطیف کا یہ مشاہدہ محض خیال آرائی نہیں بلکہ جدید نفسیات میں مختلف رنگوں اور خوشبوؤں کے بصری اور ذہنی اثرات کے بارے میں خاصی تحقیق ہوئی ہے۔ اور اب یہ بات ثابت ہے کہ خوشبو اور رنگ اعصاب اور باہ کو تحریک دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اس کے لگانے سے ناخنوں کا پھٹنا ٹھیک ہو جاتا ہے۔

محمد احمد ذہبیؒ بیان کرتے ہیں کہ کسی بھی زخم کے علاج کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اس میں موجود رطوبت نکل جائے مزید پیدا نہ ہو اور اس میں تندرست گوشت پیدا ہو کر شگاف کو بھر دے۔ مہندی کے اثرات میں یہ تینوں صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ مہندی کے پتے رات پانی میں بھگو کر صبح نچوڑ کر ان کا رس شکر ملا کر اگر چالیس دن لگاتار پیا جائے تو یہ نہ صرف کہ جذام کا علاج ہے بلکہ زخموں کو مندمل کر دے گا۔

حافظ ابن القیم اپنے تجربات میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آگ سے جلے ہوئے کا بہترین علاج ہے۔ اس کو پانی میں ملا کر اگر غرارے کئے جائیں تو گلے، منہ اور زبان کے تمام زخموں اور منہ پک جانے میں از حد مفید ہے۔ اس کا لیپ گرم پھوڑوں اور سوزشوں کو کم کرتا اور اگر پھوڑے میں پیپ نہ پڑ گئی ہو تو اسے مندمل کر دیتا ہے۔ اگر اس میں گرم کر کے موم اور گلاب کا تیل ملا کر سینے کے اطراف اور کمر درد والے مقام پر لیپ کریں تو درد جاتا رہتا ہے۔

یہ حقیقت مجرب اور آزمودہ ہے کہ چیچک کے مریض کے پیروں کے تلوؤں پر اگر مہندی صبح شام لگائی جائے تو اس کی آنکھیں بیماری سے محفوظ رہتی ہیں اور چیچک کے آبلے جلد خشک ہو جاتے ہیں۔

اگر اس کے پتے گرم کپڑوں میں رکھے جائیں تو ان کو کیڑا نہیں کھاتا۔ اس کی ایک عجیب صفت یہ ہے کہ اس کا جوشاندہ شکر ملا کر اگر چالیس دن پیا جائے تو ابتدائی جذام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس جوشاندہ کے ساتھ مریض کو مرغی کا گوشت کھانا چاہیے۔

مہندی کو اگر ناخنوں پر باقاعدہ لگایا جائے تو ان کو چمکدار اور خوبصورت بناتی ہے۔

پیروں پر لگانے سے ان کی جلد نرم ہوتی اور ناگوں کی پھنسیاں مندمل ہو جاتی ہیں۔ وہ ناخن جو چوٹ لگنے سے سیاہ پڑ جائے یا پھپھوندی لگ جانے سے متورم ہو جائے اس پر مہندی لگانے سے نیا ناخن صاف اور خوبصورت نکلتا ہے۔ اس غرض کے لیے ہمارے تجربہ کے مطابق اگر محلول میں تھوڑا سا سرکہ ملا لیں تو فائدہ جلد حاصل ہو جاتا ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات

چینی طریقہ علاج میں مہندی کا ذکر پہلی مرتبہ شاہ کیا سنگ KIATSUNG کی مرتبہ کتاب الادویہ میں بطور مقوی ملتا ہے۔ اطباء یونان اس کے قدر دان تھے جالینوس نے مہندی کا لیپ لگا کر چیچک کے مریضوں کی آنکھیں بچانے کا نسخہ بیان کیا ہے۔ مصر، بھارت، مشرق وسطیٰ اور اندلس میں اسے اہمیت حاصل تھی۔ یورپ میں اس کا پہلا تذکرہ برٹش فارماکوپیا کی پہلی اشاعت میں ملتا ہے۔ جس کے مطابق اس کے تازہ۔۔۔ کوٹ کر معدہ کے السر اور پیش کے لیے مفید بتائے گئے۔

ابن زہر کہتا ہے کہ ناخن اگر ٹیڑھا ہو جائے تو مہندی کے پتے پیس کر مکھن میں ملا کر لگانے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔ آگ سے جلے ہوئے پر اسے پیس کر لگانا مفید ہے۔ مہندی کو روغن زیتون میں ملا کر لگانے سے سر کی پھنسیاں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔

حکیم کبیر الدین نے مہندی کو مصفی خون قرار دیا ہے۔ مسیح الملک حکیم جمیل خان نے کثرت حیض کی ایک ایسی مریضہ کو جس کو خون پورا مہینہ جاری رہتا تھا کو مہندی اور پکھاں پیس کر دی۔ یہ مرکب پانی میں حل کر کے اس کی ہتھیلیوں پر لیپ کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جریان خون دس منٹ میں بند ہو گیا۔ پھوڑے پھنسیوں کے لیے خاندان شریفی کے اطباء نے مہندی کا جو شانہ پینے میں اور اس کا لیپ لگانے میں تجویز کر کے اچھے نتائج حاصل کیے ہیں۔

مہندی کا پھول سونگھنے سے گرمی سے ہونے والا سرد درد جاتا رہتا ہے۔ مہندی کے

پھولوں کو کسی تیل یا روغن زیتون میں ملا کر دھوپ میں رکھ کر ملکی آنچ پر پکا کر مہندی کا تیل تیار کیا جاتا ہے۔ جس کی مالش سے پٹھوں کی اکڑن جاتی رہتی ہے۔

مہندی کے پتوں کو پانی میں رات بھر بھگو کر صبح اس کا پانی شکر ملا کر یرقان کے مریض کو دینا مقصود ہے۔ اسی پانی کے پینے سے بڑھی ہوئی تلی بھی کم ہو جاتی ہے۔

جدید مشاہدات

اطباء قدیم اور محدثین نے مہندی کے مقامی استعمال سے جن فوائد کا ذکر کیا ہے۔ جدید تحقیق سے ان میں سے ہر بات ثابت ہو گئی ہے۔

مہندی میں رنگ کی موجودگی سے لوگوں نے خضاب کا کام لینے کی کوشش اس لیے بھی زیادہ کی ہے کہ دورِ حاضر میں ملنے والے خضابوں میں پایا جانے والا رنگ کثرتِ استعمال سے جلد کا سرطان پیدا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق مہندی کے پتوں کو صابون کے پانی میں حل کر کے سر پر لگائیں تو بال سیاہی مائل ہو جاتے ہیں۔ قدیم مشاہدات میں مہندی کے ساتھ سناہکی کے پتے پیس کر سر پر لگانا بہترین خضاب ہے۔

بھارتی ماہرین نے حال ہی میں خضاب کے لیے مہندی میں چائے کی پتی اور کافی ملا کر اسے کھانڈ ڈال کر ابالا اور اس میں تیزابیت پیدا کرنے کے لیے لیموں کا عرق یا سرکہ ملا کر استعمال کرنے کی تلقین کی ہے۔ یہ نسخہ بلاشبہ مفید، ارزاں اور محفوظ ہے۔ اس نسخہ میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مہندی اور سرکہ گرتے بالوں کا علاج بھی ہیں اور ان کے لگانے سے سر سے سیکری (بفہ) بھی ختم ہو جاتی ہے۔

ہم نے مہندی کے ساتھ حب الرشاد، حلبہ، اور سناسکی ملا کر اسے سرکہ میں جوش دے کر سر کی پھنسیوں اور بفہ میں نہایت عمدہ نتائج کے ساتھ آزمایا ہے۔ یہ نسخہ جسم میں کسی جگہ بھی پھپھوندی کے لیے مفید ہے۔ خاص طور پر ناخنوں کی FUNGUS INFECTION

جہاں کسی بھی دوائی کا آسانی سے موثر ہونا ثابت نہیں۔ یہ لوشن بہترین پایا گیا۔ 1959ء میں ایک بھارتی سائنسدان لطیف نے NEPHTHA QUINONE کے خاندان کا ایک مرکب اس میں سے علیحدہ کیا ہے۔ کرنل چوپڑا بیان کرتے ہیں مہندی بہترین مصفی خون ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے بڑھی ہوئی تلی کم ہو جاتی ہے۔

برطانوی سائنسدان جونز نے مہندی کے پتوں کے جوشاندہ کو پیٹ کے السر میں مفید پایا۔ اس امر کی تصدیق امریکی محقق ہنری سے بھی میسر ہے۔

مہندی کا جوشاندہ جریان میں مفید پایا گیا۔ اس کے علاوہ مشانہ میں گرمی اور جلن کو بھی فائدہ ہوا۔ دورِ حاضر کے اطباء جریان کو پرانی تعریف کے مطابق بیماری نہیں مانتے۔ ان کی تحقیقات کے مطابق پیشاب میں آنے والی سفید رطوبت عام طور پر ہاضمہ کی خرابی کی وجہ سے آنے والے معدنی نمک ہوتے ہیں۔ مہندی کے جوشاندہ سے ان میں فائدہ کا مطلب یہ ہوا کہ مہندی نے آنتوں میں بھی اپنی قوت شفا کا مظاہرہ کیا۔

مریض کے تکیہ میں اگر مہندی کے پتے بھر دیئے جائیں تو اسے جلد اور اچھی نیند آتی ہے۔ مہندی کے پھولوں اور پتوں سے نکالا ہوا تیل یا ان کا جوشاندہ کوڑھ کی ابتدائی صورت میں مفید پایا گیا ہے۔ اسی قسم کا تیل یہودیوں کی عبادت گاہوں میں جلایا جاتا تھا اور اب وہ اپنے مُردوں کو سزاوند سے بچانے کے لیے جسم پر اس تیل کی ماش کرتے ہیں۔

مسح الملک حکیم جمیل والا تجربہ بھارتی سائنسدانوں نے بھی کیا ہے۔ وہ کثرتِ حیض کے علاوہ اندامِ انہانی کی سوزش اور لیکوریا میں بھی مہندی کا سفوف مقامی طور پر استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا جوشاندہ پلاتے ہیں۔

-☆-

باچھ --- ذریرہ

SWEETFLAG

ACORUS CALAMUS

یہ ایک نیم آبی پودہ ہے جو بنیادی طور پر یورپ اور امریکہ میں ہوتا تھا۔ مگر اب ہندوستان میں بھی دریاؤں، ندی نالوں اور ایسے آبی ذخیروں کے کنارے ہوتا ہے جہاں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ کاغان اور ہنزہ کے علاقہ میں ملتا ہے جبکہ ترکی میں اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اسے طب یونانی میں وج ترکی، کا نام دیا گیا ہے۔ اس کے ترکی نام کا بگاڑ ہی لاطینی میں اکورس بن گیا۔

یہ ایک خوشبودار پودا ہے۔ جس کی جڑیں زیادہ خوشبودار ہوتی ہیں۔ قد اس کا ایک فٹ سے کم۔ ذائقہ میں تلخ اور رنگت میں سفیدی مائل ہوتا ہے۔ فارسی میں اسے ”اگر ترکی“ عربی میں ذریرہ سنسکرت میں اگر اگر تھی اور انگریزی میں SWEET FLAG کہتے ہیں۔ ہندی اور اردو نام باچھ کو بگاڑ کر بچھ یا وچھ ہیں۔

اطباء یونان اس سے آشنا تھے اور قدیم عربی کتب میں اسے قصب الزریرہ کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ عربی سے اردو میں ترجمہ کے دوران نام کا مغالطہ دوسری صورت اختیار کر گیا اور قصب الزریرہ مذکور تھا لوگوں نے چرائیہ شیریں ڈال کر نسخہ میں افادیت کو کم کر دیا۔ حالانکہ یہاں ذریرہ ہونا چاہیے تھا۔

ارشاداتِ نبویؐ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو پسند فرماتے تھے اور عام طور پر اس غرض کے لیے کستوری زیادہ مقبول تھی۔ ان کے ذاتی استعمال کے سرمہ میں بھی کستوری شامل ہوتی تھی۔ اس لیے وہ ”انڈا المروح“ کہلاتا تھا۔ مگر حجة الوداع کے اہم موقعہ پر انہوں نے ایک درآمدی خوشبو استعمال فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں۔

طیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی بذریعہ فی
حجة الوداع، للحل والحرام. (بخاری، مسلم)
(میں نے حجة الوداع کے موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام اور
داڑھی پر ذریعہ کی خوشبو لگائی)

دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو پسا ہوا ذریعہ جسم اور احرام پر جب لگایا گیا تو اس کے سفیدی مائل ذروں کی چمک سر کی مانگ میں نظر آ رہی تھی۔

اس وقت تک لوگوں میں خوشبو کا تصور دھونی دینے کی حد تک تھا۔ یورپ میں خوشبو کو جو مقبولیت میسر آئی وہ بنیادی طور پر عیسائی راہبوں کی وجہ سے تھی۔ چونکہ وہ برسوں نہاتے نہ تھے۔ اس لیے ان کے جسم سے بد بو آتی تھی۔ اس بد بو کو روکنے کے لیے ان کے یہاں خوشبو کا رواج ہوا جس کی اب تک کی تمام اقسام یوڈی کولون، پرنی ہیں۔ کیمسٹری کے اصول پر جب بھی کوئی ترشہ کسی الکحل سے ملایا جاتا ہے تو ایک خوشبودار مرکب بن جاتا ہے۔ جدید ترین خوشبوئیں بھی اسی اصول پر بنتی ہیں۔ جن میں ایک نئی اضافت خوشبو کا سفوف ہے۔ بگلوں اور رانوں کے درمیان مسلسل پسینہ، زیادہ گرم کپڑوں کے استعمال اور غلاظت کی وجہ سے آنے والی بد بو کم کرنے کے لیے خوشبو کی ایک جامد قسم SOLID EAUDE COLOGNE کے نام سے اب مروجہ ہوئی ہے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام دریافتوں سے پہلے ذریعہ کے سفوف کو خشک خوشبو کی صورت میں استعمال کر کے اس مضمون

میں ایک نئے راستہ کا سراغ بتایا بلکہ وہ کثیر الفوائد بھی ہوتی ہے۔
 وہ جب بھی کسی چیز کو استعمال فرماتے تھے وہ صرف ایک ہی مقصد کے لیے نہ ہوتی
 تھی۔ بلکہ وہ ہمہ صفت ہوتی تھی۔ جیسے کہ زیتون کا تیل، کلوئی، قسط، شہد اور اب ذریعہ۔
 ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں سے ایک محترمہ نے روایت فرمائی ہے۔
 دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد خرج
 فی اصبحی بشرۃ فقال عندک ذریۃ؟ قلت: نعم قال
 ضعیفا علیہا. وقال: قولى: اللهم مصغر الکبیر، و
 مکبر الصغیر. صغر ما بی. (ابن السنی مستدرک الحاکم)
 (میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میری انگلی
 پر پھنسی نکلی ہوئی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا تیرے پاس ذریعہ ہے؟
 میں نے کہا۔ ہاں! انہوں نے فرمایا کہ اس پھنسی پر ذریعہ لگاؤ اور یہ
 دعا پڑھو)

”اے اللہ تو بڑوں کو چھوٹا کرتا ہے اور چھوٹوں کو بڑا۔ میرے جو نکلا
 ہے تو اس کو چھوٹا کر دے۔“

محدثین کے مشاہدات

انہوں نے بتایا ہے کہ ذریعہ ایک ہندوستانی دوا ہے جو تاثیر میں گرم اور مقامی طور پر
 قابض ہے۔ سوزش کی وجہ سے پیدا ہونے والی سوجن میں مفید ہے۔ معدہ، جگر اور آنتوں کی
 سوزش کو دور کرتی ہے۔ جگر کی اصلاح کر کے پیٹ میں بھرے ہوئے پانی کو نکالتی ہے۔ مدر
 البول ہے۔ دل کو طاقت دیتی ہے۔ اس کی خوشبودل میں خوشی لاتی اور طبیعت سے تکدر کو دور
 کرتی ہے۔

کیمیائی تجزیہ

بنیادی طور پر اس میں ایک تیل، نشاستہ، گلوکوسائیڈ اور کیلیم پائے جاتے ہیں۔ کیلیم آنتوں کو سکون دیتا ہے اور سوزش کو رفع کر کے اسہال میں کمی لاتا اور ریاح کو خارج کرتا ہے۔ تھوڑا سا لعاب بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں روغن فرازی کی مقدار ایک فیصدی کے قریب ہوتی ہے۔ مگر جڑوں اور ان کی گانٹھوں میں اس تیل کی مقدار تین فیصدی سے زائد ہوتی ہے۔

اس کا روغن فرازی ایک پیچیدہ مرکب ہے جس میں گاڑھے تیلوں والے اجزاء کے ساتھ لوگک کے تیل کا عنصر بھی موجود ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک جزو عامل ACROPETIN بھی پایا جاتا ہے۔ جو ذائقہ میں تلخ لیکن جراثیم کش ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

یہ اورام کو تحلیل کرتا ہے۔ برص اور بہق میں اس کا لگانا مفید ہے۔ اس کا پانی ابال کر کلیاں کی جائیں تو مسوڑھوں کی سوجن کی وجہ سے ہونے والا دانت درد ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی جڑوں کو چبانے سے دانت درد کو فائدہ کے علاوہ پیٹ کا درد اور نفخ جاتے رہتے ہیں۔ اس کو ادنی کپڑوں میں رکھیں تو ان کو کیڑا نہیں لگتا۔ اس کو سرسوں کے ساتھ پیس کر دکھتے جوڑوں پر لیپ کرنے سے ان کا درد اور ورم جاتے رہتے ہیں۔ بچوں کے پیٹ پر باجھ کا لیپ کرنے سے پیٹ کا درد جاتا رہتا ہے۔ ایک دوسرے ویدک نسخہ کے مطابق باجھ کو جلا کر اس کی راکھ کو ناریل کے تیل میں ملا کر بچے کے پیٹ پر ملنے سے پیٹ کا درد جاتا رہتا ہے۔ باجھ کا جو شانہ شہد ملا کر پینے سے پیٹ کی تمام تکالیف ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کا تازہ عصارہ آنکھوں میں ڈالنے سے نزول الماء میں فائدہ ہوتا ہے۔

باجھ کا جو شانہ دستوں میں فائدہ دیتا ہے۔ اگر ابالتے وقت تھوڑی سی ملٹھی شامل کر لی جائے تو خشک کھانسی میں مفید ہے۔ شہد کے ساتھ اس کا سفوف بچوں کو چٹانے سے وہ جلد

باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اس کے پینے سے حافظہ کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور تشنج میں مفید ہے۔

مدر البول اور مدر حیض والی کی وجہ سے حیض کی قلت کو دور کرتا ہے اور گردوں میں سوزش کی وجہ سے اگر پیشاب میں کمی آگئی ہو تو اسے دور کرتا ہے۔ اس کا یہی اثر استسقاء کو کم کرتا ہے۔ اس کا مربہ فالج اور مرگی میں مفید ہے۔

دمہ کا دورہ ختم کرنے کے لیے پہلی خوراک ایک ماشہ دینے کے بعد ہر تین گھنٹے کے بعد پانچ رتی دینے سے سانس کی گھٹن ختم ہو جاتی ہے۔

جالینوس نے باجھ کی جڑ کو اس کا مفید ترین حصہ قرار دیا ہے اور اس کی رائے کو اب کیمیاوی تجزیہ سے تائید میسر ہے کیونکہ باقی پودے کی نسبت جڑوں میں روغن فرازی کی مقدار تین گنا سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے مشاہدات کے مطابق یہ بھوک بڑھاتی اور عقل و فہم میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کو بھنی ہوئی ہینگ کے ساتھ دینے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

باجھ کا سفوف شہد میں ملا کر چٹانے سے مرگی جاتی رہتی ہے۔ یہی نسخہ بچوں کے گلے کی سوزش میں مفید ہے۔ باجھ کو زیادہ مقدار میں قے لانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ اکثر زہروں اور خاص طور پر جمال گوٹہ کا تریاق ہے۔

جدید مشاہدات

حکومت ہند کے شعبہ طب یونانی کی تحقیقات کے مطابق یہ باضم، کاسر الریاح، مدر بول قاتل کرم شکم ہے۔ مقوی ہونے کی وجہ سے اعصابی امراض، فالج، نسیان، لقوہ، تشنج، مرگی اور ہسٹریا میں مفید ہے۔ رازی کی مشہور دوا معجون ملیت کے اجزاء میں باجھ بھی شامل تھی جسے وہ لقوہ اور فالج کے لیے بڑے اعتماد سے دیا کرتا تھا۔

نکارنی اور چوپڑا نے اسے محرک اعصاب، مخرش معدہ اور قے آور قرار دیا ہے۔

باچھ کا تیس گرین سفوف کھانے سے قے ہونے لگتی ہے۔ یہ قولنج کو رفع کرتی، سدوں کو کھولتی، مخرج بلغم، مقوی معدہ اور دافع عفونت ہے۔ اعصاب پر مسکن اثر کی وجہ سے مقوی ہے۔ ویدک تحقیقات میں اسے جنون میں بھی دیا جاتا ہے۔

ایک حصہ سفوف کو دس گنا پانی میں ابال کر جوشاندہ بناتے ہیں۔ اگر 10 گرین سفوف لیا جائے تو اس کے جوشاندہ کے دو بڑے چمچے دن میں تین سے چار مرتبہ دیئے جاتے ہیں۔ اعصابی دردوں کے علاوہ اسی مقدار سے تیسرے دن چڑھنے والے ملیریا بخار میں بھی فائدہ دیا ہے۔ جوشاندہ میں مٹھی کی چٹکی ملا دینے سے سانس کی نالیوں کو کھولتی اور بلغم کا اخراج کرتی ہے۔ اس کی جڑیں تھوڑی مقدار میں چبانے سے منہ میں گرمی محسوس ہوتی ہے اور تھوک نکلتی ہے۔ اس کا استعمال زہروں اور خاص طور پر سانپ کی زہر کا ترياق ہے۔ وباؤں کے دوران اسے کھانے سے شخصی بچاؤ ہو سکتا ہے۔

اس کا لیپ جوڑوں کے دردوں میں مفید ہے۔ اس کی راکھ ناریل کے تیل یا کسٹرائیل میں ملا کر پیٹ پر ملنے سے قولنج دور ہوتا ہے۔ چھاتی پر لیپ کرنے سے پٹھوں کا درد اور اینٹھن جاتے رہتے ہیں۔

چھوٹے بچوں کو جڑوں کی راکھ کے تین گرین پرانے اسہال میں مفید ہیں۔ اجوائن اور باچھ کا سفوف مفلوج حصوں پر مالش کے لیے مفید ہے۔

یہ فالج کی بہترین دوائی ہے۔ لیکن بہت کم مقدار میں دی جائے۔ کھانے کے ساتھ ہی دی جائے۔ ورنہ قے لاتی ہے۔

-☆-

زیتون --- زیتون

OLIVE OIL

OLEA EUROPEA

زیتون کا درخت تین میٹر کے قریب اونچا ہوتا ہے۔ چمکدار پتوں کے علاوہ اس میں بیر کی شکل کا ایک پھل لگتا ہے جس کا رنگ چمکدار اودا اور جامنی ذائقہ بظاہر کیلا ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ درخت ایشیائے کوچک، فلسطین، بحیرہ روم کے خطہ، یونان، پرتگال، سپین، ترکی، اٹلی، شمالی افریقہ، الجزائر، تونس، امریکہ میں کیلی فورنیا، میکسیکو، پیرا اور آسٹریلیا کے جنوبی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ زیتون کا تیل بطور صنعت اور برآمد کے فرانس، اٹلی، سپین، ترکی، الجزائر، تونس اور یونان سے آتا ہے۔ حال ہی میں بلوچستان سے بھی زیتون کا تیل ڈبوں میں برآمد کیا گیا ہے۔

مفسرین کی تحقیقات کے مطابق زیتون کا درخت تاریخ کا قدیم ترین پودا ہے۔ طوفانِ نوح کے اختتام پر پانی اترنے کے بعد زمین پر جو سب سے پہلی چیز نمایاں ہوئی وہ زیتون کا درخت تھا۔ اس پس منظر کی بدولت زیتون کا درخت سیاست میں امن اور سلامتی کا نشان بن گیا ہے۔ فلسطینی رہنما محمد عبدالرؤف یا سر عرفات نے جب اقوام متحدہ کے اجلاس سے خطاب کیا تو سب سے پہلی بات یہ کہی:

”میں آپ کے پاس زیتون کی ڈالی لے کر آیا ہوں۔“

اس سے مفہوم یہ لیا گیا کہ وہ اقوام متحدہ میں امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آئے

ہیں۔ مصر قدیم میں بھی زیتون کا تیل کھانے، پکانے بلکہ اشیاء کو محفوظ کرنے جسم پر لگانے اور علاج میں استعمال ہوتا تھا۔ مصری مقابر سے برآمد ہونے والی اشیاء میں زیتون کے تیل سے بھرے ہوئے برتن بھی شامل تھے۔ توریت میں تیل ملنے کا ذکر ملتا ہے۔

زیتون کا پھل غذائیت سے بھرپور ہے۔ مگر اپنے ذائقہ کی وجہ سے پھل کی صورت میں زیادہ مقبول نہیں۔ اس کے باوجود مشرق وسطیٰ، اٹلی، یونان اور ترکی میں بہت لوگ یہ پھل خاص صورت میں اور یورپ میں اس کا چار بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ یونان سے زیتون کا چار سرکہ میں آتا ہے اور مغربی ممالک میں بڑی مقبولیت رکھتا ہے۔ سعودی عرب کے پہلے فرمانروا جلالتہ الملک عبدالعزیز ابن سعود مغفور کا ناشہ کھجور، اونٹنی کا پیپر، تازہ زیتون اور اونٹنی کے دودھ پر مشتمل ہوتا تھا۔ اسی لیے وہ جب تک زندہ رہے اپنی توانائی میں ضرب المثل تھے۔ اس کی زیادہ تر شہرت پھل سے برآمد ہونے والے تیل سے ہے۔ ڈبوں میں فروخت ہونے والی سارڈین اور دوسری مچھلیاں محفوظ رکھنے کے لیے زیتون کے تیل میں رکھ کر پیک ہوتی ہیں۔ اس تیل کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ بوتل خواہ کھلی بھی رہے اس پر چیونٹیاں نہیں آتیں اور جب اسے دیئے میں جلایا جائے تو یہ دوسرے تیلوں کی طرح دھواں نہیں دیتا۔

قرآن مجید نے زیتون اور اس کے تیل کا بار بار ذکر کر کے شہرتِ دوام عطا کر دی ہے۔

والنخل والزروع مختلفا کله والزیتون والرمان متشابھا
وغیر متشابھا۔ کلاوا من ثمره اذا اثمر۔ (۱۹۱۔ م الانعام ۶)
(۔۔۔ اور کھجور اور مزروعات جن کے ذائقے ایک دوسرے سے
مختلف ہیں اور زیتون اور انار جن کی شکلیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں
اور وہ جن کی شکلیں نہیں ملتیں تم اس کے پھلوں کو اس وقت خوب کھاؤ
جب وہ پک جائیں۔ مگر ضائع نہ کرو)

وجنات من اعناب والزيتون والرمان مشتبها وغير
متشابه: انظروا الى ثمره اذا ثمر و ينعه ان فى ذلكم
الايت لقوم يؤمنون: (۹۹ک، الانعام: ۶)

(اس نے آسمان سے جو پانی برسایا اس کا کرشمہ تمہارے باغات
ہیں۔ جن میں انگور، زیتون، انار اور دوسرے پھل اُگتے ہیں۔ ان
پھلوں میں دلچسپی کی بات یہ ہے کہ ظاہری ہیئت ایک دوسرے سے
مشابہت رکھتے بھی اور اور نہیں بھی رکھتے۔ پھر پھلوں کی طرف دیکھو
کہ وہ (جب پھول کی کوپیل سے پھل بننے تک) کس طرح پک
جاتے ہیں۔ عالم نباتات کے ان اعمال میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں
کے لیے جو اس کی قدرت پر ایمان رکھتے ہیں، بڑی اہمیت والی
نشانیوں رکھ دی ہیں)

هو الذى انزل من السماء ماء لكم منه شراب ومنه شجر
فيه تسمون ينبت لكم به الزرع والزيتون والتحليل
والاعناب ومن الثمرات ان فى ذلك لاية لقوم
يتفكرون. (۱۱ک۔ النحل: ۱۶)

(یہ وہی خدا ہے کہ جو آسمان سے پانی برساتا ہے۔ اس پانی کو انسان
پیتے ہیں اور اسی پانی سے درخت اُگتے ہیں جن پر تم اپنے جانور
چراتے ہو۔ اسی پانی سے وہ تمہارے کھیتوں کو اُگاتا ہے اور زیتون
اور کھجور اور دوسرے پھل اُگتے ہیں۔۔۔۔ وہ لوگ جو فکر و دانش
رکھتے ہیں ان کے لیے اس عمل میں بہت سی مفید نشانیاں پنہاں کر دی
گئی ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اس عمل پر غور کرنے والوں کو

يوقد من شجرة مباركة زيتونة لا شرقية ولا غربية

یکادزیتھا یُضئُ ولولم تمسہ نار۔ (النور: ۳۵)

(اللہ تعالیٰ اپنے نور کی مثال میں ایک ایسے چراغ کو بیان کرتے ہیں جس کے اوپر قندیل چڑھی ہو۔ چراغ کی روشنی سے یہ قندیل ستاروں کی مانند چمکتی ہے۔ اس چراغ کو روشنی کے لیے توانائی زیتون کے مبارک درخت کے تیل سے حاصل ہوتی ہے۔ زیتون کے تیل والا یہ درخت نہ تو مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں۔ قریب ہے کہ یہ تیل اپنے آپ ہی روشنی دینے لگے اور اس عمل کے لیے خواہ اسے شعلہ نہ بھی لگایا گیا ہو)

اس سے مراد درخت ایسی صورت میں استادہ ہے کہ سورج کی روشنی طلوع سے غروب تک اس پر کھل کر پڑتی ہے اور پھر ایک ایسا تیل پیدا کرتا ہے۔ جو پاک صاف اور چمک دار ہوتا ہے۔

فانشانا بکم بہ جنت من نخیل واعناب لکم فیہا فاکھۃ
کثیرۃ ومنہا تاکلون وشجرۃ تخرج من طور سیناء
تنبت بالذہن وصیغ للاکلین۔ (المومنون)
(اور پھر تم ایسے باغ اگاؤ گے جن میں کھجور اور انگور کے علاوہ دوسرے پھل ہوں گے۔ اور یہ پھل تم رغبت سے کھاتے ہو۔ اور طور پہاڑ کے علاقہ میں وہ درخت ہے جس سے وہ تیل نکلتا ہے جو تمہاری روٹی کے ساتھ سالن کا کام دیتا ہے)

والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین۔
(اک۔ اتین: ۹۵)

(قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور قسم ہے اس امن والے شہر کی)

(اس آیت کی تفسیر انجیر کے عنوان کے ساتھ بیان کی جا چکی ہے)

ان آیات میں غور طلب نکات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زیتون کے درخت کو ایک مبارک یعنی برکت والا درخت قرار دیا۔ اس کے پھل کو اہمیت عطا فرمائی۔ پھر لوگوں کو متوجہ کیا کہ زیتون، کھجور، انار اور انگور میں فوائد کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ بشرطیکہ تم ان کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرو۔ سورۃ الانعام کی دونوں آیات غور و فکر کے لیے تازیانہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بات اس سے شروع ہوئی کہ آسمان سے پانی برستا ہے جس میں پینے کے ساتھ ساتھ جانوروں اور زراعت کے لیے اہمیت ہے اور اہمیت کے اسی تسلسل میں زیتون کا ذکر آیا اور اس کے ساتھ ہی دوسرے پھل بھی مذکور ہوئے۔ کھجور، انگور اور انار لذیذ میوے ہیں۔ اگر کوئی ان کی جانب متوجہ نہ بھی کروائے تو بھی لوگ ان کو خوشی خوشی کھاتے ہیں۔ مگر زیتون کا ذائقہ ایسا نہیں کہ کوئی اس سے رغبت محسوس کرے۔ تو ظاہر ہے کہ اس کی جانب بار بار متوجہ کروانے کی ضرورت اور اس کے فوائد کے بارے میں روشنی دکھانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پھل ذائقہ کے لیے نہیں فوائد کے لیے ہے۔ اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک جگہ اس کی نشان دہی کر کے فرمایا کہ یہ ستر بیماری کی دوا ہے۔ اب اس میں دلچسپی لے کر فائدہ اٹھانا ہمارا کام ہے۔

کتاب مقدسہ

قرآن مجید نے مطلع کیا ہے کہ زیتون کا پھل ایک مبارک درخت سے ہے۔ اس کے بابرکت ہونے کی وجہ سے ابتدائے آفرینش میں خداوند کی بارگاہ میں جو قربانیاں پیش کی جاتی تھیں ان پر زیتون کا تیل لگانا ضروری تھی۔

طوفان نوح کا سلسلہ ختم ہونے کی اطلاع بھی زیتون کی ڈالی سے میسر آئی۔۔۔۔۔ اور وہ کبوتری شام کے وقت اس کے پاس لوٹ آئی۔ اور دیکھا تو زیتون کی ایک تازہ پتی اس کی چونچ میں تھی۔ تب

نوح نے معلوم کیا کہ پانی زمین سے کم ہو گیا۔ (پیدائش ۱۲-۱۱:۸)
یہاں پر ترجمہ کی غلطی سے کبوتری مذکور ہے جبکہ اصل کے مفہوم سے
اڑنے والا پرندہ فاختہ تھی۔

۔۔۔۔ اپنے انگور اور زیتون کے باغ سے بھی ایسا ہی کرنا۔

(خروج ۲۳:۱۱)

یہاں پر مختلف فصلوں کی زراعت اور اس سے فوائد کا تذکرہ ہے جن میں خصوصی ذکر
زیتون اور انگور کا کیا گیا۔

۔۔۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں گندم، جو، انگور اور انجیر کے درخت اور
انار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زیتون اور شہد بھی
ہے۔ اس ملک میں روٹی تجھ کو بافراط ملے گی اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہ
ہوگی۔

یہ ایک مثالی ملک کی نوید ہے جو بنی اسرائیل کو نیک و پاک رہنے کی صورت میں دیا
جانے والا تھا۔ بشرطیکہ وہ وہاں جا کر غرور سے اترانے نہ لگیں۔ دوسرے الفاظ میں انہیں
زمین پر جنت کا مثیل مہیا کیا جا رہا تھا کیونکہ قرآن مجید نے جنت کی صفات میں بھی یہی
چیزیں گنتی کرائی ہیں۔

بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کو پانے کے بعد اپنی ناشکری کا سلسلہ ترک نہ کیا تھا تو پھر
ان کی اہم فصلوں کے نقصان کی صورت یہ بتائی گئی۔

تیری سب حدود میں زیتون کے درخت لگے ہوں گے۔ پر تو ان کا
تیل نہیں لگانے پائے گا۔ کیونکہ تیرے زیتون کے درختوں کا پھل
جھڑ جائے گا۔ (استثنا ۴۱-۴۰:۲۸)

لیکن میں تو خداوند کے گھر میں زیتون کے ہرے درخت کی مانند
ہوں۔ میرا تو کل ابدالاباد خدا کی شفقت پر ہے۔ (زبور ۵۲:۸)

خداوند نے خوش میوہ ہر ازیتون تیرا نام رکھا ہے۔ (یسعیہ ۱۹۰-۴۱)
 انجیل مقدس میں یعقوب کا عام خط زیتون ہی کی مثال لیے ہوئے
 ہے۔ ”اے میرے بھائیو! کیا انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور
 میں انجیر پیدا ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح کھاری چشمہ سے میٹھا پانی نہیں
 نکل سکتا۔ (یعقوب ۱۲: ۳۰)

ارشاداتِ نبویؐ

قرآن مجید نے زیتون کا بار بار ذکر فرمایا۔ جہاں کسی اچھی فصل کا تذکرہ ہوا زیتون
 ضرور شامل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نور کو مثال دے کر واضح کیا تو مثال زیتون کا تیل،
 اس کی روشنی اور اس کی خوشنمائی پر منتج ہوئی۔ پھر فرمایا کہ یہ ایک مبارک درخت ہے۔ جب
 اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو اتنی اہمیت عطا فرمائی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہمیت کے
 اسباب پر بھی یقیناً روشنی ڈالی ہے۔

حضرت اسید الانصارؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا الزيت وادهنوا به. فانه من شجرة مباركة.
 (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

(زیتون کے تیل کو کھاؤ اور اس سے جسم کی مالش کرو کہ یہ ایک مبارک
 درخت سے ہے)

یہی روایت حضرت ابوسعید الخدریؓ سے اور متدرک الحاکم میں ابو ہریرہؓ سے بھی
 منقول ہے۔

حضرت علقمہ بن عامرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 عليكم بزيت الزيتون، كلوه وادهنوا به، فانه تنتع من
 البواسير. (ابن الجوزی)

(تمہارے لیے زیتون کا تیل موجود ہے۔ اسے کھاؤ اور بدن پر مالش کرو، کیونکہ یہ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے)

عليكم بهذه الشجرة المباركة زيت الزيتون فتداووا به
فانه مصححة من الباسور. (ابن السني، البويعيم)

(تمہارے پاس اس مبارک درخت سے زیتون کا تیل موجود ہے۔
اس سے علاج کرو کہ یہ باسور کو ٹھیک کر دیتا ہے)

یہ روایت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے۔ جبکہ ذہبی نے بالائی روایت ان کے برادر
مکرم علقمہ سے بیان کی اور اس میں لفظ بواسیر ہے جبکہ یہاں باسور مذکور ہے۔ باسور سے
مراد مقعد کا زخم ہے۔

کنز العمال نے مسند عمر اور ابراہیم بن ابی ثابت کی حدیث سے روایت کی ہے کہ
حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں جبکہ یحییٰ اور ابن ماجہ نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے
روایت کیا ہے۔

ایتدوا بالزيت وادهنوا به فانه من شجرة مباركة.

(زیتون کے تیل سے علاج کرو۔ اسے کھاؤ اور لگاؤ۔ کیونکہ یہ ایک
مبارک درخت سے ہے)

(خالد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ میں غالب بن ابجر کے ہمراہ مدینہ آیا۔ راستے
میں غالب بیمار ہو گئے۔ ان کی عیادت کو ابن ابی عتیق آئے اور بتایا کہ حضرت عائشہؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلونجی میں شفا بتائی ہے۔ اس لیے کلونجی کے چند
دانے کوٹ کر زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کی دونوں اطراف میں چکایا جائے۔ ہم نے
ایسا کیا تو غالب بن ابجر شفا یاب ہو گئے)۔ (ابن ماجہ۔ بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كلوا الزيت وادهنوا به فان فيه شفاء من سبعين داء منها

الجذام. (ابونعیم)

(زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا

ہے جن میں سے ایک کوڑھ بھی ہے)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کلوا الزيت وادھنوا به فانہ طیب مبارکۃ.

(ابن ماجہ، الحاکم)

(زیتون کا تیل کھاؤ۔ اسے لگاؤ، کیونکہ یہ پاک صاف اور مبارک

ہے)

حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

امرونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتداوی ذات

الجنب بالقسط البحرى والزيت.

(ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

(ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب

(پلوری) کا علاج قسط البحرى (قسط شیریں) اور زیتون کے تیل سے

کریں۔)

حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعت الزيت

والورد من ذات الجنب. (ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں درس اور

زیتون کے تیل کی افادیت کی تعریف فرمایا کرتے تھے)

ذات الجنب کو پرانے اطباء نے نمونیہ قرار دیا ہے۔ جبکہ نوعیت کے لحاظ سے یہ پلوری

ہے۔ اس کی تشریح میں امام عیسیٰ ترمذی کہتے ہیں۔ قال اصحاب العلم ان الذات

الجنب السِّل۔ یعنی اصحاب علم بیان کرتے ہیں کہ ذات الجنب دراصل تپِ دق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیسویں صدی کی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پلورسی کا عمومی سبب تپِ دق ہوتا ہے یا اسے دق کی ایک قسم قرار دے سکتے ہیں۔
محمد احمد ذہبیؒ نے سند روایت کے بغیر ابن الجوزی سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ادهن بزيت لم يتريه شيطان
(جس نے زیتون کے تیل کی مالش کی، شیطان اس کے قریب نہ جائے گا)۔

کیمیائی حیثیت

زیتون کے تیل کو امریکہ کے سرکاری فارما کوپیا U.S PHARMACOPEA میں سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ برطانیہ کے B.P (PHARMACOPEA CODEX) کے مطابق یہ علاج کے لیے ایک مسلمہ دوائی ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مقرر کردہ سرکاری معیار کے مطابق یہ تازہ زیتون سے نکالا ہوا تیل ہے جس کا رنگ موتیا یا سبزی مائل پیلا ہونا چاہیے۔ اس میں کوئی خاص خوشبو نہ ہو اور عام حالات میں سیال ہو 20 ڈگری سینٹی گریڈ کے درجہ حرارت پر ایک ملی لیٹر کا وزن 0.913 گرام کے قریب ہو (یعنی کہ پانی سے ہلکا) ۴ سینٹی گریڈ کے درجہ حرارت پر یہ جمنے لگتا ہے۔ ہیٹ کی یہ تبدیلی اس کی فعالیت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

اس کے کیمیائی اجزاء میں OLEIC ACID PALMATIC ACID ARACHIS

OIL LINOLEIC ACID. STEARIC ACID MYRISTIC ACID

GLYCERIDES شامل ہوتے ہیں۔ یہ پانی میں حل نہیں ہوتا۔ مگر الکحل، ایٹھر، کلوروفارم

اور لیکو بیڈ پیرافین کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔ برطانوی تحقیقات کے مطابق اس میں ملاوٹ

کے لیے چائے کے بیجوں کا تیل اور ARACHIS OIL استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر حال ہی کی

معلومات کے مطابق مراکش کے ایک شخص نے اس میں مشین گن آئیل اور امریکی تحقیقات کے مطابق سپین میں صاف کئے ہوئے موئل آئیل کی ملاوٹ پائی گئی ہے۔

زیتون کا تیل پکے ہوئے پھل سے نکالا جاتا ہے۔ کچے یا گلے ہوئے پھل میں تیل کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کے بیجوں میں بھی تیل پایا جاتا ہے مگر ان کا معیار عمدہ نہیں ہوتا۔ تیل نکالنے سے پہلے پھل کو صاف کر کے اس کا چھلکا اتار لینا ضروری ہے۔ پھل کو براہ راست مشین کے کوٹھو میں ڈال کر تیل کی جو قسم برآمد ہوتی ہے۔ اسے سپ سے عمدہ تیل قرار دیا جاتا ہے اور اسے VIRGIN OIL کہتے ہیں۔ جبکہ پہلی کھپ وصول کرنے کے بعد پھوک پر گرم پانی ڈال کر دوبارہ، سہ بارہ کوٹھو میں ڈالا جاتا ہے۔ بعد میں پانی کو تیل سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ اٹلی میں اس عمل کے دوران TANNIC OIL بھی شامل کیا جاتا ہے۔ دوسری اور تیسری کھپ کو TABLE OIL کہتے ہیں۔ پہلی کھپ کے تیل کا رنگ سنہری اور اس میں ہلکی سی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ تیل مدتوں خراب نہیں ہوتا۔ اگر اسے کھلا رہنے دیا جائے یا اس میں پانی پڑ جائے تو اس صورت میں اس کے اندر پھپھوندی پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسری، تیسری کھپ کے تیلوں کا رنگ بنزی مائل اور پہلی گھانی سے گاڑھا ہوتا ہے۔

زیتون کی ایسی اقسام بھی ہیں جن سے وزن کے حساب سے ستر فیصدی تک تیل حاصل ہو سکتا ہے۔ کیلی فورنیا میں پیدا ہونے والے پھل میں تیل کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اب تک یقین کیا جاتا تھا کہ اس میں PHYTOSTEROL نہیں ہوتا مگر اب بعض قسموں سے CHOLESTROL برآمد ہوتی ہے جو اسی خاندان سے ہے۔ اور نقصان سے مبرا ہے۔

محدثین کے مشاہدات

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ایک مہمان آیا۔ انہوں نے رات کے کھانے میں اسے اونٹ کی سری اور زیتون کا تیل پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ تمہیں اس لیے کھلا

رہا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مبارک درخت سے قرار دیا ہے۔

قرآن مجید نے اس تیل کو جو اہمیت دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعریف فرمائی اس کے بعد لوگوں نے اسے متبرک تو قرار دیا مگر یہ کوشش نہیں کی کہ انہوں نے جن ستر فوائد کا ذکر فرمایا وہ کیا ہیں۔ انہوں نے خود ان میں سے پانچ کا ذکر فرمایا۔ بواسیر، باسور، جلدی امراض، پلو رسی اور کوڑھ۔ مگر اس کے بعد کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا۔

ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ سرخ زیتون کا تیل سیاہی مائل سے بہتر ہوتا ہے۔ یہ طبیعت کو بحال کرتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ زہروں کے خلاف تحفظ دیتا ہے۔ پیٹ کے فعل کو اعتدال پر لاتا ہے۔ پیٹ سے کیڑے نکالتا ہے۔ بالوں کو چمکاتا اور بڑھاپے کی تکالیف اور اثرات کو کم کرتا ہے۔ زیتون کے تیل میں نمک ملا کر اگر مسوڑھوں پر ملا جائے تو یہ ان کو تقویت دیتا ہے۔ یہی نمکین مرکب آگ سے جلے ہوئے کے لیے مفید ہے۔ تیل یا زیتون کے پتوں کو پانی لگانے سے سرخ پھنسیوں، جوشی، خارش میں فائدہ ہوتا ہے۔ وہ پھوڑے جن سے بدبو آتی ہو یا پرانی سوزش کی وجہ سے ٹھیک ہونے میں نہ آتے ہوں زیتون کے تیل سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ذہبیؒ کی تحقیقات کے مطابق بالوں اور جسم کو مضبوط کر کے بڑھاپے کے آثار کم کرتا ہے۔ کسی بھی چکنائی اور تیل کے پینے سے پیٹ خراب ہوتا ہے۔ مگر زیتون کا تیل اس سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ یہ تیل ہونے کے باوجود پیٹ کی بہت سی بیماریوں کے لیے مصلح ہے۔

گچی بات یہ ہے کہ زیتون کا تیل غربا کے لیے بہترین ٹانک ہے۔ مگر زیتون کا وہ تیل جو سبز اور سنہری ہو وہی مفید بھی ہے۔ سیاہی مائل رنگ کا تیل بے کار اور مضرت ہے۔ صحیح تیل مقوی باہ، مقوی معدہ اور سینے کی بیماریوں سے تحفظ مہیا کرتا ہے۔ زیتون کا نمکین تیل آگ سے ہونے والے زخموں کے لیے اکیر ہے۔

زیتون کے درخت کے پتوں کا رس نکال کر یا خشک ملیں تو ان کو پانی میں ابال کر ان سے کلیاں کرنا منہ اور زبان کے زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ زیتون کے پتوں کا عرق لگانے

سے حساسیت سے پیدا ہونے والے جلدی امراض ٹھیک ہو جاتے ہیں۔
 ان مشاہدات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طب نبویؐ پر کام کرنے والے دو عظیم محققوں
 نے اپنی اپنی کوشش سے زیتون کے جو فوائد معلوم کئے ہیں وہ ایک دوسرے کی تصدیق
 کرتے ہیں۔ دونوں متفق ہیں کہ تیل مقوی، امراض جلد میں شفا اور مقامی طور پر آگ سے
 جلے کے علاوہ پیٹ کی بیماریوں کا مکمل علاج ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

زیتون کا پھل۔ زیتون کے پھل اور پتوں کو رس نچوڑ کر اسے اتنی دیر پکائیں کہ وہ شہد
 کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ اسے کیڑے والے دانت پر لگائیں تو کیڑا اکھڑ جاتا ہے۔ اگر اس
 سے کلیاں کریں تو منہ کے اندر کے زخم اور سفید داغ (قلاع سفید) ٹھیک ہو جاتا ہے۔
 مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔ اس میں سرکہ یا سپرٹ ملا کر سر پر لیپ کریں تو گنج اور داء
 الثعلب میں مفید ہے۔ اس لیپ میں شہد ملا کر زخموں پر لگانے سے ان کی سرخی، جلن اور تعفن
 دور ہوتے ہیں۔ اگر زخم پر چھلکا آیا ہو تو اس کے لگانے سے وہ اتر جاتا ہے۔ بعض اطباء نے
 لکھا ہے کہ اس کے مسلسل لیپ سے پھنسیوں اور چپک کے داغ دور ہو جاتے ہیں۔ اس کی
 گٹھلی کو پیس کر اور چربی میں حل کر کے لگانے سے ناختوں کا مرض ٹھیک ہو جاتا ہے۔
 زیتون کا اچار بھوک بڑھاتا ہے۔ زیادہ مقدار میں قبض کشا ہے۔

زیتون کے پتوں کو گھونٹ کر لگانے سے پسینہ کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔ ان پتوں
 کا ضاد حمرہ۔ دادقوبا، جنتی اور اورنملہ کو نافع ہے۔ خراب اور گندے زخموں پر لگانے سے ان
 کی بدبودور کر کے جلد ٹھیک کر دیتا ہے۔ جنگلی زیتون کے پتوں کا رس کان میں ڈالنے سے
 کان بہنے بند ہو جاتے ہیں۔ اگر اس میں شہد ملا کر گرم ٹپکائیں تو کان کی پھنسی، میل کی
 زیادتی اور اس سے پیدا ہونے والے بہرہ پن میں مفید ہے۔ پتوں کو سرکہ میں جوش دے کر
 کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ زیتون کی لکڑی کو آگ لگا کر جلائیں تو اس

سے نکلنے والا تیل پھپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام جلدی بیماریوں، داد، چھپ، چنبل، سر کا بھہ اور گنج کو ٹھیک کر دیتا ہے۔

زیتون کا تیل

جب تازہ پکے ہوئے پھل کو دبا کر نچوڑا جائے تو حاصل ہونے والا تیل، زیت عذب، کہلاتا ہے۔ یہ سنہری رنگ کا ہوتا ہے۔ جب یہ چھ برس پرانا ہو جائے تو وہ زیت العتیق ہے۔ جو خام پھلوں سے نکالا جائے وہ زیت الانفاق ہے۔ اسے زیت المرکا بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ فلسطین اور شام سے اونٹوں پر لاد کر عراق میں لایا جاتا تھا۔ بوعلی سینا کہتا ہے کہ زیتون کا تیل جب پرانا ہو جائے تو اس کی طبیعت روغن شیریں کی طرح ہو جاتی ہے ورنہ اسی قسم کے فوائد حاصل کرنے کے لیے نئے تیل کو اتنا پکائیں کہ وہ شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ یہ تیل اپنے اوصاف کے لحاظ سے روغن کلونجی اور روغن ہلسان سے بھی انہی فوائد میں بہتر ہے۔ وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ زیتون کا تیل چار ہزار سال پرانا بھی ہو جائے تو بھی مفید رہتا ہے۔

جو لوگ باقاعدگی سے یہ تیل سر پر لگاتے ہیں نہ تو ان کے بال گرتے ہیں اور نہ ہی جلد سفید ہوتے ہیں۔ اس کی مالش سے داد اور بھوسی زائل ہو جاتے ہیں۔ کان میں پانی پڑا ہو تو زیتون کا تیل ڈالنے سے یہ پانی نکل جاتا ہے۔ اطباء نے لکھا ہے کہ اس کی سلانی باقاعدہ آنکھ میں لگانے سے آنکھ کی سرخی کٹ جاتی ہے اور موتیا بند کو کم کرنے میں مفید ہے۔

زیتون کے تیل کی مالش کرنے سے اعضاء کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ پٹھوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ بعض طبیب اس کی مالش کو مرگی کے لیے بھی مفید قرار دیتے ہیں۔ وجع المفاصل اور عرق النساء کو دور کرتا ہے۔ چہرے کو بشارت دیتا ہے۔ اسے مرہم میں شامل کرنے سے زخم بہت جلد بھرتے ہیں۔ ناسور کو مندمل کرنے میں کوئی دوائی زیتون سے بہتر نہیں۔

اکیس تولہ جو کے پانی میں روغن زیتون ملا کر پینے سے پرانی قبض جاتی رہتی ہے۔

تیل پینے سے معدہ اور آنتوں کے اکثر امراض جاتے رہتے ہیں پیش میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑے ماریتا ہے۔ گردہ کی پتھری توڑ کر نکال سکتا ہے۔ استسقاء میں مفید ہے۔ جسمانی کمزوری کو رفع کرتا ہے پیشاب آور ہے۔

منہ کے زخموں کو جلد مندمل کرتا ہے۔ گلے کو صاف کرتا ہے۔ زہروں کے اثرات دور کرنے میں مفید ہے۔ عام طور پر تیزابی زہروں کے علاج میں قلعوی ادویہ دی جاتی ہیں۔ جبکہ قلعوی زہروں کا اثر زائل کرنے کے لیے تیزابی دوائیں استعمال ہوتی ہیں۔ اس لیے زہروں کے فوری علاج میں اگر زہر سے واقفیت نہ بھی ہو۔ اکثر اوقات دودھ استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر زیتون کا تیل وہ منفرد دوائی ہے جو ہر قسم کی زہروں کے اثر کو زائل کرنے کے ساتھ ساتھ آنتوں پر ان کے مضر اثرات کو ختم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر سٹھکیا کی زہر خورانی میں اندرونی علامات سے قطع نظر خرابی کا اصل ذریعہ معدہ اور آنتوں میں سوزش ہے۔ سٹھکیا کھانے کے فوراً بعد آنتوں میں خیزش کی وجہ سے اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد دستوں کے ساتھ خون آنے لگتا ہے۔ خون کے بعد آنتوں میں زخم اور سوراخ ہو جاتے ہیں۔ اندرونی اثرات کے علاوہ اتنا کچھ ہی موت کا باعث ہو سکتا ہے۔ اگر ان حالات میں مریض کو زیتون کا تیل بار بار پلایا جائے تو وہ آنتوں کے زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ خیزش کو ختم کرتا ہے۔ اس عمل میں اس کے ساتھ لعاب بھی دانہ بھی شامل کر لیا جائے تو فوائد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے یہ لاجواب اثرات صرف سٹھکیا کی زہر خورانی ہی میں مفید نہیں بلکہ ہر اس زہر کا توڑ ہیں جو تیز، جلانے والی اور آنتوں یا گردوں میں زخم پیدا کرتی ہو جیسے کہ کنٹھراڈین CANTHARIDEN (تلی مکھی کا جوہر)

اطباء نے اسے مرارہ کی پتھری میں بھی مفید قرار دیا ہے۔ پتہ کی سوزش اور پتھری کے مریضوں کو بنیادی طور پر چکنائی سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔ مگر روغن زیتون ان کے لیے بھی مفید ہے۔ بلکہ پرانے استادوں نے مریضوں کو ڈیڑھ پاؤ تک تیل روزانہ پلا کر صفراوی نالیوں سے سدے نکالنے کا کام لیا ہے۔ بعض اوقات اسی عمل کے دوران پتھریاں بھی نکل

جاتی ہیں۔

جدید مشاہدات

برطانیہ اور امریکہ کی ادویہ کی سرکاری فہرست یعنی قرابادین کے مطابق یہ ایک مؤثر دوائی ہے۔ ان کی سفارش کے مطابق یہ غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ گردوں کے امراض میں جہاں نائٹروجن والی غذائیں دینا مناسب نہیں ہوتا۔ وہاں زیتون بہترین غذا ہے۔ یہ سوزش والی جگہوں کو تسکین دیتا ہے۔ آنتوں کی جلن کو کم کرتا ہے۔ پیٹ کو ملائم کرتا ہے۔ اور جب بچوں میں کئی دن اجابت نہ ہو تو اس تیل کا حقنہ کرنا آنتوں کو نرم کرنے کے ساتھ فضلہ کو تکلیف کے بغیر نکال دیتا ہے۔ اس عمل میں یہ گیسرین سے زیادہ مفید اور موثر ہے۔

زیتون کا پھل کیلا ہوتا ہے۔ پھل کا اچار بنانے کے لیے پکے ہوئے زیتون لے کر ان کو گرم نمکین پانی میں کچھ دیر بھگو دیا جاتا ہے۔ بعض کارخانے اس میں چونا اور راکھ بھی ملا دیتے ہیں۔ پھر تیز نمک والے خوشبودار پانی میں انہیں بوتلوں میں بند کر کے روانہ کر دیتے ہیں۔

بھارتی ماہرین طب نے اسے فالج، عرق النساء، پٹھوں اور جوڑوں کے دردوں اور کمزوری سے پیدا ہونے والے دوسرے امراض میں از حد مفید پایا ہے۔ وہ اس تیل کو کھانے اور لگانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ بدن کی خشکی کو دور کرنے جلدی امراض مثلاً چنبل، خشک گنج میں مفید ہے۔ لاغر بچوں اور ضعیف اشخاص کو تیل کی مالش سے فائدہ ہوتا ہے۔ امراضِ بطن میں یہ تیل ہر قسم کی خراش کو دور کرتا ہے۔ التهابِ معدہ اور اثنا عشری میں مفید ہے۔ 25 گرام روزانہ کھانے سے پرانی قبض جاتی رہتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیتون کو باسور کے لیے مفید قرار دیا ہے۔ اس بیماری کے لیے مریضوں کو رات سوتے وقت دو بڑے چمچے روغنِ زیتون پینے کو کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ دو چمچے برگِ مہندی کو پیس کر اس میں آٹھ چمچے روغنِ زیتون ملا کر پانچ منٹ جوش دے کر

مرہم تیار کر لی گئی۔ باسو کہنے کے مریضوں کو یہ مرہم رات سونے سے پہلے اور صبح اٹھ کر بیت الخلاء جانے سے پہلے لگانے کی ہدایت کی گئی۔ اکثر مریضوں میں اس کے علاوہ اور کوئی دوائی دینے کی ضرورت نہ پڑی۔ جن کے زخم زیادہ اور جسمانی حالت کمزور تھی ان کو تین سے چار گرام قسط شیریں کھانے کے بعد دی گئی۔ تین سے چار ماہ میں مکمل شفا ہو گئی۔ مگر آئندہ کے لیے تیل کا پینا اور قبض سے محتاط رہنا ضروری قرار دیا گیا۔

بالوں کو اگانے کے لیے کلونجی، حب الرشاد، سناکی، مہندی کو ہم وزن پس کر چھ گنا روغن زیتون میں ملا کر پندرہ منٹ ہلکی آنچ پر پکا یا گیا۔ پھر اسے چھان کر تیل کی صورت جب مسلسل لگایا گیا تو اس سے بال بڑھنے کی رفتار بہتر ہو گئی۔ سر کی پھنسیاں ٹھیک ہو گئیں۔ یہی تیل اگیزیما اور بغلوں کی خارش میں مفید ثابت ہوا۔ چنبل MYCODERMA ACEII ایک ایسی بیماری ہے جس کا کوئی بھی سبب معلوم نہیں۔ طب جدید میں اس کے مقامی علاج کے لیے Crysarobin ichthyol cortisone کے مرکبات استعمال ہوتے ہیں۔ مگر ان کوششوں کے باوجود زخموں کے چمکدار چھلکے آسانی سے اترنے میں نہیں آتے۔ اس بیماری میں قسط شیریں سناکی اور مہندی کو ہم وزن پس کر چار گنا روغن زیتون میں پکانے کے بعد لگایا گیا۔ چھلکے اتارنے میں یہ نسخہ CORTISONE کے کسی بھی مرکب سے زیادہ مفید رہا۔ ایک ڈاکٹر کے ہاتھ کی الٹی طرف پر زخم تھا۔ ماہرین امراض جلد نے اسے CHRONIC INFECTIVE ECZEMA تشخیص کیا۔ مقامی طور پر رنگ برنگی مرہموں کے ساتھ اسے جراثیم کش ادویہ کی افسوسناک مقدار میں دی جاتی رہیں۔ مسلسل علاج سے مرض کی شدت میں کمی آ جاتی رہی۔ مگر دیکھنے میں وہ یوں لگتا تھا جیسے سورج مکھی کا سرخ پھول ہاتھ کے اوپر رکھ دیا گیا ہے۔ اس مریض کو قسط شیریں اور کلونجی زیتون کے تیل میں جلا کر ایک ماہ لگائی گئی۔ اندرونی استعمال کی کسی بھی دوائی کے بغیر اگیزیما ٹھیک ہو گیا۔

بوغلی سینا نے ذریعہ (باچھ) اور عرق گلاب کو جلے ہوئے کا بہترین علاج قرار دیا ہے۔ اس باچھ کو جب زیتون کے تیل میں حل کر کے ابال کر جلے ہوئے زخموں پر لگایا گیا تو

فائدہ زیادہ بہتر رہا۔ چونکہ باچہ مقامی طور پر خیزش پیدا کرتی ہے۔ اس لیے ایک چمچہ باچہ کے ساتھ زیتون کے پندرہ سے بیس چمچے استعمال کئے گئے۔

امراضِ بطن

جاپان کے بعض طبی جرائد نے آنتوں کے سرطان میں روغنِ زیتون کو مفید قرار دیا ہے۔ مگر وہ اپنے اس بیان میں واضح نہ تھے۔ اس ضمن میں مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں طبی خدمت بجالانے والے سینکڑوں ڈاکٹروں سے معلومات حاصل کی گئیں۔ ان سب کا متفقہ جواب تھا کہ انہوں نے زیتون کا تیل پینے والے کسی شخص کو کبھی پیٹ کے سرطان میں مبتلا نہیں دیکھا۔ جاپانی ماہرین کا خیال ہے کہ لمبے عرصے تک زیتون کا تیل پینے سے معدہ اور آنتوں کے سرطان ٹھیک ہو سکتے ہیں۔

معدہ اور آنتوں میں زخم کے مریضوں کو ایسے اوقات میں زیتون کا تیل دیا جب ان کا پیٹ خالی تھا۔ عام طور پر 11 بجے دن اور رات سونے سے پہلے کے اوقات کو اس خوراک کے لیے منتخب کیا گیا۔ 10 سے 20 گرام تیل کی ایک خوراک سے قرح کی جلن تین سے چار دن میں جاتی رہی۔ دس روز کے بعد کسی بھی مریض کو کوئی تکلیف باقی نہ تھی۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ کی ایک روایت سے استفادہ کرتے ہوئے ایسے مریضوں کو نہار منہ اور عصر کے وقت شہد کی ایک معقول مقدار بھی دی گئی۔ کیونکہ آنتوں کی سوزش میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسیر قرار دیا ہے۔ مریضوں کی کمزوری اور علامات چند دنوں میں ختم ہو گئے۔ اکثر لوگوں کی آنتوں میں اضافی سوزش بھی تھی جس کے لیے دافع عفونت مرکب کلونجی دیا گیا۔ کلونجی نے پیٹ سے غلیظ ریاخ کو فوراً نکال دیا۔ جب کبھی موسم ہوا اس کے ساتھ سفرِ جل (بہی کا مربہ) دیا گیا۔ یہ مربہ حافظ ابن القیمؒ کی تجویز کے مطابق شہد میں بنایا گیا تھا۔ اکثر مریضوں کو نہار منہ مربہ کے چند قتلوں اور دن میں زیتون کے تیل کے علاوہ اور کوئی دوائی نہ دی گئی۔ دو ماہ کے بعد معدہ کے برقی معائنہ GASTROSCOPY کے بعد زخم مندمل پایا

گیا۔ احتیاطی طور پر ہر مریض کو چھ ماہ مزید تیل پینے کی ہدایت کی گئی۔ اللہ کے فضل سے یہ علاج کبھی بھی ناکام نہیں ہوا۔ جب کہ اس کے مقابلے میں جدید علاج اگر مفید رہے تو چالیس روپے روزانہ کا ہے۔ پھر اس کی افادیت بھی مشتبہ ہے اور اس کا عرصہ علاج ایک سال سے کم نہیں۔

تبخیر معدہ اور پیٹ کی جلن کے لیے زیتون کے تیل سے بہتر کوئی دوائی نہیں۔

امراض تنفس

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب میں زیتون کا تیل ارشاد فرمایا۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر سانس کی ہر بیماری کے مبتلا کو زیتون کا تیل ضرور دیا گیا۔ دمہ کے مریضوں کی بیماری میں جب کمی آجائے تو آئندہ اس قسم کے حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے زیتون کے تیل سے بہتر دوائی میسر نہ آسکی۔

انفلونزا اور زکام کا طب جدید میں کوئی علاج نہیں۔ وہ لوگ جو باقاعدہ زیتون کا تیل پیتے ہیں۔ ان کو نہ تو زکام لگتا ہے اور نہ ہی نمونیہ ہوتا ہے۔ اگر ان کو کبھی انفلونزا ہو بھی جائے تو اس کا حملہ بڑا معمولی ہوتا ہے۔ زکام اور دمہ کے دوران اضافی فائدے کے لیے اُبلتے ہوئے پانی میں شہد بھی مفید ہے۔

تپ دق

حضرت زید بن ارقم کی دونوں روایات میں ذات الجنب میں زیتون کا تیل تجویز ہوا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں زیتون کا تیل جذام میں مفید ہے۔ علم الجراثیم اور علم الامراض کے اعتبار سے کوڑھ اور تپ دق کی نوعیت ایک ہے۔ دونوں کے جراثیم ACID FAST ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ ادویہ جو تپ دق پر موثر ہوتی ہیں۔ جذام میں بھی مفید ہوتی ہیں اور اس سے برعکس بھی درست ہے۔ اس لیے تپ دق کے مریضوں کو اس نسخہ کے مطابق قسط اور زیتون دینے کا خیال پیدا ہوا۔ زیتون کے تیل کے سلسلہ میں

معلومات کے دوران خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان سے ملنے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر سعید صاحب پاکستان میں تپ دق کے علاج کے سبب سے بڑے سینی ٹوریم ڈاڈر ضلع مانسہرہ کے تیس سال سپرنٹنڈنٹ رہے ہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں عجیب تجربہ سنایا۔

ایک مریض کو 1936ء میں دق ہو گئی۔ مدراس کے مدنا پلی سینی ٹوریم میں اس کی پانچ پسلیاں نکال دی گئیں۔ اس کی حالت ابھی بہتر نہ ہوئی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ دق کا اثر آنتوں پر بھی ہو گیا ہے۔ اس زمانے کے علم کے مطابق ILEOCOECAL

TUBERCULOSIS کا کوئی علاج نہ تھا۔ ڈاکٹروں نے اس مرحلہ پر اسے جواب دے دیا۔ مریض نے سارا دن رورو کر خدا سے مناجات کی۔ خواب میں اسے زیتون کا تیل، الٹرا وائیٹ شعاعوں اور ایک دوائی کا اشارہ ہوا۔ دوائی تو وہ بھول گیا مگر روزانہ تین اونس تیل پینے لگا اور الٹرا وائیٹ شعاعیں لگوائیں۔

جس ہسپتال سے اسے لا علاج قرار دیا گیا تھا۔ اسی سے وہ تین ماہ بعد تندرست ہو کر فارغ ہوا۔ وہ مریض تادم تحریر پچاسی سال کی عمر میں بھی سرخ و سفید 1991ء میں زندہ موجود ہے۔

اس مریض پر زیتون کے تیل کے اثرات کے مشاہدہ کے بعد ڈاکٹر سعید صاحب نے چالیس سال تک دق کے مریضوں کو علاج میں تیل ضرور دیا۔ اور ان کا کوئی مریض ضائع نہ ہوا۔

تپ دق کا جدید علاج مہنگا اور طویل ہے۔ ہر شخص کے لیے پچاس روپے روزانہ کی ادویہ اور اس کے بعد ان کے ذیلی اثرات اٹھارہ ماہ تک برداشت کرنا آسان کام نہیں۔ ان مریضوں کو 25 گرام زیتون کا تیل روزانہ اور 8 گرام روزانہ قط شیریں دی گئی۔ کمزوری کے لیے شہد، کھانسی کے لیے انجیر یا اس کا شربت اضافی طور پر دیتے گئے۔ ابتدائی درجہ کے

مریض عام طور پر تین سے چار ماہ میں ٹھیک ہو گئے۔ علامات ختم ہونے اور خون کے نازل ہونے کے بعد مریضوں کو زیتون کا تیل ایک سال تک پینے کی ہدایت کی گئی۔ چھ سال کے مشاہدہ میں کسی مریض کو دوبارہ تکلیف نہیں ہوئی۔

زکام، نکسیر

طب جدید میں زکام کا کوئی شافی علاج نہیں۔ ابن القیمؒ نے زکام کے علاج میں قسط البحری کو مفید قرار دیا ہے۔ ذہبی کے مشاہدہ میں قسط کو سونگھنا بھی زکام میں مفید ہے۔ جبکہ ایک روایت کے مطابق مرزنجوش سونگھنے سے زکام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ پرانے زکام میں یا ان مریضوں کو جن کو زیادہ زکام ہو جاتا ہے۔ زیتون کا تیل آئندہ کے لیے محفوظ کر دیتا ہے۔ بخاری اور ابن ماجہ میں خالد بن سعدؓ والی روایت کے مطابق ایک چچ کلونجی کو پیس کر بارہ چچ زیتون کے تیل میں حل کر کے اس مرکب کو پانچ منٹ ابالنے کے بعد چھان لیا گیا۔ صبح شام ناک میں ڈالنے سے نہ صرف یہ کہ پرانا زکام ٹھیک ہوا۔ بلکہ نکسیر میں بھی از حد مفید رہا۔

سین کی ایک عورت ایشیاریو زیتون کے تیل کے معجز اثر فوائد کی اتنی معترف ہے کہ وہ درخت کی شکل کا لباس اور بٹوار کھتی ہے اور لوگوں کو گھوم پھر کر اس کے استعمال کی تلقین کرتی ہے۔ اس کی رنگت اور جلد اس تیل سے شاندار بن گئے ہیں۔

-☆-

سرکہ --- الخل

VINEGAR

سرکہ۔ گنے کے رس، چقندر، جامن، انگور، کشمش میوا، تاڑی، گندم، جو، کھانڈ کی راب اور دوسرے پھلوں سے تیار ہوتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر کسی بھی شکر یا نشاستہ میں خمیر اٹھانے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ انسان کب سے سرکہ بنا رہا ہے۔ مگر زمانہ قدیم سے اس کا ذکر کتابوں میں موجود ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں اسے غذا اور دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ بقراط نے متعدد بیماریوں کے علاج میں سرکہ استعمال کیا ہے۔ فرانس کے ماہر جراثیم پاسبجر PASTUER نے معلوم کیا کہ نشاستہ میں خمیر جراثیم سے پیدا ہوتا ہے اور سرکہ کی کیمیائی عمل کا باعث جراثیم ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جراثیم کی ایک ایسی قسم بھی موجود ہے جو بیماریاں پیدا کرنے کی بجائے ہمارے فائدے کا کام کرتی ہے۔ ان کو دوست جراثیم کہتے ہیں۔ دوست جراثیم کی جانب سے انسانی فائدے کا یہ منفرد کام نہیں بلکہ دودھ سے دہی بنانے یا شکر کو الکحل میں تبدیل کرنے اور جو سے مالٹ ایکسٹریکٹ بنانے کے عمل میں بھی اسی قسم کے دوست جراثیم کی کوشش شامل ہوتی ہے۔

سرکہ بنانے کے لیے عام طور پر ایسے پھل استعمال ہوتے ہیں جو گل سڑ گئے ہوں اور کوئی انہیں خریدنے پر تیار نہ ہو۔ اس طرح پھلوں کی صنعت سے متعلق کارخانے اپنے یہاں کارڈی مال ضائع کرنے کے بجائے اسے منفعت میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ کسی بھی مٹھاس سے سرکہ بنانے کا طریقہ تقریباً وہی ہے جو شراب بنانے کا ہے اکثر ہوتا ہے کہ کوئی

کارخانہ شراب بنانے کے لیے خمیر تیار کرتا ہے اور یہ خمیر شراب کی بجائے سرکہ بنا دیتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے سرکہ بنانے کی کوشش میں شراب بن جائے۔ مگر یہ حادثات اب ان کارخانوں میں ہوتے ہیں جو علیمِ کیمیا سے باقاعدہ آشنا نہیں۔ کیونکہ سائنسی طور پر عملیات کے لیے ہر قسم کے جراثیم علیحدہ کئے جا چکے ہیں اور کارخانوں میں خمیر اٹھانے کے لیے یا خمیر پر بھروسہ کرنے کی بجائے مطلوبہ قسم کے جراثیم کی ایک خاص کھیپ براہِ راست مال میں داخل کر دی جاتی ہے۔ بڑے بڑے کارخانے اب وہی بناتے وقت پرانے طریقہ سے ”جاگ“ نہیں لگاتے بلکہ دودھ کو دہی میں تبدیل کرنے والے جراثیم کو پانی میں حل کر کے ان کا ایک قطرہ ڈال کر من بھر دہی حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ اس ترکیب سے حاصل ہونے والا دہی یقینی طور پر میٹھا ہوتا ہے۔ شکر کو سرکہ میں تبدیل کرنے والے جراثیم کو () کہتے ہیں۔ بعض ماہرین ان کو MYCODERMA ACEII کہتے ہیں۔

۔ آج کل تین قسم کا سرکہ بازار میں ملتا ہے۔ ایک وہ جو پھلوں وغیرہ سے قدرتی طریقہ سے بنتا ہے۔ دوسرا جو کے مالٹ سے بنتا اور تیسرا تیزاب سے مصنوعی طور پر تیار ہوتا ہے۔

ارشاداتِ نبویؐ

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سال اہلہ الا دام فقالوا ما عندنا الا خل فدعابه، وجعل یا کل بہ ویقول نعم الا دام الخ، نعم الا دام الخ۔ (مسلم، ابن ماجہ)
(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے گھر والوں سے سالن کا پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں۔ انہوں نے اسے طلب کیا اور فرمایا کہ سرکہ بہترین سالن ہے۔ سرکہ بہترین سالن ہے)

حضرت ام ہانیؓ روایت فرماتی ہیں۔

دخل على النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عندک شیء قلت لا. الاخبز یابس و خل، فقال هاتی: ما افقر بیت من ادم فیہ خل. (ترمذی)

(ہمارے گھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے۔ میں نے کہا نہیں! البتہ باسی روٹی اور سرکہ ہے۔ فرمایا اسے لے آؤ۔ وہ گھر کبھی غریب نہیں ہوگا جس میں سرکہ موجود ہے)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الا دام الخل.

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے۔ حضرت ام سعدؓ فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے گھر میں موجود تھی اور انہوں نے فرمایا:

هل من غداء قالت عندنا خبز، و تمر و خل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الا دام الخل اللهم بارک فی الخل فانه کان ادام الانبیاء قبلی ولم یفقر بیت فیہ خل (ابن ماجہ)

(کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس روٹی، کھجور اور سرکہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہترین سالن سرکہ ہے“۔ اے اللہ! تو سرکہ میں برکت ڈال کہ یہ مجھ سے پہلے نبیوں کا سالن تھا۔ اور وہ گھر غریب نہ ہوگا جس میں سرکہ موجود ہوگا)

کتب مقدسہ

سرکہ ان چیزوں میں سے ہے جو زمین میں پیدا نہیں ہوتیں اور ان کو مختلف صورتوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ مگر انسان زمانہ قدیم سے سرکہ بنانے کے فن سے آشنا تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ہزاروں سال گزرنے کے بعد ترکیب میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ الہامی کتابوں میں اس کا ذکر بڑی کثرت سے ملتا ہے۔

-- پھر بوعز نے اس سے کھانے کے وقت کہا کہ یہاں آ اور روٹی

کھا اور اپنا نوالہ سرکہ میں بھگو۔ (زوت ۱۴:۲)

یہاں پر سرکہ روٹی کے ساتھ سالن کے طور پر مہمان کو خاطر داری کے لیے پیش کیا

گیا۔

-- انہوں نے مجھے کھانے کو اندرائن بھی دیا اور میری پیاس

بجھانے کو انہوں نے مجھے سرکہ پلایا۔ (زبور ۶۹:۲۱)

یہاں سرکہ سے پیاس بجھانے والے فائدے کی سمت اشارہ ہے جبکہ اندرائن ناقابلِ

قبول اور سخت کڑوا ہوتا ہے۔

جیسا دانتوں کے لیے سرکہ اور آنکھوں کے لیے دھواں ویسا ہی کاہل

اپنے بھیجنے والوں کے لیے ہے۔ (امثال ۱۰:۲۶)

اس جگہ یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ سرکہ دانتوں کے لیے مضر یا بے کار ہے۔ جو کہ

درست نہیں۔ کیونکہ سرکہ یقیناً مفید ہے۔

جو کسی غمگین کے سامنے گیت گاتا ہے وہ گویا جاڑے میں کسی کے

کپڑے اتارتا اور بچی پر سرکہ ڈالتا ہے (بچی سے مراد پکا ہوا دنبہ ہے تو

اس پر سرکہ بعد میں ڈالنا اور پہلے اس کو گلانے میں مفید ہے)

(امثال ۲۶:۲۰)

حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب کئے جانے کا واقعہ انجیل میں متضاد روایات کے ساتھ ہے کیونکہ قرآن نے اس کی مکمل نفی کی ہے۔ مگر وہ اپنے انداز میں بھی جب بیان کرتے ہیں تو ہر جگہ کہانی مختلف ہے۔ لیکن ہر راوی نے پیاس بجھانے کے لیے سرکہ ضرور بیان کیا ہے۔

-- اور فوراً ان میں سے ایک شخص دوڑا اور اسپنج لے کر سرکہ میں

ڈبو یا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا۔ (متی۔ ۲۷: ۴۸)

-- ایک نے دوڑ کر اسپنج کو سرکہ میں ڈبو یا اور سرکنڈے پر رکھ کر

اسے چسایا اور کہا ٹھہر جا۔ (مرقس۔ ۱۵: ۳۶)

-- سپاہیوں نے بھی پاس آ کر اور سرکہ پیش کر کے اس پر ٹھٹھا مارا۔

(لوقا ۲۷: ۲۶-۲۳)

-- وہاں سرکہ سے بھرا ہوا ایک برتن رکھا تھا۔ پس انہوں نے سرکہ

میں بھگوئے ہوئے اسپنج کو زونے کی شاخ پر رکھ کر اس کے منہ سے

لگایا۔ (یوحنا۔ ۳۰-۱۹: ۲۹)

ان آیات میں زوفہ اور اندرائن کا ذکر آیا ہے۔ عرب میں اندرائن کو حنظل یعنی توشہ کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بد ذائقہ ادویہ سے منع فرمایا۔ زوفہ مشہور دوائی ہے جس کی نباتاتی حیثیت اب بھی متعین نہیں۔

محدثین کے مشاہدات

سرکہ ٹھنڈک اور حرارت کا ایک حسین امتزاج ہے۔ یہ جسم سے غلط مادوں کو نکالتا ہے۔ اور طبیعت کو فرحت دیتا ہے۔ سرکہ معدہ کے التهاب کو دور کرتا ہے۔ جسم سے زہریلی ادویہ کے اثر کو دور کرتا ہے۔ پتہ سے صفرا کے نکلنے کی رفتار کو اعتدال پر لاتا ہے۔ جسم کے کسی حصہ میں اگر خون کو انجماد ہو جائے تو یہ اسے حل کر کے پھر سے سیال بنا دیتا ہے۔ بچے والی

عورتوں کا دودھ اگر رک جائے تو سرکہ کے لیپ اور سرکہ پینے سے جاری ہو جاتا ہے۔ یہ پیاس کو بجھاتا ہے، پیٹ کو چھوٹا کرتا ہے۔

تلی کے بڑھنے کو روکتا ہے۔ جسم میں ورم کی پیدائش کو روکتا ہے۔ خوراک کو ہضم کرتا ہے۔ زود ہضم غذاؤں کے بوجھ سے نجات دیتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے اور پھوڑے پھنسیوں کو دور کرتا ہے۔

سرکہ کو گرم کر کے اگر اس میں نمک ڈال کر پیا جائے تو یہ منہ کی غلاظت کو دور کرتا ہے۔ حلق میں تلخی، جلن، بوجھ کو دور کرتا ہے۔ گلے کی رکاوٹ کو دور کرتا ہے۔ اور وہ لوگ جن کو سینے میں بوجھ کی کیفیت محسوس ہوتی ہے ان کو اس سے فائدہ دیتا ہے۔

گلے کے اندر لٹکنے والے کوئے کی سوزش۔ حساسیت اور اس کے ٹیڑھا پن میں مفید ہے۔ گرم سرکہ کے غرارے دانت کے درد کو ٹھیک کرتے ہیں اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ گرم سرکہ کا پینا معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ جسمانی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔ چہرے کو جاذب بناتا ہے۔ موسم گرما میں سرکہ پینا جسم کی حدت کو کم کر کے طبیعت کو مطمئن کرتا ہے۔

علامہ محمد احمد ذہبیؒ کہتے ہیں کہ سرکہ گرمی اور ٹھنڈک دونوں کی تاثیر رکھتا ہے۔ لیکن اس میں ٹھنڈک پیدا کرنے کا عنصر زیادہ غالب ہے۔ یہ معدہ کی سوزش کو دور کرتا ہے۔ عرق گلاب کے ساتھ سردرد میں مفید ہے۔ غذا کے ہضم کرنے میں مددگار ہے۔ گرم پانی کے ساتھ اس کے غرارے دانت درد کو مفید ہیں۔ خواہ وہ سوزش سے ہو یا اعصابی وجوہات سے سرکہ لگانے سے جوئیں مرجاتی ہیں۔ جنتی اور خارش پر اس کا لگانا مفید ہے۔ سرکہ اور گلاب کا عرق جلے ہوئے کا بہترین علاج ہیں۔ ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ اس کا لگانا سوزشوں سے پیدا ہونے والے اور ام میں از حد مفید ہے۔ حب الرشاد کے ساتھ جو کا آٹا ملا کر سرکہ میں لیپ بنا کر اعصابی دردوں اور خالص طور پر عرق النساء کے لیے لیپ کریں۔ تو از حد مفید ہے۔ میتھی کے بیج اور نسطرون پیں کر سرکہ میں لیپ بنا کر پیٹ کی سوزش میں مفید ہیں۔ یہی نسخہ ورم سے پیدا ہونے والی دردوں میں بھی مفید ہے۔

سرکہ کی کیمیاوی ہیئت

مشرقی ممالک میں سرکہ ہر اس پھل یا اناج سے بنایا جاتا ہے جس میں نشاستہ یا مٹھاس کی معقول مقدار موجود ہو۔ پھلوں میں انگور، گنا، جامن، چھندر، سیب، آلو بخارا، آلوچہ، سنگترا، مالٹا حتیٰ کہ کھانڈ بنانے میں بیج جانے والی راب سے بھی سرکہ بنتا ہے۔ جبکہ اجناس میں جو، گندم، مٹی، جوی، چاول اور چنوں سے سرکہ بن سکتا ہے۔ کیمیاوی طور پر سرکہ کا اصل جزو تیزاب ہے جسے سرکہ کا تیزاب یا کہتے ہیں۔ پاکستان کے قوانین خوراک کی رو سے انسانی استعمال کے لیے تیار ہونے والے سرکہ کا کیمیاوی معیار لازمی طور پر اس طرح ہونا چاہیے۔

تیزاب سرکہ	۷۵	۳ فیصدی
ٹھوس اجزا	۱	۲ فیصدی
راکھ	۰۰۱	فیصدی

جو سرکہ مالٹ ایکسٹریکٹ سے بنایا جائے اس میں اضافی طور پر ۰۰۰۵ گرام فاسفورس اور ۰۰۰۴ گرام فی سو گرام نائٹروجن ہوتی ہے۔ غذائی قوانین کی رو سے سرکہ میں تانبا، سنکھیا، سیسہ یا کسی معدنی تیزاب کا کوئی حصہ موجود نہ ہونا چاہیے۔ سرکہ کی ساخت کو پرکھنے کا معیار یہ ہے۔

تیزاب	۵ فیصدی تک
معدنی اجزا	۲.۵ فیصدی تک
فاسفیٹ	۰۰۸ فیصدی تک
نائٹروجن	۰۰۸ فیصدی تک

۱۹۰۶ء

وہ سرکہ جو اجناس سے بنایا جاتا ہے اس میں سلفیٹ زیادہ ہوتے ہیں یعنی اس میں

تیزابیت کا غصر نمایاں ہوتا ہے۔ جبکہ راب کے بننے والے سرکہ کو جلائیں تو راکھ بہت کم ملتی ہے۔

سرکہ کے اجزا اور سرکہ میں تیزاب کی موجودگی کی وجہ سے سرکہ کو جعلی طور پر بنانا بڑا آسان ہو گیا ہے۔ عام طور پر سرکہ کا تیزاب لے کر اس میں پانی ملا کر پانچ فیصدی تیزابیت حاصل کرنے کے بعد کھانڈ کو جلا کر اس کی کڑوی اور رنگین راکھ اس میں ڈال کر سرکہ کو رنگ اور ذائقہ دے دیتے ہیں۔ یہ بات طے ہے کہ سفید سرکہ نام کی کوئی چیز قدرتی ذریعہ سے تیار نہیں ہو سکتی۔ دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی سفید سرکہ فروخت ہوتا ہے۔ وہ مصنوعی طور پر سرکہ کے تیزاب سے تیار ہوتا ہے۔ جبکہ قدرتی اجزاء سے تیار ہونے والے سرکہ کا رنگ بھورا یا گہرا براؤن ہوتا ہے۔ اسے سفید نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان میں غذائی اجزاء کو تیار کرنے والے مشہور ادارے جب سرکہ لاتے ہیں تو وہ مصنوعی ہوتا ہے۔ صرف دو ایسے ادارے ہیں جو خالص سرکہ بناتے ہیں۔ مگر ہمارے سرکہ ساز اس بارے میں بڑے دیانتدار ہیں بوتل کے لیبل پر واضح الفاظ میں ”مصنوعی بنا ہوا۔ یعنی SYNTHETIC ہمیشہ مرقوم ہوتا ہے۔

سرکہ سازی

وہ سرکہ، جو جو سے تیار ہوتا ہے ذرا مختلف انداز میں بنتا ہے۔ جو کے دانے توڑ کر ان کو بار بار گرم پانی سے گزارا جاتا ہے۔ اس سے نشاستہ کی پوری مقدار پانی میں حل ہو کر نکل جاتی ہے۔ اب اس پانی میں خمیر ملا کر اسے خمیر اٹھانے کے لیے لکڑی کے کنستروں میں رکھ دیتے ہیں۔ ان کو ڈھانپنے کے باوجود ان کے اطراف میں ہوا کی آمد و رفت کے لیے سوراخ رکھے جاتے ہیں۔ اس کا خمیر اٹھنے کے بعد جب اس میں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس نکل جاتی ہے تو کنستر کے پینڈے میں لگی ہوئی ٹونٹی کے ذریعہ سرکہ نکال لیتے ہیں مگر اوپر کا حصہ پھینک دیا جاتا ہے۔ سرکہ سازی کے عمل کے دوران اس میں بعض کارخانے مالٹ ایکٹریکٹ

علیحدہ سے شامل کرتے ہیں۔ جس سے اس میں وٹامن ب کی مزید مقدار شامل ہوتی ہے۔
 ذائقہ بہتر ہوتا ہے اور زیادہ مقوی بن جاتا ہے۔ اس سرکہ کو MALTED VINEGAR کہتے
 ہیں اور پاکستان میں بھی عام تیار ہوتا ہے۔

سرکہ بنانے کا جو طریقہ ہزاروں سال پہلے تھا آج بھی تقریباً وہی ہے۔ معدنی برتنوں
 میں سرکہ بنانے سے اس میں ان کی تاثیر اور ذائقہ آ جاتے ہیں جو کہ ناپسندیدہ ہے۔ اس
 دوران امریکہ میں نیوآرلینز والوں نے ترکیب میں کچھ تبدیلی کی اور کچھ فرق فرانس والوں
 نے ڈالاکر دونوں طریقے مقبولیت نہ پاسکے اور آج بھی پرانے طریقے مروج ہیں۔

سرکہ سازی کا بنیادی عمل یہ ہے کہ کسی بھی مٹھاس یا نشاستہ والے محلول میں خمیر ملا کر
 اس میں خمیر اٹھاتے ہیں۔ اس طرح اس میں الکحل بنتی ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس
 خارج ہوتی ہے۔ اس الکحل سے جب آکسیجن ملتی ہے تو سرکہ بن جاتا ہے۔ محدود پیمانے پر
 سرکہ بنانے کے لیے خمیر یا YEAST POWDER اور مالٹ ایکسٹریکٹ کی بجائے سرکہ
 بنانے والے جراثیم کی ایک مقدار براہ راست بھی شامل کی جاسکتی ہے جیسے کہ
 ACETI یہ جراثیم محلول کو بہت جلد سرکہ میں تبدیل کر دیں گے مگر اس کا خوشبو اور ذائقہ وہ نہ
 ہوگا جو خمیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض ضائع اوپر والی سطح کو کبھی نہیں دیتے۔ کیونکہ اس
 میں جراثیم کی ”لاگ“ ہوتی ہے۔ جسے آئندہ نیا گھان بنانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

یورپ میں ملنے والا سرکہ شرابوں سے براہ راست بھی تیار کیا جاتا ہے۔ ہر غیر کشیدہ
 شراب سے سرکہ بنتا ہے۔ مگر خوبی یہ ہے کہ اس میں نشہ نہیں ہوتا۔ لوگوں کو سرکہ پلانے کے
 بعد اس کو تیز کرنے کے لیے عمل کشید سے گزار کر دیکھا ہے۔ مگر اس میں تیزابیت زیادہ آ
 جاتی ہے اور بہت سے فائدے نکل جاتے ہیں۔ اس لیے کشید شدہ یا خوردنی اور معالجاتی
 مقاصد کے لیے بے کار ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

اطباء قدیم نے سرکہ کی تاثیر اس کی کیمیائی ہیئت کی بجائے اس کے ماخذ سے بیان کی ہے کہ سیب، بہی اور ناشپاتی سے بننے والا سرکہ مقوی ہوتا ہے۔ جامن اور تاڑی کا سرکہ ورم طحال کو کم کرتا ہے۔ اور بھگی روکتا ہے۔ پیٹ سے نفخ کو نکالتا ہے۔ جنگلی پیاز کا سرکہ آواز کو صاف کرتا ہے۔ معدے کو قوت دیتا ہے۔ سنگ مثانہ میں مفید ہے۔ اس سے کلیاں کرنے سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔

حکیم غلام امام نے گڑ سے سرکہ بنانے کے لیے بارہ سیر گڑ کو ایک من پانی میں ڈال کر خمیر اٹھانے کے بعد اس میں پودینہ ملا کر کشید کرنے کی ترکیب بیان کی ہے۔ انہوں نے ”علاج الغربا“ میں سرکہ بیک وقت دوا اور غذا قرار دیا ہے۔ ان کے کشید کردہ سرکہ کو ”عرق نعناع“ کہتے ہیں اور عرق کو امراضِ معدہ اور بڑھی ہوئی تلی میں حکماء نے اکسیر قرار دیا ہے۔

سرکہ کھانے کے بعد معدہ کا فعل قوی ہو جاتا ہے۔ پیاس کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ وہ غذائیں جو آسانی سے ہضم نہیں ہوتیں۔ اگر ان کے ساتھ سرکہ شامل کر لیا جائے تو ہضم ہو جاتی ہیں۔ پیٹ سے سہ سے نکالتا ہے۔ انجیر کو دو روز تک سرکہ میں بھگو کر کھایا جائے تو بڑھی ہوئی تلی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تلی میں سرکہ کے لیے خصوصی رغبت ہے۔ اس لیے سرکہ کی جو بھی مقدار پیٹ میں جاتی ہے۔ وہ فوراً تلی میں داخل ہو جاتی ہے۔ اس لیے وہ ادویہ جو تلی کے علاج میں دی جائیں اگر ان کے ساتھ سرکہ بھی شامل کر دیا جائے تو اثر جلد ہوتا ہے۔ منقہ اور بیج کیر کو سرکہ کے ساتھ نہار منہ کھایا جائے تو پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

سرکہ پینے سے شراب اور افیون کا نشہ اُتر جاتا ہے۔ چونکہ سرکہ بنیادی طور پر تیزابی صفات رکھتا ہے۔ اس لیے قلووی رجحان والی زہروں کے علاج میں سرکہ دینا صحیح معنوں میں علاج بالضد ہے۔ جیسے کہ کاسٹک سوڈا وغیرہ۔ آپریشن کے بعد مریض کو جو قے آتی ہے اس

کو روکنے کے لیے رومال کو سرکہ میں تر کر کے مریض کے منہ پر ڈال دیا جاتا ہے۔ بیہوشی کے بعد کی متلی رک جاتی ہے۔

ویدک طب میں بھی سرکہ کا ذکر کافی ملتا ہے۔ ویدوں نے ہیضہ کے علاج میں سرکہ کو مفید قرار دیا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق پیاز کے ٹکڑے کاٹ کر سرکہ میں بھگو دیئے جائیں۔ ہیضہ کی وباء کے دنوں میں اس پیاز کو کھانے سے ہیضہ نہیں ہوتا۔

اطباء قدیم نے سرکہ میں پکائے ہوئے گوشت کو جسے ”سکباج“ کہتے ہیں کمزور جسم والوں کے لیے مضر قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ یرقان میں نافع ہے اور بھوک بڑھاتا ہے۔ پھپھروں سے نکلنے والا خون سرکہ پینے سے بند ہو جاتا ہے۔ شہد کے ساتھ سرکہ ملا کر پینے سے حیض کا درد اور کمی دور ہو جاتے ہیں۔ جسم کے اکثر مقامات سے ہونے والے اندرونی جریان خون میں سرکہ پلانا مفید ہوتا ہے۔

سرکہ بیک وقت ٹھنڈا بھی ہے اور گرم بھی۔ پیاس کی شدت میں سرکہ کے ساتھ پانی اور نمک ملا کر دینے سے تسکین زیادہ اچھی طرح ہوتی ہے اور یہ نسخہ سن سٹروک سے بچاؤ کے لیے بھی از حد مفید ہے۔

سرکہ کے بیرونی استعمال

بخار کی شدت کو توڑنے کے لیے مریضوں کے جسم پر پانی پھیرا جاتا ہے۔ اس کی عام ترکیب یہ ہے کہ تازہ پانی میں کپڑا بھگو کر مریض کے جسم پر پھیرتے ہیں۔ اطباء کا کہنا ہے کہ اس پانی میں اگر سرکہ ملا لیا جائے تو فائدہ زیادہ جلد ہوتا ہے۔

اپنے اثرات کے لحاظ سے سرکہ جراثیم کش، دافع تعفن اور مقامی طور پر خون کی گردش میں اضافہ کرتا ہے۔ ان فوائد کی بنا پر یہ پھپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام سوزشوں میں کمال کی چیز ہے۔ اس میں اگر کسی اور دوائی کا اضافہ نہ بھی کیا جائے تو چھپ، دار، اور رانوں کے اندرونی طرف کی خارش میں مفید ہے۔ پھپھوندی کے علاج میں سب سے بڑی

مشکل یہ ہے کہ پھپھوندی دواؤں کی عادی ہو جاتی ہے۔ اس لیے صحیح دوائی کے چند روزہ استعمال کے بعد فائدہ ہونا رک جاتا ہے۔ بلکہ موثر دوائی کے استعمال کے دوران ہی مرض میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ ایسے میں ماہرین امراض جلد یہ تجویز کرتے ہیں کہ تھوڑے دنوں کے علاج کے بعد دوائی تبدیل کر دی جائے۔ انہی امراض کی بعض دواؤں سے مطلوبہ فوائد حاصل کرنے کے لیے انہیں مہینوں لگانا پڑتا ہے۔ حال ہی میں دادقوبا کے بارے میں ایک جرمن دوائی کے فوائد کے مشاہدات کی تفصیل جاری ہوئی ہے جس کے مطابق کچھ مریض 28 ماہ تک زیر علاج رہے۔ سرکہ وہ منفرد دوائی ہے جس کی پھپھوندی عادی نہیں ہوتی اور یہ ہر حال میں اس کے لیے مفید ہے۔ حافظ ابن قیمؒ کے مشاہدات کی روشنی میں پھپھوندی سے پیدا ہونے والی سوزشوں کے لیے ایک نسخہ آزمایا گیا۔

برگ مہندی، سناکی، کلونچی، میٹھرے، حب الرشاد، قسط شیریں کو ہم وزن پیس کر اس کے ایک پیالہ میں چھ پیالہ سرکہ ملا کر اسے دس منٹ ہلکی آنچ پر اُبالا گیا۔ پھر کپڑے میں نچوڑ کر چھان کر یہ لوشن ہمہ اقسام کی پھپھوندی، داء الثعلب، بفقہ میں استعمال کیا گیا۔ فوائد میں لا جواب پایا گیا۔ کسی بھی مریض کو بیس روز کے بعد مزید علاج کی ضرورت نہ رہی۔ جن مریضوں میں چھلکے تھے اور مقامی طور پر اکڑن تھی ان میں اسی نسخہ کو سرکہ کی بجائے زیتون کے تیل میں اسی تناسب کے ساتھ پکایا گیا اور دوائی آمیز تیل اس وقت تک لگایا گیا۔ جب تک چھلکے اُتر نہ گئے اور اکڑن کم نہ ہوئی۔ اس کے بعد سرکہ والا مرکب پھر سے شروع کیا گیا۔ چونکہ ان تمام ادویہ کو اپنی افادیت کے بارے میں بارگاہ نبوت سے سند حاصل تھی اس لیے کسی ناکامی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ عرقِ گلاب میں سرکہ ملا کر ماتھے پر لگانے سے گرمی کا سرد درد جاتا رہتا ہے۔ بعض نسخوں میں روغنِ گل یا زیتون کا تیل بھی تجویز کیا گیا ہے۔

گرم پانی میں نمک اور سرکہ ملا کر کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ یہ عمل اگر بار بار کیا جائے تو مسوڑھوں سے سوزش کو بھی دور کر دیتا ہے۔ اسی مرکب کے غرارے کرنے سے حلق کی سوزش اور خناق میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ بچھو کے کاٹے پر خالص سرکہ یا

سرکہ میں قسط شیریں کو حل کر کے لگانے سے درد اور زہر جاتا رہتا ہے۔ پائیریا کے لیے مفید ہے۔

اطباء قدیم نے عتی، خارشت اور حساسیت میں گنے کا سرکہ پلانے اور لگانے کی سفارش کی ہے سرخ اینٹ کو آگ میں سرخ کر کے اس پر سرکہ کا چھینٹا دینے سے جودھواں نکلتا ہے ویداسے زکام کے لیے مفید قرار دیتے ہیں۔ سرکہ میں گندھک ملا کر لیپ کرنے سے جوڑوں میں گٹھیا کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ایک اور نسخہ کے مطابق اس میں گندھک کی بجائے میٹھا تیل ملا کر مالش کرنا بھی مفید ہوتا ہے۔ ہم نے سرکہ کے ساتھ حب الرشاد ابال کر اس میں زیتون کا تیل ملا کر جب دکھتے پٹھوں پر مالش کروائی تو ان کی انٹھن میں بے انتہا مفید پایا۔

سرکی جلد اور بالوں کی بیماریوں کے لیے اساتذہ کے اکثر نسخے سرکہ ہی پر مبنی ہیں۔ بوعلی سینا کہتے ہیں کہ روغن گل میں ہم وزن سرکہ ملا کر خوب ملائیں۔ پھر موٹے کپڑے کے ساتھ سر کو رگڑ کر سر کے گنج پر لگائیں۔ انہی کے ایک نسخہ میں کلونجی کو توڑے پر جلا کر سرکہ میں حل کر کے لیپ کرنے سے گنج ٹھیک ہو جاتا ہے۔ بکری کے کھر اور بھینس کے سینگ کو جلا کر سرمہ میں حل کر کے سر پر بار بار لگانے سے گرے بال اُگ آتے ہیں۔ اسی مقصد کے لیے ادراک کا پانی اور سرکہ ملا کر لگانا بھی مفید ہے۔ بال اُگانے کے لیے کاغذ جلا کر اس کی راکھ سرکہ میں حل کر کے لگانے کے بارے میں بھی حکماء نے ذکر کیا ہے۔ عرق النساء اور اعصابی دردوں میں حب الرشاد اور جو کا آٹا سرکہ میں حل کر کے لیپ کرنا مفید ہے۔

سرکہ بطور غذا

سرکہ غذا کے طور پر سنت نبویؐ کے مطابق سالن کی صورت میں تو مدتوں سے مستعمل ہے۔ اب اس کے دافع تقفن اثرات اور جراثیم کش فائدے کوئی افادیت میسر آ گئی ہے۔

سرخ مرچوں کو پیس کر سرکہ میں پکا کر چینی چٹنی۔۔۔۔۔ بنتی ہے۔ اس کا کمال یہ ہے کہ اگر اس کو کسی چیز میں ڈالیں تو مرچ کا ذائقہ بُرا نہیں لگتا۔ انڈا اور زیتون ملا کر سرکہ خوب ملانے سے MYONAISE چٹنی بنتی ہے۔ اسے تلے ہوئے گوشت کے قلموں پر لگا کر کھائیں تو ذائقہ لا جواب ہو جاتا ہے۔ ثابت ران یا گوشت کے بڑے ٹکڑوں کو پکانے سے پہلے پھنپھنے لگا کر سرکہ لگایا جاتا ہے۔ اس سے گوشت کے سخت ریشے گل جاتے ہیں۔ چینی کھانوں کی اکثریت میں سرکہ ایک جزو لاینفک ہے۔

-☆-

سرمہ --- اٹمد

ANTIMONY

ANTIMONY SULPHIDE

سرمہ ایک سیاہ رنگ، چمکدار پتھر ہے جو مصر، افریقہ، ایران اور عراق میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں یہ وزیا نگرم کے علاقہ میں ملتا ہے۔ پاکستان میں سرمہ کا پتھر باجوڑ، چترال اور کوہستان کے علاقہ میں پایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ دنیا کا بہترین سرمہ اصفہان اور چترال میں پایا جاتا ہے۔

کیمیائی طور پر سرمہ کا پتھر ANTIMONY کی کچ دھات ORE ہے۔

احادیث نبویؐ

زمانہ قدیم سے مصری عورتیں اپنی آنکھوں میں سرمہ لگا کر ان کو خوبصورت بناتی رہی ہیں۔ مگر ان کے طبی فوائد کا تاریخ طب میں پہلی مرتبہ اظہار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر اکحالکم الاٹمد۔ یجلوا البصر وینبت الشعر

(ابن ماجہ، ترمذی، مسند احمد، ابن حبان، الحاکم، الطبرانی)

(تمہارے سرموں میں سب سے بہترین اٹمد ہے۔ یہ بینائی کو روشن

کرتا ہے اور بال اُگاتا ہے)

یہی روایت احمد، ترمذی، الحاکم اور ذہبی نے سالم عبداللہؓ سے بھی بیان کی۔ جسے انہوں نے اپنے والد محترم سے سنا۔

حضرت بریدہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثلاث يزدن في قوة البصر، الكحل الاثمد والنظرة الى
الخصرة والنظرة الى وجه حسن (ابو الحسن، آتی فی فوائد)
(تین چیزیں بینائی میں اضافہ کرتی ہیں اٹمڈ کا سرمہ۔ بزرے کو دیکھنا،
اور خوبصورت چہروں کا دیدار)

حضرت عبدالرحمان بن نعمان بن معبد بن ہودۃ الانصاری اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بالاثمد المروح
عند النوم. (ابوداؤد)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اٹمڈ کا مروح سرمہ رات
سوتے وقت استعمال کیا جائے)

ابوعبید اس کی تفسیر میں بتاتے ہیں کہ مروح سے مراد وہ سرمہ ہے جس میں کستوری ملائی گئی ہو۔

سرمہ لگانے کے بارے میں سنت نبویؐ کی کیفیت حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

كانت للنبي صلی اللہ علیہ وسلم مكحلة يكتحل منها
ثلاثا في كل عين. (ابن ماجہ)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی۔ جس میں سے وہ
ہر آنکھ میں تین مرتبہ لگایا کرتے تھے)

اسی عمل مبارک کی مزید تفصیلات انہی نے ایک دوسری جگہ بیان فرمائی ہیں۔
 كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكنحل يجعل
 فى اليمنى ثلاثا يبتدى بها، يختم بها و فى اليسرى
 ثنتين. (ترمذی)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سرمہ لگاتے تو دائیں آنکھ میں تین
 سلائیاں لگاتے۔ اس کی ترکیب یہ تھی کہ دائیں سے شروع کرتے
 اور اسی پر ختم کرتے اس طرح بائیں میں دو سلائیاں پڑتیں)

امام احمد بن حنبلؒ کی تشریح کے مطابق ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگائی جائیں۔ ان
 کی فقہ پر عمل کرنے والے پہلے ایک آنکھ میں تین مرتبہ لگا کر پھر دوسری میں تین لگا لیتے
 ہیں۔

محمد شین کے مشاہدات

سرمہ افریقی ممالک سے بھی آتا ہے مگر اصفہان کا سرمہ سب سے عمدہ ہوتا ہے۔ سرمہ
 کو عربی میں ”جبر الکحل“ کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ یہ چمکدار اور سیاہ ہے جس میں
 ریت اور مٹی ہوتے ہیں۔ یہ آنکھوں اور ان کے اعصاب کو تقویت دیتا ہے۔ زخموں کے
 اوپر اور آس پاس جو فالٹو گوشت نمودار ہو جاتا ہے۔ سرمہ اسے زائل کرتا ہے۔ ان کو مندل
 کرتا ہے۔ ان سے غلاظت نکالتا ہے۔ اور بند راستے کھول دیتا ہے۔

اس فائدے کو مد نظر رکھتے ہوئے KELOIDS کے چند مریضوں پر سرمہ کے بعض
 مرکبات کا تجزیہ کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ سرمہ ایسے محلول کی شکل اختیار کرے جو زخم پر اثر انداز
 ہو سکے۔ اس غرض کے لیے SULPHIDE کا پانچ فیصدی مرہم و سسلین اور چار فیصدی
 مرہم زیتون کے تیل میں بنائی گئی KELOIDS سے مراد جلد پر وہ فالٹو تہ ہے جو زخموں اور
 خاص طور پر آگ سے جلنے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ طب قدیم و جدید میں اسی بیماری کا

کوئی آسان علاج موجود نہیں۔ اکثر اوقات جلد کا متاثرہ ٹکڑا کاٹ کر نکال دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس پر ایکسیرے کی شعاعیں ڈالی جاتی ہیں اگر یہ صورت دو تین جگہوں تک محدود ہو تو فائدہ ہو سکتا ہے اور اگر پورے جسم پر ہو تو پھر جگہ جگہ کاٹنا اور بجلی لگانا ممکن نہیں سرمہ کی مرہم اس اندھیرے میں روشنی کی پہلی کرن ہے۔

ہم نے یہ دوائی ذاتی طور پر چار مریضوں کو استعمال کرائی ہے۔ (زیادہ پر اس لیے ممکن نہ ہو سکا کہ یہ بیماری اتنی عام نہیں) تو ان میں سے ہر ایک کو فائدہ ہوا۔

زکام کے دوران آنکھوں سے بہنے والا پانی سرمہ سے خشک ہو جاتا ہے۔ اور آنکھ کی سرفی جاتی رہتی ہے اسے چکنائی میں حل کر کے آگ سے جلے ہوئے زخموں پر لگانا از حد مفید ہے۔

وہ لوگ جو باقاعدہ سرمہ لگاتے ہیں ان کی بینائی بڑھاپے میں بھی کمزور نہیں ہوتی۔

سرمہ کے بارے میں جدید اعتراضات

پاکستان میں سرمہ کا پتھر چند مقامات پر دستیاب ہے کائنی سے جتنا بھی حاصل ہوتا ہے وہ قومی ضروریات میں کام آ جاتا ہے۔ بازار میں فروخت نہیں ہوتا۔ بازار میں ملنے والے تمام سرمے آزاد کشمیر سے حاصل ہونے والے سلیسہ کے پتھر سے بنتے ہیں جو کہ نہ تو ANTIMONY ہے اور نہ ہی اس سے وہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمہ کے بارے میں بیان فرمائے۔

ویدک طب میں سلیسہ کا سرمہ ”کرشن سرمہ“ کے نام سے باقاعدہ مذکور ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو سرمہ کے پتھر اور اس کی کیمیائی حیثیت سے آشنائی نہ تھی۔ دریائے سندھ کی بالائی وادی سے ملنے والے اس پتھر کو جلا کر اس کے ساتھ سیماب۔ تر پھلا اور بھیم سنی کا فور آنکھوں میں لگانے کے لیے ویدک نسخوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جن میں سے اکثر آنکھوں کے لیے مقامی طور پر مضر اور غشائے مخاطی سے جذب ہونے کے بعد جسم میں

سمیاتی اثرات کا باعث ہو سکتے ہیں۔ کرشن سرمہ ہرگز ارشادات کے مطابق نہیں اور اسے استعمال کرنا بیماری کو دعوت دینے کے برابر ہے۔

کراچی کے ایک ڈاکٹر صاحب نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے حال ہی میں ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ سرمہ آنکھوں کے لیے مضر ہے۔ ان کے اس اظہار پر رائے حاصل کرنے کے سلسلہ میں امراض العیون کے مسلمہ ماہرین میں پروفیسر سید واصف قادری، پروفیسر راجہ ممتاز قلی خان، پروفیسر محمد منیر الحق صاحبان سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ سرمہ بلاشبہ آنکھوں کے لیے مفید ہے۔ یہ اکثر بیماریوں کا علاج ہے اور متعدد بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ کئی ایک استادوں نے بتایا کہ وہ اسے ذاتی طور پر بھی استعمال کرتے ہیں اور اس کے فوائد کے زندہ ثبوت ہیں۔

مسلمانوں میں سرمہ سنت نبویؐ کے طور پر رائج ہوئے اب چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اسے کروڑوں نہیں اربوں افراد نے استعمال کیا اور اتنے طویل عرصہ کے مشاہدات کے بعد بھی اس کے مضر اثرات کے بارے میں کوئی شہادت میسر نہیں سنت پر عمل کرنے کے مشتاق ساری عمر باقاعدگی سے سرمہ لگاتے رہے ان کی بینائی نہ تو بڑھاپے میں بھی کمزور ہوئی، نہ ان کی پلکوں کے بال گرے اور نہ ہی سر سے گرنے والی بھہ نے ان کی پلکوں میں سوزش پیدا کی۔ کچھ دن ہوئے انگلستان میں بھی کسی نیم خواندہ ماہر کے مشورہ پر وہاں سرمہ کی درآمد پر پابندی لگائی گئی تھی۔ خیال تھا کہ اس سے آنکھوں کو نقصان ہوتا ہے۔ اس باب میں جب مزید تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ اشم کے خالص سرمہ کے استعمال سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جن کو تکلیف ہوئی انہوں نے ”کرشن سرمہ“ استعمال کیا تھا۔ ویدک طب میں سلیسہ کے سرمہ کو کرشن سرمہ کہتے ہیں۔

جدید مشاہدات

حکومت ہند کے یونانی ادویہ کے شعبہ کی تحقیقات کے مطابق آنکھوں کے لیے سرمہ

بنانے کا بہترین نسخہ یہ ہے۔

سرمہ کے پتھر کو پہلے آگ میں رکھ کر سرخ کر لیا جائے۔ پھر ایک دن بارش کے پانی میں بھگو کر رکھیں۔ پھر اسے 12 گھنٹے تر پھلا کے پانی میں جوش دیں۔ وہاں سے نکال کر خشک کر کے سونف کے عرق میں اتنا کھل کر لیں کہ باریک ریشمی کپڑے سے چھن کر نکل جائے۔ اب یہ آنکھوں میں لگانے کے قابل ہو گیا۔

اس نسخہ میں بارش کا پانی ایک ایسی چیز ہے جسے قرآن مجید نے مبارک قرار دیا۔ محدثین اس کی افادیت میں متعدد روایات بیان کرتے ہیں۔

سرمہ کی باریکی کے بارے میں حکیم مفتی فضل الرحمان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اسے پیس کر چینی کی تھالی میں پھیلا کر دھوپ میں لے جاتے تھے۔ وہاں تھالی کو معمولی حرکت دیتے تھے اگر ذرات بڑے ہوں تو ان سے سورج کی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں۔ اگر سرمہ پوری طرح باریک ہو تو اس سے شعاعیں منعکس نہیں ہوتیں۔

بھارتی ماہر علم ادویہ ندکاری تجویز کرتا ہے کہ سرمہ میں سہاگہ بریاں پھٹکدوی بریاں قلمی شورہ اور سنگ بھری ملا کر اسے لیموں کے عرق میں کھل کر استعمال کریں۔ یہ سب محقق اس امر پر متفق ہیں کہ سرمہ آنکھوں کے لیے مفید ہے۔

سرمہ کے دیگر استعمال

محدثین کرام نے سرمہ کو عفونت والے زخموں اور ایسی سوزشوں اور خلیاتی بیماریوں میں تجویز کیا ہے جن میں گوشت بڑھ جانے یا زائد گوشت پیدا ہو گیا ہو۔ جیسے کہ آنکھ میں ناخونہ بڑھتے ہوئے گوشت والا لاہوری پھوڑا مثال ہے۔ انگریزی میں بھی اس کا تقریباً یہی نام ہے البتہ یہ BAYER-LEISHM کہلاتا ہے۔ اس کی ایک قسم خون میں داخل ہو کر بخار کی ایک صنف پیدا کرتی ہے جسے انگریزی میں ”کالا آزار“ کہتے ہیں۔ طب جدید میں اس

بیماری کے جتنے بھی علاج آزمائے گئے آخر بیکار ہوئے۔ لوگوں نے شنگرف اور سنکھیا کے مرکبات بھی دیئے مگر بات نہ بنی آخر سرمہ آزمایا گیا۔ اس کا ایک مرکب STIDGLUCOL بڑا مفید ثابت ہوا۔ یہ حقیقت میں سرمہ کے ساتھ گلوکوس کا اشتراک تھا۔ پھر ایک اور مرکب STIBATIN آیا جس میں سرمہ کے ساتھ گلوکوس اور ٹارٹرک ایسڈ مشترک تھے۔

جنوبی امریکہ کے ممالک، افریقی براعظم اور مصر میں طفیلی کیڑوں سے پیدا ہونے والی دو بیماریوں اذیت پہنچانے اور جسموں کو بیکار کر دینے میں بڑی بدنام ہیں۔ کیڑے اندر گھس کر سوزش اور جریان خون کا باعث ہوتے ہیں۔ دوسری بیماریوں میں دوران خون میں رکاوٹ آنے سے شدید قسم کے ورم آتے ہیں۔ ان کو SCHISTOSOMIASIS اور BILHARZIASIS کہتے ہیں۔ اس خطرناک بیماری کے علاج کا سہرا مصری ڈاکٹر محمد خلیل کے حصہ میں آیا۔ انہوں نے سرمہ کے ساتھ ایک کیمیاوی اشتراک میں FOUADIN نامی ٹیکے تیار کئے۔ یہ ٹیکے آج بھی دنیا کی معتبر ترین دوا ساز جرمنی کمپنی BAYER تیار کر کے دنیا بھر میں مکمل کورس کی صورت میں فروخت کر رہی ہے۔ امریکن دوا سازوں کو اس میں رک محسوس ہوئی اور انہوں نے آج کل اپنی ایک ایجادان بیماریوں کے لیے تیار کی ہے۔ مگر اس کی بنیاد SOD ANTIMONYL TARTARATE ہے۔ جو کہ سرمہ کے پتھر سے بنتی ہے۔

ہومیو پیتھک

اس طریقہ علاج میں بیزاری، میلی زبان، نہانے سے بیماری بڑھنے گرمی بری لگے۔ جوڑوں میں دردیں۔ گفتگو میں بیزاری، جسم گرم، بجھی بجھی آنکھیں، چہرے پر کیل مہاسے، بھوک کم، کھٹے کو جی چاہے، متلی، کھانسی، ایگزیم، بوڑھوں میں اونگھتے رہنے کی عادت میں ANTIMONY دیتے ہیں۔ اور اگر آلات تنفس میں مسلسل سوزش پرانی ہو جائے، سونگھنے کی

حس ختم ہو جائے گلے میں خراش محسوس ہو تو نمونیہ اکثر ہو تو سنہری ANTIMONY
 SUIPHURATUM دیتے ہیں۔

-☆-

سناکلی --- سنا

SENNA

CASSIA ANGUSTIFOLIA

سنا ایک خود رو جھاڑی ہے جو حجاز مقدس کے پہاڑوں پر پیدا ہوتی ہے اس کے پتے دندانون والے اور پودا ایک میٹر کے قریب بلند ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پہاڑوں پر چرنے والی بکریاں ان پتوں کو شوق سے کھاتی ہیں اس لیے حجازی بکروں کا گوشت مسہل ہوتا ہے۔ اس مفروضہ میں حقیقت نہیں، کیونکہ حجاز کے تمام بڑے شہروں میں بکرے کا گوشت کھایا جاتا ہے اور کسی کو اسہال نہیں ہوتا۔ حجاز کی سنا کا پودا اپنی شکل و صورت اور فوائد میں دوسری تمام اقسام سے مختلف ہے۔ توریت مقدس میں آیا ہے۔

--- خدا کا فرشتہ ایک جھاڑی میں سے آگ کے شعلہ میں اس پر

ظاہر ہوا۔ اس نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک جھاڑی میں آگ

لگی ہوئی ہے پردہ جھاڑی بھسم نہیں ہوئی۔ (خروج ۲: ۳)

اس آیت میں کوہ طور پر ایک جھاڑی کا ذکر آیا ہے۔ لوگوں نے اس جھاڑی کو سنا کی جھاڑی قرار دیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے طور سینا کی خصوصی زراعت زیتون کو قرار دیا ہے۔ دوسری طرف مغربی محققین نے یہ بات حتمی طور پر ثابت کر لی ہے کہ سنا کا اصل وطن مکہ معظمہ اور اس کے اطراف ہیں۔ 850-900ء کے درمیان ایک عرب سنا کا پودا مصر لایا۔ جس کی وہاں کاشت کی گئی۔ مصر کی زمین نے اس پودے کو قبول کر

لیا اور اب دریائے نیل کے پورے ڈیلٹا میں سوڈان، اسوان وغیرہ میں سنا کی باقاعدہ زراعت ہوتی ہے۔ چونکہ سنا کے ذخیرے اسکندریہ اور پورٹ سوڈان کی بندرگاہوں سے مغربی ممالک جاتے ہیں اس لیے وہ اسے اسکندریہ کی سنا ALEXANDRIA SENNA کہتے ہیں۔ پودا مکہ کا ہے۔ اسی بیج سے یہ مصر میں کاشت ہوا مگر اس کے باوجود یہ شکل و صورت میں اپنی مادری سنا سے مختلف ہے اس لیے ماہرین نباتات اس کو CASSIA ANGUSTIFOLIA کہتے ہیں۔

طب میں سنا کا استعمال دسویں صدی سے پہلے کتابوں میں نہیں ملتا اور یہ بات طے ہے کہ اسے دوائی کے طور پر عرب اطباء نے دسویں صدی عیسوی سے شروع کیا۔ وہاں سے مغربی اطباء کو پسند آئی۔ بھارتی اطباء سنا سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اسے جنوبی ہند میں کاشت کیا۔ ترچنا پٹی، میسور اور پانڈیچری کے علاقہ کی سنا کو خصوصی نام دیئے گئے ہیں اور علم نباتات میں یہ CASSIA LANCEOLATA کہلاتی ہے۔ کیونکہ اس کے پتے نشتر کی مانند ہوتے ہیں۔ کرل چوپڑا نے یہ قرار دینے کی کوشش کی ہے کہ بھارتی سنا کی شکل و صورت سنا کی طرح ہے اس لیے یہ دونوں LANCEOLATA ہیں۔ یہ درست نہیں۔ ان کی کیمیائی ساخت، اثرات اور پتوں کی لمبائی مختلف ہے۔ اسی طرح پنجاب اور سندھ میں بھی سنا کی کاشت کافی ہوتی ہے۔ بازار میں سنا کی ایک قسم ”سکھری سنا“ میسر ہے۔ جہاں تک قبض کشائی کا تعلق ہے اس میں کوئی کمی نہیں۔ لیکن جہاں سنا کے دوسرے طبی فوائد کا تعلق ہے یہ کمی قسم سے گھٹیا ہے۔

جازی سنا کی کو مقامی لوگ عسرق، کہتے ہیں اس کی پھلی گول، اس کے پتے دونوں طرف سے چکنے ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سبزی مائل زرد ہوتا ہے۔

ارشادات نبویؐ

حضرت اسماء بنت عمیسؓ حضرت ابو بکرؓ کی بیگم تھیں۔ روایت فرماتی ہیں۔

قلت قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم بما
ذاكنت نستمشين قلت بالشبرم قال حار جارثم
استمشيت بالسنا فقال لو كان شيء يشفي من الموت
كان السنا والسنا شفاء من الموت. (ابن ماجه)

(مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ میں کونسا مسہل
استعمال کرتی ہوں۔ میں نے عرض کی کہ شبرم، انہوں نے فرمایا کہ وہ
تو بہت گرم ہے اس کے بعد سے میں سنا کا استعمال کرنے لگی کیونکہ
انہوں نے فرمایا اگر کوئی چیز موت سے شفا دے سکتی ہوتی تو وہ سنا
تھی۔ اور سنا موت سے شفا ہے)

اس حدیث میں ارشاد ہوا۔ کہ کوئی چیز اگر موت سے شفا دے سکتی تو سنا ہوتی۔ پھر اس
کے ساتھ ہی یہ بیان ہوا کہ سنا موت سے شفا ہے۔ یہ حدیث کے اپنے متن کے خلاف
ہے۔ انہی محترمہ سے ترمذی نے انہی الفاظ میں روایت کیا ہے مگر اس روایت میں
”السنا شفاء من الموت“ کے الفاظ نہیں۔ ترمذی کے علاوہ یہ روایت مسند احمد۔
ابوداؤد اور مستدرک الحاکم میں بھی واضح الفاظ میں آخری ابہام کے بغیر موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن ام حزامؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ قبلتین والی نماز پڑھی۔ روایت فرماتے ہیں۔

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عليكم
بالسنا والسنوت فان فيهما شفاء من كل داء الا السام
قيل يا رسول الله وما السام قال الموت
° (ابن ماجه، الحاکم، ابن عساکر)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ تمہارے لیے سنا اور
سنوت موجود ہیں۔ ان میں ہر بیماری سے شفا ہے سوائے سام کے۔ میں نے پوچھا کہ حضورؐ

سام کیا ہے۔ فرمایا۔ موت)

ام المؤمنین حضرت سلمہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
وللسببرم فانه حار وبارد عليك بالسنا والسنوت فان
فيهما دوا من كل شيء الا السام. (طبری)
(حضورؐ نے سببرم کے بارے میں فرمایا کہ وہ گرم ہے۔ تمہارے لیے
ٹھنڈک سنا اور سنوت میں ہے۔ ان میں ہر چیز کی دوا ہے۔ موت
کے سوا)

حضرت ابویوب انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
السنا والسنوت فيهما دواء من كل داء. (ابن عساکر)
(سنا اور سنوت میں ہر بیماری سے شفا ہے)
حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ان خير ماتد اويتم به السعوط واللدود والحجامة
والمشى. (ترمذی)

(تم جو علاج کرتے ہو ان میں سے بہترین علاج ناک میں دوائی
ڈالنا منہ میں ایک طرف دوائی ڈالنا۔ کھینچنے لگانا اور چلنا ہے)

اس حدیث مبارکہ میں ”المشی“ کا لفظی مفہوم تو پیدل چلنا ہے۔ یعنی پیدل چلنا،
بذات خود ایک علاج ہے۔ مگر اس کی تشریح میں حافظ ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ مشی سے مراد
پیٹ کا چلانا یعنی مسہل کے ذریعہ آنتوں سے غلاظت کا اخراج کر کے جسم کو ہلکا کرتا ہے۔
اسی اصول کو سامنے رکھیں تو مشی میں مدرالبول ادویہ بھی آجائیں گی۔ کیونکہ انسانی جسم سے
غلاظت اور زہریلے عناصر کے اخراج کا ایک اہم اور قابل اعتماد ذریعہ پیشاب بھی ہے۔
ابن القیمؒ اس حدیث کو سنا کی تعریف اور اہمیت قرار دیتے ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثلاث فيهن شفاء من كل داء الا السام، السنا والسنوت
وقال محمد نسيت الثالثة. (النسائي)
ایک دوسری روایت میں انہی کے الفاظ یوں ہیں۔

ثلاث فيهن شفاء من كل داء الا السام : السنا
والسنوت، قالوا: هذا السنا فناه فما السنوت؟ قال :
لوشاء الله لعرفكموه قال محمد، نسيت الثالثة
(تین چیزوں میں شفا ہے۔ سوائے موت کے، سنا اور سنوت۔ پھر کہا
کہ سنا کو تو تم جانتے ہو۔ سنوت کیا ہے؟ اللہ نے چاہا تو میں تمہیں
بتاؤں گا۔ پھر کہا محمد نے کہ میں تیسری چیز بھول گیا ہوں)

حضرت انسؓ سے روایت جس واسطہ سے میر آتی ہے۔ وہ اگرچہ صرف نسائی میں
نہیں بلکہ اور کتابوں میں بھی ہے۔ لیکن راوی کو ان سے سنوت کے بارے میں آگاہی نہ ہو
سکی۔ اور راوی تیسری چیز بھی بھول گئے۔

سنا اور سنوت کے بارے میں روایات ابن مندہ سے لے کر ابن عساکر تک اور ابو نعیم
سے نسائی، ابن ماجہ اور طبری تک موجود ہیں۔ اس تو اتر سے بات کی سچائی تو معلوم ہو گئی لیکن
راویان احادیث سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ سنوت سے مراد کیا ہے؟

السنوت کیا ہے؟

السنا اور سنوت والی حدیث ابن ماجہ میں بھی بیان ہوئی ہے اس کی تشریح میں محمد ابن
یزید ابن ماجہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی عمرو بن بکر سلکسی نے یہ حدیث ابن ابی عیلة
سے سنی تھی جن کا ارشاد تھا کہ سنوت اصل میں ”ثبت“ ہے جو کہ سویہ ہے۔ سویہ سے مراد وہ
دانے ہیں جو سونف کی طرح کے ہوتے ہیں اور جن سے بچوں کے پیٹ سے نفخ اور ہوا
نکلنے والی مشہور دوائی گرائپ واٹر بنتی ہے۔ دوسرے لوگوں سے تحقیق کے بعد وہ کہتے ہیں

یہ وہ شہد ہے جو گھی کی مشکوں میں رکھا ہوا ہو۔ اس کی سند میں وہ شعر بیان کرتے ہیں۔

هم السمن بالسنت لا السن بينهم

(ہم ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ہیں جیسے کہ شہد کے ساتھ گھی)

علامہ وحید الزمانؒ اسے شہد اور سونف قرار دیتے ہیں۔

محدثین کرام کی تحقیقات اور بزرگان سلف میں محدث عبداللطیف بغدادیؒ کہتے ہیں کہ جب سنا کو ایسے شہد میں اچھی طرح ملا لیا جائے جو گھی والی مشک میں رکھا گیا ہو تو یہ سنت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں اس کے مصلح ہیں۔ امام ابن القیمؒ نے سنت کی تشریح میں آٹھ امکانات کو بیان کیا ہے۔

1- یہ شہد ہے۔

2- یہ گھی کے مشکیزے کا جوہر ہے جو کہ گھی کے اوپر سیاہی مائل آ جاتا ہے۔ یہی رائے عمرو سکسکی کی ہے۔

3- یہ زیرہ (کیمون) کی طرح کی چیز ہے۔ ابن الاعرابی کی یہ رائے معتبر نہیں۔

4- یہ کرمانی زیرہ ہے۔

5- ابو حنیفہ دینوری اسے رازیانج قرار دیتے ہیں۔ جسے محدثین نے سونف قرار دیا ہے۔

6- یہ مثبت ہے۔ مثبت کا ترجمہ سویا اور سویا کا ساگ بھی کیا گیا ہے۔

7- حافظ ابوبکر السنی (محدث اور مصنف الطب النبویؐ) کی تحقیق کے مطابق یہ کھجور ہے۔

8- یہ اصل میں وہ شہد ہے جو گھی کی مشک میں رکھا گیا ہو کیونکہ شہد اور گھی دونوں اس کے مضر اثرات کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

ابن القیمؒ محدث عبداللطیف بغدادیؒ کی آخری رائے کو زیادہ قرین قیاس تسلیم کرتے

ہیں۔ محدث محمد بن احمد ذہبیؒ بھی عبداللطیف بغدادیؒ کی رائے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ سنا کے استعمال سے پیٹ میں ہلکی سی خیرش ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ کسی ایسی چیز کا شامل ہونا ضروری ہے جو پیٹ سے ہوا نکال سکے اور قوچ کو رفع

کرے جیسے کہ سونف، سویا، زیرہ، کھجور، ان میں سے ہر ایک کی صلاحیت یہی ہے۔ گھی آنتوں کو نرم کرتا ہے۔ اور شہد کا سرالر پاج ہے۔ اس لیے مذکورہ آٹھ میں سے کوئی بھی سنا کے ساتھ مصلح بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

محدثین کے مشاہدات

محدثین کرام نے زیادہ کاوش سنوت کی ماہیت کو متعین کرنے پر صرف کی ہے۔ حجاز میں مسہل کے لے شہرم کا استعمال عام تھا۔ شہرم سے آنتوں میں سوزش ہونے کے ساتھ خون بھی آنے لگتا تھا۔ اس سے جلد پر دانے بھی نمودار ہو جاتے تھے اس لیے حاذق اطباء نے عہد رسالت سے پہلے اور بعد شہرم کو انسانی استعمال کے ناقابل اور خطرناک دوائی قرار دیا ہے۔ حدیث میں دومرتبہ ”حار“ کے لفظ کو محدث ابو عبید ”حارو جار“ قرار دیتے ہیں جس کے معنی تو وہی ہیں مگر شدت کا اظہار ہے۔ ابو حنیفہ دنیوری بھی دوسرا لفظ ”جار“ سمجھ کر اس کی مضرت پر زور دیتے ہیں۔

سنا حجاز کی ایک خود رو نباتات ہے جس کی عمدہ ترین قسم مکہ میں پائی جاتی ہے۔ یہ پیٹ سے صفراء کو خارج کرتی ہے۔ سوداء کو نکالتی اور دل کے پردوں کو تقویت دیتی ہے۔ پٹھوں اور عضلات سے انٹھن کو دور کرتی ہے۔ بالوں کو گرنے سے روکتی اور صحت مند بناتی ہے۔ جسمانی دردوں کو مٹاتی ہے۔ اس کے استعمال کی بہترین صورت اس کا جوشاندہ ہے۔ اس جوشاندہ کو پکاتے وقت اگر بنفشہ اور منقہ بھی شامل کر لیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا۔ اس جوشاندہ کے پانچ ماشہ ایک معقول مقدار ہے۔

سنا جلدی امراض خاص طور پر پھوڑے پھنسیوں، خارش اور جسم پر پڑنے والے داغوں کے لیے بہترین دوائی ہے۔ اس کا لگانا مفید ہے۔

ذہبی کی تحقیقات کے مطابق سنا ان ادویہ میں سے ہے جن کے فوائد لا انتہا ہیں اور اطباء قدیم نے جہاں بھی بات سمجھ میں نہ آئی وہاں سنا کا استعمال کیا۔ ان کے خیال میں اس

کی افادیت کی اہم وجہ یہ رہی ہے کہ اس کے استعمال سے جسم کے غلیظ مادے باہر نکل جاتے ہیں اور اس طرح غلاظتوں کے اخراج سے جسم میں تندرستی کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ابن سینا نے اسے امراض قلب میں کام آنے والی ادویہ میں سر فہرست قرار دیا ہے۔ یہ جوڑوں کے درد کو دور کرتی ہے۔ دماغ سے دوسو سو کو نکالتی ہے اس بنا پر بعض اطباء نے اسے مرگی میں مفید پایا ہے۔

الرازی تجویز کرتے ہیں کہ سنا کے سفوف سے اس کا جو شانہ بہتر ہے۔ اسے پکاتے وقت اس میں شاہترج کی شمولیت غلاظتوں کے اخراج میں زیادہ مفید ہوگی۔ لیکن وہ شاہترج کے علاوہ منقہ اور بنفشہ کو بھی ضروری سمجھتا ہے۔ البتہ مٹھاس کے لیے اس میں کھانڈ ضرور ملائی جائے۔ یہ جو شانہ چار سے سات ماشہ تک استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کے استعمال سے کمر درد، بواسیر، جوڑوں کا درد اور خارش دور ہو جاتے ہیں۔ اگر اسے سرکہ کے ساتھ پکایا جائے تو یہ جلدی امراض کو دور کرتی ہے۔ اس کے لگانے سے سر میں سکری (بفہ) ایگزیم، پھنسیاں اور بال گرنے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

سنا کی بہترین قسم مکہ معظمہ سے حاصل ہونے والی ہے۔ اس کے علاوہ سنا کی تمام قسمیں خواہ وہ مصری ہوں یا بھارتی فوائد میں کم تر ہیں۔ سنا کے پتے سبز اور پھول زرد ہوتے ہیں۔ اس کی پھلی چپٹی کی بجائے گول ہوتی ہے۔ جب تیز ہوا چلتی ہے۔ تو اس میں سے خشکاس کی مانند دانے نکل کر پھیل جاتے ہیں۔ انہی دانوں سے نئے پودے ظہور میں آتے ہیں۔

اسے ادویہ مسہلہ میں اعلیٰ مقام ہے۔ یہ سوداوی، صفراوی اور بلغمی مادوں کو جسم سے نکالنے کا شاندار ملکہ رکھتی ہے۔ اس وجہ سے دمہ میں پھنسی ہوئی بلغم نکل جاتی ہے۔ دماغی نالیوں میں پھنسی ہوئی رطوبتیں نکلنے سے دردِ شقیقہ، مرگی، عرق النساء، گنٹھیا اور پرانے سر درد

میں مفید ہے۔ قلب کے عمل کو تقویت دیتی ہے۔ دماغ سے وسوس نکالتی ہے۔ خون صاف کرتی ہے اور پیٹ کے کیڑے مار دیتی ہے۔

سنا کو مفرد استعمال کرنا مناسب نہیں اس کے جوشاندہ میں گلاب کے پھول اور روغن بادام ملا لینا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ گلاب کے پھول ۷ ماشہ، آدھ سیر دودھ گائے کے ساتھ ایک تولہ برگ سناپکا کر اس میں کھانڈ ملا کر پینا زیادہ منفعت بخش ہوتا ہے۔

اگر اسے تھوڑی مقدار میں دیا جائے تو ملین ہے۔ زیادہ مقدار میں مسہل ہے۔ اس سے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں۔ مگر ریوند چینی کی طرح بعد میں رد عمل کے طور پر قبض نہیں ہوتی۔ پیٹ سے سنا کی خاصی مقدار خون میں داخل ہو جاتی ہے۔ پھر پیشاب کے ذریعہ اسے سرخ رنگ دے کر خارج ہوتی ہے۔ ماں کے دودھ میں بھی اس کا اخراج ہوتا ہے۔ جس سے بچوں کو دست لگ جاتے ہیں۔ سنا کے استعمال کے لیے جوشاندہ کے علاوہ خیساندہ کی ترکیب بھی ہے۔

برگ سنا سوٹھ تراشیدہ آب مقطر
۲- اونس ساڑھے تین گرام ایک لیٹر

ان کو چینی کے برتن میں آدھ گھنٹہ پڑا رہنے دیں۔ اس کے بعد اس خیساندہ کی خوراک ۵ تولہ ہے۔ ویدک طب میں اس خیساندہ کا نسخہ دوسری صورت میں ہے۔

برگ سنا تراشیدہ سوٹھ لونگ (قرنفل) پانی
اڑھائی تولہ ساڑھے تین تولہ ساڑھے تین تولہ ۲۵ تولہ

ان کو ایک گھنٹہ ہلانے کے بعد قبض کے مریضوں کو ساڑھے تین سے ۵ تولہ کی مقدار میں دیا جائے۔ اس کے پینے کے آدھ گھنٹہ بعد پیشاب میں سرخی آ جاتی ہے۔ اس کی تو لنجی صلاحیت کھانڈ ملانے سے بھی کم ہو جاتی ہے۔ نمک کے ساتھ کھانے سے چہرہ شفاف ہوتا ہے۔ چھاپچھ کے ساتھ کھانے سے پرانا بخار ٹوٹ جاتا ہے۔ بکری کے دودھ کے ساتھ کھانے سے بدن فربہ ہوتا ہے۔ اونٹنی کے دودھ کے ساتھ کھانے سے سرکابادی کا درد جاتا

رہتا ہے۔ اہلی کے پتوں کے ساتھ کھانے سے جنون اور مرگی میں فائدہ ہوتا ہے۔ ڈھاک کے رس کے ساتھ کھانے سے منہ کی بد بو رفع ہوتی ہے۔ آملہ کے رس کے ساتھ کھانے سے کوڑھ اور مقعد کے پھوڑے میں مفید ہے۔ بکری کے دہی کے ساتھ کھانے سے زہر اترتا ہے انار کے دانوں کے رس کے ساتھ کھانے سے پیٹ سے ریا ح نکل جاتی ہے۔ ادرک کے رس کے ساتھ کھانے سے بد ہضمی رفع ہوتی ہے۔ انگوروں کے رس کے ساتھ کھانے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے اسے نرگندی کے رس کے ساتھ کھانے سے بادی اور دل کا گھٹنا کم ہو جاتا ہے۔ نیم کے پتوں کے رس کے ساتھ کھانے سے برص مٹتا ہے۔ پپل کے دانوں (دار فلفل) کے ساتھ کھانے سے پاگل پن جاتا رہتا ہے۔

اگر اسے ایک ماہ مسلسل کھایا جائے تو اعضاء جسمانی مستحکم ہو جاتے ہیں۔ اور بال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اگر چالیس روز کھایا جائے تو بدن سے خوشبو آنے لگتی ہے۔

مقامی طور پر سنابر قسم کی خارش رفع کرتی ہے برگ حنا، شاہترہ اور سرکہ کے ساتھ پکا کر لگانے سے ایگزیم، پھوڑے پھنسیاں رفع ہوتے ہیں۔ مہندی کے ساتھ ملا کر سر پر لگانے سے بال سیاہ ہوتے ہیں اور سر کی پھنسیاں ٹھیک ہونے کے علاوہ بال بڑھتے اور گنج مٹتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ

علاج کی غرض سے سنا کے پتے اور کونپلیں استعمال کی جاتی ہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ ان کی کیمیائی ہیئت میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ اس کا نباتاتی نام عبرانی زبان کے لفظ CASSIA سے حاصل ہوا ہے جس کے لفظی معنی کسی چیز کو کاٹ دینے کے ہیں کیونکہ یہ قاطع قبض ہے۔ اس کی کونپلیں سوکھے ہوئے ثمر کے تجزیہ سے اس میں بیروزہ۔ آکسلیٹ کے علاوہ سبز رنگ دینے والا عنصر TRI-HYDROXY FLANONE پایا جاتا ہے۔ جسے KAEMPOPHANOL بھی کہتے ہیں اس کے اجزاء عامل کا تعلق ANTHRONES سے ہے۔ جن کی قسمیں A-B C-D SENNOSIDES معلوم ہوئی ہیں۔ یہ اصل میں

EMODIN ANTHRONE GLUCOSIDES ہیں۔ یہ وہ گروہ ہے جو مضر میں بھی کسی قدر سے پایا جاتا ہے۔ اسی بنا پر تمام نباتات ANTHRACENE PURGATIVES کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔

حال ہی میں ماہرین کیمیا نے ANT IRASQUINONES سے ایک جراثیم کش دوائی DONOMYCIN حاصل کی ہے۔ اب تک کی تمام جراثیم کش ادویہ ANTIBIOTICS پھوندی سے حاصل ہوئی ہیں۔ لیکن کسی کیمیکل سے کھانے والی جراثیم کش دوائی حاصل کرنے کا پہلا تجربہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دوائی کو حاصل کرنا اتنا آسان ہے کہ ایک چھوٹی سی لیبارٹری میں یہ عمل انجام دیا جاسکتا ہے۔ DONOMYCIN ایک ایسی دوائی ہے جو مدتوں تک موثر رہ سکتی ہے۔ درجہ حرارت میں تبدیلی اس کی افادیت کو متاثر نہیں کرتی اور یہ نہ صرف عام پیپ پیدا کرنے والے جراثیم ہلاک کر سکتی ہے بلکہ GRAM NEGATIVE جراثیم کی ایسی قسموں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے جن پر دوسری ادویہ بیکار پائی گئی ہیں۔ انسانی جسم اسے آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور اس کے مضر اثرات کم ہیں اور جراثیم میں اس کے عادی ہونے کی استعداد نہیں ہوتی۔ اس لیے اسے مریض کو شفا یابی تک اطمینان سے دیا جاسکتا ہے۔

مسهل اور ملین اثرات کے لیے عام طور پر اس کے (A-B) SENNOSIDES استعمال کئے جاتے ہیں اور انہی کی موجودگی کی شرح کی بنا پر اس کے تاثر کا مقام متعین کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اس میں CHRYSOPHANIC ACID SENNA

PHOECRETIN---TARTARIC ACID---MUCILAGE

PICRIN VEGETABLE SALTS MUCILAGE پائے جاتے ہیں۔

اطباء جدید کے مشاہدات

طب جدید میں قبض کو توڑنے کے لیے اب تک پانچ ہزار سے زائد ادویہ مستعمل رہی

ہیں۔ آج سے پچاس سال پہلے کی ادویہ کی فہرست بھی سینکڑوں میں تھی۔ مگر آج کے دوا فروش کے پاس صرف تین ادویہ ہیں جو اس غرض سے کام آتی ہیں۔ جن میں سے ایک سنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک ہزار سالوں پر محیط طویل مشاہدات کے بعد سنا وہ منفرد دوائی ہے جس کی مقبولیت اور اہمیت آج بھی وہ ہے جو ہزار سال پہلے تھی۔

برٹش فارما کوپیا کوڈیکس نے اسے بطور ملین سرکاری طور پر تسلیم کیا ہے۔ اس کے معیار کے مطابق بھارتی سنا کے بیجوں پر چوڑائی میں دھاریاں پڑی ہوتی ہیں۔ جبکہ مصری سنا کے دانوں پر جالی سی بنی ہوتی ہے۔ ان کے سرکاری معیار کے مطابق بھارتی سنا میں SENNOSIDES-A+B کی مقدار ڈیڑھ فیصد ہونی چاہیے۔ جبکہ مصری میں یہ مقدار 2 سے 4 فیصد ہونی چاہیے۔

مسلمہ مرکبات OFFICIAL PREPARATIONS

1- سنا کی گولیاں SENNA TABLETS ان میں اجزاء عامل SINNOIDES کی مقدار ۵.۷ ملی گرام فی گولی ہونا ضروری ہے۔

2- LIQUORICE COMPOUND POWDER اس کے اجزاء کا سرکاری تناسب حسب ذیل ہے۔

برگ سنا	گندھک	ملٹھی	سونف	کھانڈ
۶۰ گرام	۸۰ گرام	۶۰ گرام	۸۰ گرام	۵۲۰ گرام

یہ تمام چیزیں باریک پیس کر ملائی جائیں۔ مقدار خوراک ۲ سے ۳ چھوٹے چمچے۔

3- LIQUID EXTRACT SENNA اس کا نسخہ یہ ہے۔

برگ سنا	روغن کشنیز	الکحل	آب مقطر
۱۰۰ گرام	۶ ملی لیٹر	۲۵۰ ملی لیٹر	۱ لیٹر

CORIANDER OIL

اس کے علاوہ غیر سرکاری طور پر اس کا جزو عامل SENNO SIDE صاف کر کے ٹینک کی صورت میں دستیاب ہے۔ جسے زیر جلد یعنی HYPODERMIC-IC-INJECTION کے ذریعہ بطور مسہل استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا نام SEINNATIN ہے۔

جلدی امراض میں سنا ایک لا جواب دوائی ہے۔ اسے مہندی اور کلونچی کے ساتھ ملا کر اگر سرکہ میں حل کر کے استعمال کیا جائے تو یہ پھوہندی سے پیدا ہونے والی تمام بیماریوں اور خاص طور پر ان حالتوں میں جب زخموں پر تکلیف دہ چھلکے آئے ہوں، میں کمال کی دوائی ہے۔ ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں بھی سنا کو کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہاضمہ کی خرابی کی وجہ سے جب آکسلیٹ اور یوریٹ زیادہ مقدار میں پیدا ہو رہے ہوں تو سنا کا استعمال ان کے اخراج کا باعث ہوتا ہے۔ پیشاب میں آکسلیٹ آنے آئندہ کی پتھری کا پیش خیمہ ہونے کے ساتھ ساتھ جلن اور ذہنی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں۔ کیونکہ یوریٹ اور آکسلیٹ پیشاب میں حل نہیں ہوتے اور مریض کو سفید رطوبت کی صورت میں علیحدہ نظر آتے ہیں جسے ان پڑھ معالج جریان قرار دیتے ہیں۔ ایسے مریضوں کے لیے سنا کی کا ملٹھی اور سونف کے ساتھ مرکب بڑے شاندار اثرات رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے چند روزہ استعمال سے پیشاب میں آنے والی سفید رطوبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

سنا کی کا مسلسل استعمال گردوں، پتہ اور مثانہ سے پتھری کو حل کر کے نکالنے میں شہرت رکھتا ہے۔

☆-

شہد --- عسل

HONEY

MEL

قرآن مجید نے شہد کی مکھی کو اتنی اہمیت دی کہ ایک سورۃ اس کے نام سے نازل کی اور اس کے کمالات کی تعریف فرمائی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکھی اور اس سے حاصل ہونے والے عناصر میں انسانی زندگی کے لیے افادیت پائی جاتی ہے۔ شہد کی عام مکھی کو علم الحیوانات میں APIS MELIFICA کہتے ہیں۔ یہ حیوانات کے APIS خاندان کی ایک رکن ہے، جبکہ اسی خاندان کے اور اراکین جو شکل و صورت میں اس سے ملتے جلتے ہیں اسی قسم کا کام کرتے ہیں۔

بہت سے جانوروں، پرندوں اور کیڑے مکوڑوں سے تحفظ ذات کے لیے گھر بنائے ہیں مگر جس طرح کا خوبصورت گھر، اس کا انتظام، شہد کی مکھی کرتی ہے کسی اور پرند اور چرند کے یہاں نہیں ملتا۔ کھیلوں کا چھتہ چھ کونوں والے خانوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن کی دیواریں سونے سے بنتی ہیں۔ ان میں دراڑوں اور سوراخوں کو بند کرنے کے لیے درختوں کی کونپلیوں سے بیروزہ کی طرح کا ایک لیس دار مادہ PROPOLIS حاصل کیا جاتا ہے۔ ان چھتوں میں درجہ حرارت کو قائم رکھنے کے لیے ایئر کنڈیشن کا مربوط نظام ہے اور کھیاں اپنے پسندیدہ اشیاء میں شدید جدوجہد کی ایک فعال زندگی گزارتی ہیں۔ ہر چھتے میں ایک ملکہ ہوتی ہے۔ روزانہ ایک ہزار کے قریب انڈے دیتی ہے۔ کارکن کھیاں ان انڈوں سے بچے نکالنے،

ان کو غذا مہیا کرنے اور ان کے لیے رہائشی کمرے تیار کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں۔ ان کی آبادیوں میں بے کار افراد کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

کارکن کھیاں تمام دن اڑتی ہوئی پھولوں سے ”ماء الحیات“ NECTAR تلاش کرتی ہیں۔ ہر پھول کے نیچے مٹھاس کا ایک قطرہ ہوتا ہے۔ کھیاں اس کی تلاش میں ڈال ڈال منڈلاتی ہیں اور جہاں سے مل جائے اسے اپنے منہ کی تھیلی میں رکھ کر چھتے کو لوٹ جاتی ہیں اور اپنی برادری کو اس علاقہ میں مزید ماء الحیات کی موجودگی یا غیر موجودگی کی اطلاع بھی دیتی ہیں۔ ابتدائی طور پر اس ماء الحیات میں 50 سے 80 فیصدی پانی ہوتا ہے۔ چھتے میں لے جا کر اسے گاڑھا کیا جاتا ہے اور جب اس سے شہد بنتا ہے تو اس میں پانی کی مقدار 16 سے 18 فیصدی کے درمیان رہ جاتی ہے۔

یہ کھیاں خط استوا کی حدت سے لے کر برفانی میدانوں کی برودت تک میں زندہ رہ سکتی ہیں۔ مگر ان کے چھتے کا اندرونی درجہ حرارت ۹۳ درجہ فارن ہائیٹ کے قریب رہتا ہے۔ اگر آس پاس کا موسم ۱۲۰ تک بھی گرم ہو جائے تو چھتہ متاثر نہیں ہوتا۔ ٹھنڈک میں زیادتی کی وجہ سے ذخیرہ پر گزر اوقات اور خوشگوار موسم کا انتظار کرتی ہیں۔

ایک چھتہ سال میں تقریباً ۵۰۰ کلوگرام ماء الحیات حاصل کر کے اس سے شہد تیار کرتا ہے۔ چھتوں میں شہد کے علاوہ موم اور پولن کے دانے بھی ذخیرہ کیے جاتے ہیں۔ پھولوں کی پتیوں کے درمیان ان کے تولیدی اعضاء ہوتے ہیں۔ کبھی جب اس کو چوسنے کے لیے کسی پھول پر بیٹھتی ہے تو نر پھولوں کے تولیدی دانے اس کے جسم کو لگ جاتے ہیں جن کو POLLEN کہتے ہیں۔ پولن کے دانے لگی کبھی جب دوسرے پھول پر بیٹھتی ہے تو اس کے نسوانی حصے ان دانوں کو اپنی جانب کھینچ کر باروری حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح کبھی کی اڑان زراعت کے لیے ایک نہایت مفید خدمت سرانجام دیتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ امریکہ میں پیدا ہونے والی ۹۰ اقسام کی زرعی پیداوار کی ترویج اور باروری صرف شہد کی کبھی کی مرہون منت ہے۔ پولن کے جو دانے بچ جاتے ہیں۔ ان کو چھتے میں لے جا کر کارکنوں

کی خوراک میں لحمی اجزاء کے طور پر شامل کر دیا جاتا ہے۔ ان کی کچھ مقدار شہد میں بھی موجود ہوتی ہے۔ مغربی ممالک کے بہت سے لوگوں کو موسم بہار میں حساسیت کا دورہ پڑتا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حساسیت فضا میں اڑانے والے پولن کے دانوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے جب یہ دانے شہد میں ملے ہوئے ایسے لوگوں کی غذا میں شامل ہوتے ہیں تو ان کو اس کے استعمال سے بھی حساسیت ہو جاتی ہے۔ علمی طور پر ایسا ہونا ممکن ہے۔ مگر ہم نے اپنی چالیس سالہ طبی زندگی میں ایسے مریض پانچ سے زیادہ نہیں دیکھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مریضوں میں شہد کی اپنی افادیت حساسیت پر غلبہ پالیتی ہے۔

چھتوں سے شہد حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو ان کو نچوڑ کر شہد نکالا جائے اور دوسرے میں ان میں گھاؤ لگا کر شہد نکال لیا جاتا ہے۔ پہلے میں موم اور دوسری چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں جبکہ دوسری میں خالص شہد کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

شہد دنیا کی قدیم ترین غذاؤں اور دواؤں میں سے ہے۔ مصر قدیم میں لاشوں کو حنوط کرنے کے عمل میں بھی شہد استعمال ہوتا تھا۔ مصری مقابر میں بادشاہوں کی غذا کے ذخیروں میں شہد بھی رکھا جاتا تھا۔ پانچ ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد یہ شہد خراب نہ ہوا۔ البتہ رنگ کالا پڑ گیا تھا۔ سوھویں صدی کے غرقاب جہاز اب جب برآمد ہوئے تو ان سے شہد کے جو برتن نکلے ان کے شہد صدیوں میں بھی خراب نہ ہوا۔

شہد کی زراعت

آسانی کتابوں اور تجربات سے لوگوں کو شہد کی اہمیت سے روز بروز زیادہ واقفیت ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے اس کو تجارتی پیمانہ پر تیار کرنے کی ضرورت پیدا ہو گئی ہے۔ دنیا کی مارکیٹ میں اس وقت چین، امریکہ، روس، جرمنی، آسٹریلیا، کینیڈا، میکسیکو، بڑے ممالک ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل اور قبرص کا شہد بھی بڑا مقبول ہے۔

شہد کا ذائقہ اور رنگت اس فصل پر منحصر ہوتا ہے جس کے پھولوں سے مکھیوں نے شہد

حاصل کیا۔ اگرچہ آج کل کی تجارتی ضروریات مکھیوں کو اتنی مہلت نہیں دیتیں کہ وہ پھول پھول پھر کر ”ماء الحیات“ جمع کریں۔ اس کے باوجود بعض جگہوں خاص کر چین سے خصوصی کھیتوں کا شہد حاصل ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں وہاں سے نیم کے درختوں سے حاصل ہونے والا شہد دیکھنے کا موقع ملا۔ اگرچہ رنگت میں سیاحی مائل تھا مگر ذائقہ میں ہلکی سی کڑواہٹ اس کو لذیذ بنا رہی تھی۔ چین کے لوگ عام مشروب کے طور پر شہد استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی صحت بہتر اور شہد کی کاشت زیادہ ہوتی ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ آج کل دنیا میں ہر سال ۵۰۰,۰۰۰,۰۰۰ کلو شہد سالانہ پیدا ہوتا ہے۔ جن میں امریکہ اور روس کی برآمد یکساں طور پر ۳۰۰,۰۰۰,۰۰۰ کلو بتائی جاتی ہے۔ ارجنٹائن اور میکسیکو سے کریم والا شہد اور کنیڈا سے ایسا شہد برآمد ہوتا ہے جس میں گلوکوس وغیرہ کی مقدار ۰.۵ فیصدی تک ہوتی ہے۔

شہد سے یورپ میں مٹھائیاں اور بسکٹ بنتے ہیں۔ برٹش فارما کو پیا کے مشورہ کے مطابق کھانسی کے بعض شربت اس سے بنائے جاتے ہیں۔ اور بعض ممالک میں شہد سے ایک خاص قسم کی شراب کشید کی جاتی ہے جسے MEAD کہتے ہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ یہ جگر کو خراب نہیں کرتی۔ حالانکہ یہ مفروضہ غلط ہے۔ کیونکہ جگر اور اعصاب کو خراب کرنا الکحل کا خاصہ ہے اور وہ اس میں معقول مقدار میں موجود ہوتی ہے۔

ارشادات قرآنی

قرآن مجید میں ایک سورۃ خصوصی طور پر شہد کی مکھی کے بارے میں موجود ہے۔ جس میں فرمایا گیا۔

و اوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا
ومن الشجر و مما یعرشون. ثم کلی من کل الثمرات
فاسلکی سبل ربک ذللا ینخرج من بطونہا شراب

مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس ان فی ذلک لایۃ لقوم
یتفکرون۔ (النحل: ۶۸، ۶۹)

(تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی کہ وہ پہاڑوں، درختوں کی
بلندیوں پر اپنا گھر بنائے۔ پھر وہ ہر قسم کے پھلوں سے رزق حاصل
کرے اور اپنے رب کے متعین کردہ راستہ پر چلے ان کے پیٹوں
سے مختلف رنگ کی رطوبتیں نکلتی ہیں جن میں لوگوں کے لیے شفا رکھی
گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نشانیاں ہیں تاکہ لوگ ان پر غورو
فکر کر کے فائدہ اٹھائیں)

اس آیت مبارکہ میں تین اہم نکات ہیں کہ شہد کی مکھی کے ٹھکانے بلندیوں پر ہوں
گے۔ وہ پھلوں سے اپنا رزق حاصل کرے گی اور اس کے منہ اور پیٹ سے متعدد اقسام کے
جو ہر خارج ہوں گے۔ ”مختلف الالوان“ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ان کے رنگ جدا جدا
ہوں گے بلکہ ان کی قسمیں کئی ہوں گی اور ظاہر ہے کہ ہر قسم کے فوائد علیحدہ ہوں گے۔ اس
امر کی نشاندہی اور ان میں انسانوں کے لیے شفا کا سراغ دینے کے بعد قرآن مجید ہم سے یہ
توقع کرتا ہے کہ ہم ان کے بارے میں تحقیقات کریں۔ ان کے منہ اور پیٹ سے نکلنے والی
رطوبتوں کا پتہ چلائیں اور ان کے فوائد کو معلوم کر کے اپنی بہتری کے لیے کام میں لائیں۔

وانہار من عسل مصفی ولہم فیہا من کل الثمرات۔
(محمد: ۱۵)

(جنت میں ملنے والی عمدہ اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہاں
پر عمدہ اور خالص شہد کی نہریں ہوں گی اور ان لوگوں کے لیے ہر قسم
کے پھل ہوں گے)

قرآن مجید میں جنت میں رکھی گئی چیزوں کا مختلف مقامات پر جو تذکرہ کیا گیا ہے۔
ان میں زیادہ طور پر پھل، موتی، مونگے قیمتی دھاتیں اور زیورات ہیں مگر ان کے ساتھ وہاں

پر بہنے والی نہروں میں چار چیزیں مذکور ہیں۔ دودھ ایسا لذیذ کہ پینے والے پسند کریں اور اس کا ذائقہ تبدیل نہ ہوگا۔ وہ شراب جو خوش ذائقہ ہے۔ شفاف پانی اور خالص شہد، شہد اتنی عمدہ اور اہم چیز ہے کہ اسے جنت کے بہترین مشروبوں میں سے قرار دیا گیا۔

يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك تبتغي مرضات
ازواجك والله غفور رحيم. (التحریم: ۱)

(اے نبی! تم کسی ایسی چیز کو کیوں حرام کر رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔ کیا تم ایسا کر کے اپنی بیویوں کی مرضی پوری کر رہے ہو؟ تمہارا رب بخش دینے والا اور رحم کرنے والا ہے)

اللہ تعالیٰ نے شہد کو جو اہمیت عطا فرمائی یہ سورۃ مبارکہ اس باب میں ایک دلچسپ پس منظر بیان کرتی ہے۔ اہمات المؤمنینؓ نے دیگر خواتین کی طرح آپس کی چپقلش میں سرکار کو آلودہ کرنے کی ایک کوشش کی جس کا حال صحیح بخاری میں یوں مذکور ہے۔
ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب الحلوى
والعسل. وكان اذا انصرف من العصر دخل على نسائه
فيم نؤمن احداهن فدخل على حفصة بنت عمر
فاحتبس اكثر ما كان يحتبس فغرت فسالت عن ذلك
فقبل اهدت لها امرأة من قومها عكته غسل، فسقت
النبي صلى الله عليه وسلم منه شربة، فقلت: اما والله
لنحتا لن له، فقلت لسودة بنت زمعة! انه سيد نومك،
فاذا دنا منك فقولى: اكلت مغاير فانه يقول لا، فقولى
له: ما هذه الريح اجد؟ سيقول لك سقتنى حفصة
شربة عسل، فقولى: حرست نحله العرفط و ساقول

ذلک، وقولی له انت یا صفیة ذلک، قالت تقول
سودة فواللہ ما هو الا ان قام علی الباب، فاردت ان انا
دیہ بما امرتنی فرقا منک، فلما دنا منها، قالت له
سودة: یا رسول اللہ اکلک مغافیر؟ قال ”لا“۔ قالت:
فما هذه الريح التي اجد منک؟ قال سقتنی حفصته
شربته غسل۔ قالت جرت نحلہ العرفط فلما دار الی
قلت له نحو ذلک: فلما دار الی صفیة قالت له مثل
ذلک۔ فلما دار الی حفصة قالت له: یا رسول اللہ الا
اسقیک منه؟ قال۔ ”لا حاجة لی فیہ“ قالت سودة واللہ
لقد حرمناه، فقلت لها: اسکنی۔ (بخاری ومسلم)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلوہ اور شہد بہت پسند تھے۔ ان کا دستور
تھا کہ وہ جب عصر سے فارغ ہوتے تو وہ ازواج کے پاس جاتے۔
ان میں سے کسی ایک کے ساتھ چہل بھی کرتے۔ ایک روز جب وہ
حفصہ بنت عمر کے یہاں گئے تو ان کا قیام معمول سے زیادہ دیر رہا۔
میں نے پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ اس کی قوم کی کسی عورت نے اسے
شہد کی ایک کچی تحفہ میں دی ہے۔ اس نے حضور کو اس میں سے
شربت پلا کر زیادہ دیر روک لیا۔ میں نے اس پر قسم کھائی کہ میں اس
کے توڑ میں منصوبہ بناؤں گی۔ میں نے اس بارے میں سودة بنت
زمرہ سے کہا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ کیا آپ نے
مغافیر کھایا ہے۔ (مغافیر ایک بدبودار گوند تھی جو کہ عرفط کی جھاڑیوں
سے حاصل ہوتی تھی اور حضورؐ بدبو کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اس لیے
انہوں نے ان کو ناپسندیدہ ترین چیز کا تذکرہ کر کے کراہت دلانی

چاہی) وہ کہیں گے کہ نہیں۔ پھر کہنا کہ پھر آپ سے یہ بدبو کیسی آرہی ہے؟ وہ کہیں گے میں نے تو حفصہؓ کے یہاں سے فقط شہد کا شربت پیا ہے۔ تب کہنا کہ ایسا لگتا ہے کہ شہد کی مکھی عرفط کے درخت سے بھی رس چوس آئی ہوگی۔ اور میں بھی ایسا ہی کہوں گی۔ پھر صفیہؓ سے مخاطب کر کے کہا کہ وہ بھی منصوبہ کے مطابق حضورؐ سے ایسا ہی کہے۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ ناگہاں حضورؐ تشریف لے آئے اس وقت میراجی چاہا کہ ان کو منصوبہ سے آگاہ کر دوں مگر اتنے میں وہ سودہ کے قریب آ گئے اور اس نے کہا ”یا رسول اللہ“ کیا آپ مغافیر کھا کر آئے ہیں انہوں نے کہا۔ ”نہیں“ پھر اس نے کہا، تو آپ کے منہ سے یہ بدبو کیسی آرہی ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے تو حفصہؓ کے یہاں سے صرف شہد پیا ہے۔ پھر اس نے کہا ممکن ہے شہد کی مکھی عرفط کے درخت سے رس چوس آئی ہو۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے بھی اسی طرح کہا۔ اس کے بعد جب وہ صفیہؓ کی جانب متوجہ ہوئے تو اس نے بھی وہی کچھ کہا۔

اگلے دن جب وہ حفصہؓ کے گھر گئے اور اس نے ان سے شہد پینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے خواہش نہیں۔ اس پر سودہؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم نے اسے ان کے لیے حرام کروادیا۔ میں نے اسے کہا کہ چپ رہے)

یہی روایت امام بخاریؒ نے عبید بن عمیرؓ کے توسط سے حضرت عائشہؓ سے جب بیان کی تو اس میں شہد پلانے والی زوجہ محترمہ کا نام نہ نبؓ بنت جحش مذکور ہے۔ اور حضرت حفصہؓ کا اسم گرامی سودہؓ کی جگہ بیان ہوا۔ اس روایت میں اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے سارا منصوبہ سننے کے بعد فرمایا۔

”میں آئندہ کبھی شہد نہ بیوں گا۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اوپر شہد حرام کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحریم اتاری اور فرمایا کہ بیویوں کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے آپ اس چیز کو جو کہ حلال ہے اپنے اوپر حرام نہ کر لیجئے۔

تمام واقعہ یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کو کتنی اہمیت عطا فرمائی کیونکہ اگر ان کی تصحیح نہ کی جاتی اور وہ آئندہ زندگی شہد سے کنارہ کش رہتے تو ان کی امت کا کوئی شخص شہد پر متوجہ نہ ہوتا اور اس طرح امت مسلمہ ایک مفید خوراک اور لا جواب دوا سے محروم ہو جاتی۔

کُتب مقدسہ

-- کچھ اس شخص کے لیے نذرانہ لیتے جاؤ۔ جیسے تھوڑا سا روغن

بلسان۔ تھوڑا سا شہد۔ کچھ گرم مصالحہ اور مر۔ اور پیسہ اور بادام

(پیدائش ۱۲-۱۱:۴۳)

یہاں پر شہد کو ان چیزوں میں شمار کیا گیا جو اتنی اہمیت رکھتی ہیں کہ ان کو تحفہ میں دیا جائے۔

-- میں اترا ہوں کہ ان کو مصریوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں اور اس

ملک سے نکال کر ان کو ایک اچھے اور وسیع ملک میں جہاں دودھ اور

شہد بہتا ہے یعنی کنعانیوں اور حتیوں اور اموریوں فرزیوں اور حویوں

اور بیوسیوں کے ملک میں پہنچاؤں۔

(خروج ۸:۳)

اسی باب کی آیت نمبر ۱۸، ۱۷ میں اسی بات کی تکرار ہے کہ قوم کو دودھ اور شہد کی نہروں

والی مملکت میں آباد کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں جنت کی نشانیاں ہیں۔

-- اور موسیٰ سے کہنے لگے کہ جس ملک میں تو نے ہم کو بھیجا تھا۔ ہم

وہاں گئے اور واقعی دودھ اور شہد اس میں بہتا ہے۔

(گنتی ۱۳:۲۷)

اسی قسم کی ایک جنتِ ارضی کی تعریف میں فرمایا گیا۔
وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زیتون اور شہد بھی ہے۔

(استثنا ۸:۸-۹)

شہد کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔

دیکھو میری آنکھوں میں ذرا سا شہد چکھنے کے سبب سے کیسی روشنی
آئی۔
(سیموئیل ۴:۴-۱۳)

اسی باب میں مذکور ہوا۔

۔۔۔ اور شہد اور مکھن اور بھیڑ بکریاں اور گائے کے دودھ کا پنیر داؤد
کے اور اس کے ساتھ کے لوگوں کے کھانے کے واسطے لائے۔
(سیموئیل ۲۹-۱۷)

وہ دریاؤں کو دیکھنے نہ پائے گا۔

یعنی شہد اور مکھن کی بہتی ندیوں کو۔ (ایوب ۱۷۰-۱۲۰)

زبور مقدس میں شہد کو اہمیت دیتے ہوئے ارشاد ہوا۔

وہ سونے سے بلکہ بہت کنڈن سے بھی زیادہ پسندیدہ ہیں وہ شہد سے
بلکہ چھتے کے نیکوں سے بھی شیریں ہیں۔

(زبور ۱۰-۲۰)

اپنے بیٹے کو نصیحت ہوتی ہے۔

”اے میرے بیٹے تو شہد کھا کیونکہ وہ اچھا ہے۔ اور شہد کا چھتا بھی۔

کیونکہ وہ مجھے میٹھا لگتا ہے۔“

(امثال ۱۳-۲۴)

شہد کو بطور صفت قرار دے کر ارشاد ہوا۔

اے میری زوجہ! تیرے ہونٹوں سے شہد نکلتا ہے۔ شہد و شیر تیری زبان تلے ہیں۔

(غزل الغزلات ۱۱:۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت اور ان کی خوراک کے بارے میں ارشاد ہوا۔

-- وہ اس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔ وہ دہی اور شہد کھائے گا جب تک کہ وہ نیکی اور بدی کے رد و قبول کے قابل نہ ہو۔

(یسعیاہ۔ ۱۵: ۷)

انجیل مقدس میں مسیح کے حواریوں کی خوراک کے بیان میں ارشاد ہوا۔
”یہ یوحنا اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنے اور چمڑے کا ٹپکا اپنی کمر سے باندھ رہتا تھا۔ اور اس کی خوراک ٹڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔“

(متی۔ ۳: ۴)

ارشاداتِ نبویؐ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل اربع من الدواب۔ النملۃ، والنحلۃ والهدھد والصور۔
(ابوداؤد، داری)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار حشرات کو مارنے سے منع فرمایا۔
چیونٹی، شہد کی مکھی، ہد ہد اور چڑی مولا)

چیونٹی، ہد ہد اور چڑی مولا (غالباً تلیر) چونکہ درختوں کو نقصان دینے والے کیڑوں کو

کھاتے ہیں۔ اس لیے ان کو مارنا لوگوں کا خود اپنا نقصان ہے اور یہی کیفیت شہد کی مکھی کے بارے میں ہے۔

حضرت ابوسعید الخدریؓ روایت فرماتے ہیں۔

قد جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان اخي استطلق بطنه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسقه عسلا. فسقاه ثم جاء فقال سقيته فلم يزد الا استطلاقا. فقال له ثلث مرأة ثم جاء الرابعة فقال اسقه عسلا فقال لقد سقيته فلم يزد، الا استطلاقا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صدق الله وكذب بطن اخيك فسقا قبرا. (بخاری و مسلم)

(ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اس کے بھائی کو اسہال ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔ وہ پھر آ کر کہنے لگا کہ شہد پینے سے اسہال میں اضافہ ہوا۔ انہوں نے پھر فرمایا کہ شہد پلاؤ۔ اسی طرح وہ حال بیان کرتا تین مرتبہ آچکا تو چوتھی مرتبہ ارشاد ہوا کہ اسے شہد پلاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹ کہتا ہے۔ اس نے پھر شہد پلایا تو مریض تندرست ہو گیا)

یہ حدیث علم العلاج اور ماہیت مرض کے بارے میں ایک روشن راہ ہے۔ کیونکہ اسہال کا سبب آنتوں میں سوزش ہے۔ جو کہ جراثیم یا ان کی زہروں یعنی TOXIN یا دوائرس سے ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے مریض کی آنتوں میں حرکات کو فوری طور پر بند کر دیا جائے تو سوزش بدستور رہے گی یا زہریں وہیں رہ جائیں گی۔ اس لیے علاج کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پہلے آنتوں کو صاف کیا جائے۔ پھر جراثیم مارے جائیں، شہد میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ

یہ دونوں کام کر سکتا تھا۔

اسہال کے جدید علاج میں آجکل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ بار بار کی اجابتوں سے مریض کے جسم سے نمکیات نکل جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی موت بھی ہو سکتی ہے یا پانی کی کمی سے گردے بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس کا حل یہ تلاش کیا گیا ہے کہ مریض کو نمک اور گلوکوس کا ایک مرکب پانی میں گھول کر بار بار پلاتے ہیں۔ پاکستان میں یہ ORS کے نام سے مشہور ہے۔

شہد میں یہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ پانی میں گھول کر شہد دینے کا مطلب یہ ہے کہ مریض کو نمکیات کی مکمل ضروریات کے ساتھ توانائی مہیا کرنے والے عناصر بھی حاصل ہوں اور اس طرح نہ صرف کہ وہ صحیح طریقہ سے تندرست ہو گا بلکہ بعد میں کوئی پیچیدگی یا کمزوری بھی نہ ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من لعق العسل ثلاث غذوات فی کل شہر لم یصبہ

عظیم من البلاء۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

(جو شخص ہر مہینہ میں کم از کم تین دن صبح صبح شہد چاٹ لے اس کو اس

مہینہ میں کوئی بڑی بیماری نہ ہوگی)

یہ ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ باقاعدہ شہد پینے والے کو دل، گردوں اور پیٹ کی کوئی بیماری نہیں ہوتی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دو اہم ارشادات منقول ہیں۔

کان احب الشراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

العسل۔ (بخاری)

(پینے والی چیزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد سب سے

زیادہ پسند تھا)

انہوں نے اپنی پوری زندگی میں روزانہ شہد پیا۔ اور ہمیشہ تندرست رہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحب الحلوٰی و
العسل۔ (بخاری)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوہ (مٹھاس) اور شہد بہت زیادہ پسند تھے)
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
علیکم بالشفائین: العسل والقرآن۔

(ابن ماجہ، متدرک الحکم)

(تمہارے لیے شفا کے دو مظہر ہیں۔ شہد اور قرآن)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ:

ان کان فی شئ من اودیتکم خیر ففی شرطۃ محجم
او شربة عسل۔

(تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں بھلائی کا اگر کوئی عنصر ہے تو وہ

پچھنے لگانے اور شہد پینے میں ہے)

مسند احمد میں اسی حدیث میں عسل کے بعد مذکور ہے۔

”اولد غۃ بنار توافق داء وما احب ان اکتوی“

(آگ سے جلانا بھی بیماری کے مطابق ہے۔ مگر میں آگ سے

جلانے کو پسند نہیں کرتا)

مسند احمد میں عقبہ بن عامرؓ سے بھی تقریباً یہی الفاظ مروی ہیں۔ بخاری اور ابن ماجہ

نے یہی ارشاد گرامی الفاظ کے معمولی رد و بدل کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے
روایت کیے ہیں۔

الشفاء فی ثلاثۃ. شربة عسل و شرطۃ معجم و کية ناروا

انہی امتی من الکی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الحاضرة عرق الكلية اذا تحرك اذى صاحبها
فداوها بالماء المحرق والعسل.

(ابوداؤد، مستدرک الحاکم، ابونعیم، الحارث)

(خاصہ گردے کا ایک اہم حصہ ہے۔ جب اس میں سوزش ہو جائے

تو گردے والے کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ اس کا علاج جلے

ہوئے پانی اور شہد سے کیا جائے)

خاصہ سے مراد گردے کا طن ہے جسے طب میں PELVIS کہتے ہیں۔ محدثین نے

جلے ہوئے پانی سے مراد ابلّا ہوا پانی لیا ہے۔ مگر صحابہ کرامؓ نے سنت کی پیروی ”ماء المحرق“

کی جگہ ہمیشہ بارش کا پانی استعمال کیا ہے۔

”کنزل العمال“ میں مسند فردوس کے حوالہ سے حضرت انس بن مالکؓ سے ایک

روایت کا خلاصہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔ جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی

ہے۔

درهم حلال يشتري به عسلا و يشرب بماء المطر

شفاء من كل داء. (مسند فردوس)

(اپنی حلال کی کمائی کے درہم سے شہد خرید کر اسے بارش کے پانی میں

ملا کر پینا تقریباً سبھی بیماریوں کا علاج ہے)

حضرت خضرؓ بن حسان بن عامر بن مالک بیان کرتے ہیں۔

بعثت الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وعك بي

والتمس منه دواء وشفاء فبعث الى بعكة من عسل.

(مسند عامر بن مالک، ابن عساکر، ابن ابی شیبہ، ابن مندہ)

(میں بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں ملتی ہوا کہ وہ

مجھے دوا اور دُعا سے فیض یاب کریں۔ انہوں نے جواب میں مجھے شہد
کی کچی روانہ فرمائی)

بیمار نے دوا طلب کی تھی۔ جس کے جواب میں شہد عطا فرمایا گیا۔ مطلب صاف ظاہر
ہے تم اسے پیو۔ ٹھیک ہو جاؤ گے۔
حضرت علی بن ابوطالب روایت فرماتے ہیں۔

اذا اشتكى احدكم فليسنل امراته ثلاثة دراهم او نحوها
فليشتر بها عسلا وليأخذ من ماء السماء فيجمع هنياً
مربوا وشفاء و مبارکاً.

(ابن المنذر، ابن ابی حاتم، احمد بن الفرات)

(تم سے جب کوئی بیمار ہو تو اپنی بیوی سے تین درہم یا اس سے کچھ کم
لے کر اس کا شہد خرید لائے۔ پھر اس میں آسمان کا پانی ملا کر انہیں
خلوص دل کے ساتھ پی لے کہ مبارک بھی ہے اور شفا کا مظہر بھی)
حمید بن زنجویہ۔ سیوطی اور رزین نے حضرت عبداللہ بن عمر کا ایک دلچسپ عمل ان کے
غلام نافع سے بیان کیا ہے۔

كان لا يشكو فرحة ولا شينا الا جعل عليه عسلا حتى
الدمل، اذا كان به طلاه عسلا فقلنا له تدواي الدمل
بالعسل... فقال اليس يقول الله "فيه شفاء للناس".

(وہ جب بھی بیمار ہوئے یا ان کو کوئی زخم ہوتا فوری طور پر علاج
کرتے۔ حتیٰ کہ اگر ان کو پھنسی بھی نکلتی تو اس پر شہد لگاتے تھے۔ ہم
نے ایک روز تعجب سے کہا کہ کیا آپ پھنسی پر شہد لگاتے ہیں؟ فرمایا!
”کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے“)

مسند احمد بن حنبل میں متعدد روایات اس امر کی ہیں کہ جسمانی کمزوری، جھکن اور

مختلف امراض کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شہد کا شربت اور کبھی دودھ میں شہد ملا کر پیا لوگوں کو بھی ایسے ہی تلقین فرمائی۔

عن ابن عباس قال اول ما سمعنا بالفالوذج ان جبرائیل علیہ السلام ارسل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان امتک تفتح علیہم الارض فیفاض علیہم فقال الدنیا حتی انہم لیاکلون من الفالوذج .
”فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما الفالوذج قال یخلطون السمن والعسل جمیعاً . فشہق النبی صلی اللہ علیہ وسلم لذلك شہقة“ . (ابن ماجہ)

(حضرت عبداللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ہم نے ابھی فالودہ کے بارے میں نہ سنا تھا کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ آپ کی امت بہت سے ملکوں کو فتح کرے گی اور ان کو بہت زیادہ مال و دولت ملے گی اور وہ فالودہ کھائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ فالودہ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ گھی اور شہد کو ملا کر اسے بناتے ہیں اس پر آپؐ رونے کی آواز نکال کر روئے۔
حضرت جابر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں۔

اھدی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم عسل فقسّم بیننا لعقة لعقة فاخذت لعقتی ثم قلت یا رسول اللہ ازداد اخری .
قال نعم . (ابن ماجہ)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ میں شہد آیا۔ انہوں نے ہم سب کو تھوڑا تھوڑا چاٹنے کے لیے مرحمت فرمایا۔ میں نے اپنا حصہ چاٹ کر مزید کی عرض کی اور انہوں نے قبول فرمائی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پانے والے صحابہ کرامؓ بھی شہد کو بہت پسند کرتے تھے۔

امہات المؤمنینؓ میں اس کی پسند کا یہ عالم تھا کہ ایک صاحب مسئلہ پوچھنے حضرت عائشہؓ صدیقہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ ایک اندھے کو سگترے کی قاشیں چھیل کر ان کو شہد میں ڈبو کر کھلا رہی ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ نابینا حضرت ام مکتومؓ ہیں جن کے خلوص کو اللہ تعالیٰ نے اتنی اہمیت دی کہ ان کے متعلق قرآن مجید کی ایک سورۃ نازل ہوئی۔ اور اسی اہمیت کے اعتراف میں وہ ان کی ذاتی طور پر خاطر و مدارت کر رہی تھیں۔ خاطر داری کے لیے انہوں نے سگترہ پسند فرمایا جو کہ عرب میں اب بھی نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے وہ تحفہ چیز تھی جس کے ساتھ شہد ملا کر اس کی لذت اور افادیت میں اضافہ ہو گیا۔

محمدؐ شین کے مشاہدات

جب عوف بن مالک الاشجعی بیمار ہوئے تو اپنے بیٹے سے کہا کہ وہ کسی گھر سے بارش کا رکھا ہوا پانی مانگ لائے۔ اس نے مقصد پوچھا تو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”و انزل من السماء ماء مبارکۃ“.

(ہم نے آسمان سے ایک برکت والا پانی اتارا ہے)

پھر فرمایا کہ شہد لاؤ اور اس کو توضیح میں فرمایا کہ قرآن مجید نے اس کی اہمیت کی سند یوں عطا کی ہے۔

”فیہ شفاء للناس“

(اس میں لوگوں کے لیے بیماریوں سے شفاء ہے)

اس کے بعد زیتون کا تیل طلب فرمایا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ قرآن مجید نے اسے کتنی اہمیت عطا کی ہے۔

”من شجرة مبارکۃ زیتونۃ“.

(یزیتون کے مبارک درخت سے ہے)

انہوں نے ان تینوں چیزوں کو ملایا اور پی گئے۔ دو تین دن میں تندرست ہو گئے یہ

واقعہ ابو العباس احمد بن علی العبدی المقریزی نے بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت عوف بن مالک ہمیشہ شہد کا سرمہ لگایا کرتے تھے۔

ابن کثیرؒ نے حضرت علیؓ کا ایک نسخہ بیان کیا ہے کہ مریضوں کو ہدایت کرتے تھے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت کا غز پر لکھ کر اسے بارش کے پانی سے دھو کر اس پانی میں شہد ملا کر پی لیں شفا یاب ہو جائیں گے۔

جامع الاصول میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا نسخہ مذکور ہے کہ قرآن مجید کی کوئی بھی آیت لکھ کر اس پر شہد لگا دیا جائے۔ پھر اس کو چاٹ لیں شفا ہو جائے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ قرآن مجید اور شہد کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے اس لیے ان دونوں بزرگوں نے قرآن مجید کی صفت شفا سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے اس کے ساتھ شہد کو شامل کر لیا۔ کیونکہ اس کی شفاء کا انکشاف بھی قرآن مجید نے کیا اور وہ خود اپنی خاصیت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

”ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين“

(اس میں شفا کے علاوہ اور کچھ نہیں لیکن یقین کرنے والوں کے لیے)

محدثین کرام نے زیادہ توجہ اس حدیث پر دی ہے جس میں ابوسعید الخدریؓ اسہال کے مریض کی تین چار مرتبہ آم کے بعد شفاء بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ کذب بطن اخیک۔ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ شہد ایک یا دو مرتبہ پلانا بیماری کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے کافی نہیں۔ ضرورت اس کی تھی کہ وہ بار بار پیئے تاکہ بیماری پیدا کرنے والے جراثیم ہلاک ہو جائیں۔ اس کے بعد شہد کی مزید مقدار اس لیے مطلوب ہوئی کہ وہ ان مردہ جراثیم اور ان کی زہروں کو پیٹ سے نکال دے اور اس طرح مریض کو شفا طبعی نقطہ نظر سے مکمل طور پر ہوئی۔ کیونکہ اجاتوں کی کثرت کو کم کر دینا علاج نہ تھا۔ یہ مظاہرہ اس اہم حقیقت کی دلالت کرتا ہے کہ شہد پیٹ میں موجود مختلف بیماریوں کے جراثیم ہلاک کرتا۔ آنتوں کے زخموں کو مندمل کرتا اور تندرستی کو بحال کرتا ہے۔ یہ علاج

اسہال کے درجہ اول اور ثانیہ میں از حد مفید رہے گا۔

آج تک کے اطباء کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ اسہال کے مریضوں کا علاج ایسی ادویہ سے کرتے ہیں جو قابض ہوتی ہیں اور مریض بھی یہی چاہتا ہے کہ بار بار کی حاجت سے نجات پائے۔ مگر یہ عمل مریض کی اپنی صحت کے لیے خطرناک ہے۔ کیونکہ آنتوں کی حرکات کو روک کر دل کو مفلوج کیا جاسکتا ہے۔ دوسری صورت میں جراثیم وہاں مقیم رہ کر مستقل طور پر سوزش پیدا کرتے رہیں گے اور ان کی زہریں اعصابی نظام کے لیے مستقل خطرہ بنی رہیں گی۔ اس علاج سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الہی سے علم طب پر مکمل عبور حاصل تھا اور انہوں نے وہی کچھ کیا جو ایک حاذق اور معاملہ فہم معالج کو کرنا چاہیے۔

بہترین شہد فصل ربیع کا ہے۔ اس کے بعد موسم گرما کا اور پھر سردی کا۔ اطباء اس امر پر متفق ہیں کہ یہ بہترین دوا اور بہترین ٹانک ہے۔ کیونکہ یہ جسمانی قوتوں کو چلا دیتا ہے۔ یہ مقوی بدن ہے۔ معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ بوڑھوں کو توانائی اور مخرج بلغم ہے۔ پیٹ کو نرم کرتا ہے۔ باؤلہ پن میں مفید ہے۔ یہ ادویہ کو حل کر کے ان کے اثرات کو بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر اس میں گوشت رکھ دیا جائے تو تین ماہ تک اسے گلنے نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ تین ماہ تک سبزیوں کو بھی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس لیے علماء نے اسے ”الحافظ الامین“ کا لقب دیا ہے۔

اگر اسے جسم پر لگایا جائے تو یہ ایک عظیم نعمت ہے۔ جوؤں کو مار دیتا ہے۔ بال ملائم اور لمبے کرتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ اس کا منجن دانٹوں کو چمکاتا اور مسوڑھوں کی حفاظت کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شہد کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

”علیکم بالشفائین: العسل والقران“۔

تو یہ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ ایک روحانی امراض کے لیے دوسرا جسمانی کے لیے یکساں طور پر مفید ہی نہیں بلکہ دونوں اقسام کی صحت کو تحفظ دیتا ہے۔ شہد کو اگر غذا کہیں تو

مکمل غذا ہے۔ اگر اسے مشروب قرار دیں تو مفرح اور مقوی مشروب ہے اور پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ جسم سے صفراء کو زائل کرتا ہے۔ محدثین نے سرکہ کو اس کا مصلح قرار دیا ہے۔ اسے صبح نہار منہ کھانا یا پینا معدہ کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک کر دیتا ہے۔ جگر، گردوں اور مثانہ سے غیر مطلوبہ عناصر کو خارج کرتا ہے۔ محدث عبداللطیف بغدادی کہتے ہیں کہ اکثر بیماریوں میں شہد دوسری چیزوں سے اس لیے افضل ہے کہ یہ جسم کے سدوں کو کھولتا۔ غلاظتوں کو حل کر کے نکالتا اور جسم کو دھو کر صاف کر دیتا ہے اور اطباء عرب نے اسے اس لیے بھی فضیلت دی ہے کہ:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يشرب كل يوم
قدح عسل ممزوجا بالماء على الريق. (ابن القيم، ذہبی)
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح نہار منہ پانی میں شہد گھول کر اس کا
پیالہ پیا کرتے تھے)

ان کے اس عمل کو سامنے رکھیں تو ہماری توجہ ان کی تندرستی اور اپنی صحت کو قائم رکھنے کے امور کی جانب مبذول ہو جاتی ہے۔ اس غرض کے لیے وہ شہد کے علاوہ کم کھاتے تھے۔ کھجور یا منقہ کا پانی پیتے تھے۔ تیل پیتے تھے۔ سرمہ لگاتے تھے۔ پیدل چلتے تھے اور گندی غذا اور چکنائیوں کی کثرت سے پرہیز کرتے تھے۔

وہ طب الاجساد اور طب الارواح پر دسترس رکھنے کے ساتھ ان کو عملی طور پر دکھاتے تھے تاکہ لوگ زمینی اور روحانی امراض سے محفوظ رہیں۔

محدثین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شہد میں مختلف بیماریوں سے بچاؤ اور علاج کی جو صلاحیت رکھی ہے وہ اسی طرح ہے جیسے کہ قرآن مجید سینہ کے جملہ مسائل کے لیے خواہ وہ شکوک اور شبہات ہی کیوں نہ ہوں شفا ہے۔

ابن القیم بیان کرتے ہیں کہ شہد ایک ایسی منفرد چیز ہے کہ جو دوا اور غذا ہونے کے ساتھ ساتھ کسی بھی نسخہ میں کسی فکر کے بغیر شامل کی جاسکتی ہے۔ اطباء قدیم نے شہد کا ذکر بطور

مٹھاس کے کیا ہے۔ وہ اس کے جملہ کمالات سے آشنا نہ تھے۔ البتہ مصریوں کے محفوظ کر دینے والے اثرات سے واقفیت تھی۔ کیونکہ یہ لاشوں کے اجسام کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس کے فوائد سے مکمل واقفیت عہد رسالت اور اس کے بعد ہوئی ہے۔ کیونکہ جب قرآن مجید نے اسے شفاء کا مظہر بتایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فوائد کا عملی مظاہرہ دکھایا تو دیکھنے اور سننے والے مجبور ہو گئے کہ اس کے افادات پر ایمان لائیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرار دیا ہے کہ قرآن اور شہد میں شفاء ہے تو ان میں ان فوائد کی موجودگی ایک یقینی امر ہے۔ اگر کسی کا قرآن سے علاج کیا جائے تو اس سے شفاء حاصل کرنے کے لیے اس پر ایمان اور یقین کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن نے اپنی شفاء کی صفت کے لیے مومنین کی تخصیص کی ہے۔ اور اگر اس سے کسی کو شفاء نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر خود یقین نہیں رکھتا تھا۔ جیسے کہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من لم يستشف بالقرآن فلا شفاء الله“۔

اسی موضوع پر ابن قانع نے رجاء الغنویؒ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔

استشفو بما حمد الله به نفسه قبل ان يحمدہ خلقه

وبما مدح الله به نفسه الحمد لله وقل هو الله احد:

فمن لم يشفه القرآن فلا شفاء الله.

ان دونوں روایات میں قرآن سے شفاء حاصل کرنے کی ترکیب بیان کرنے کے بعد یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جس کسی کو قرآن سے بھی شفاء حاصل نہ ہو سکے تو پھر وہ یہ سمجھ لے کہ اب شفا یاب ہونا اس کی قسمت میں نہیں۔

ابن القیمؒ قرآن اور شہد سے شفا کو ایمان اور یقین سے مشروط کرتے ہیں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طب و جی الہی سے وجود میں آئی۔ وہ نبوت کی روشنی ہے۔ جبکہ دوسرے علاج قیافہ پر مبنی ہیں اور یہاں پر کسی غلطی یا شبہ کا کوئی امکان نہیں جب قرآن نے شہد میں

شفاء کا پتہ بتایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مختلف صورتوں میں تصدیق کی ہے تو پھر اس پر شبہ کرنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔

شہد بلاشبہ ایک جامع اور مکمل غذا ہے۔ یہ جسم سے فاسد مادوں کو نکالنے کے علاوہ زہریلے اثرات سے بچاتا ہے جیسے کہ زہریلی کھنسی کھانے کے بعد یا فیون کا نشہ اتارنے کے لیے اسے پانی میں گھول کر دینا کافی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارکہ کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ وہ اسے پانی میں گھول کر پیتے تھے اور ہمیشہ خالی پیٹ یا نہار منہ استعمال فرمایا۔ اس عادت مبارکہ میں حکمت یہ تھی کہ یہ فوراً جذب ہو کر معدہ سے غلاظت کو نکالتا۔ معدہ کے زخم کو صاف کرتا۔ اور جسم کو جملہ امراض سے محفوظ رکھتا ہے اسی عادت کا فائدہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس نے مہینے میں تین روز بھی شہد چاٹ لیا وہ اس ماہ کسی بڑی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔“

ان کے شہد پینے کی عادت کا فائدہ ان کی حیاتِ مطہرہ کے مطالعہ سے ثابت ہے کہ وہ کبھی ایک دن کے لیے بھی نہ تو بیمار ہوئے اور نہ کسی سفر یا جنگ کے دوران اپنی کمزوری یا تھکن کا اظہار فرمایا وہ نبوت کے عہدہ جلیلہ پر تقریباً ۲۴ سال متمکن اور فائز رہے۔ اور اس طویل عرصہ میں ان کی زندگی کے ہر پل کی خبر ہمیں میسر ہے۔ انہوں نے روزانہ شہد پی کر یہ واضح کر دیا کہ اگر کوئی یہ عادت اپنالے تو پھر وہ عام طور پر تندرست ہی رہے گا۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات

قدیم مصر کے حکماء شہد سے واقف تھے۔ لاشوں کے محفوظ کرنے کے عمل میں شہد استعمال کیا جاتا تھا۔ شاہی دسترخوان پر شہد ہمیشہ موجود رہتا تھا اور جب بادشاہ مرتے تھے تو ان کی ضروریاتِ زندگی مقابر میں ان کے ساتھ دفن کی جاتی تھیں۔ کھدائی کے دوران ہر مقبرے سے شہد کی کپیاں برآمد ہوتی ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ آٹھ ہزار سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ شہد انسانی استعمال کے قابل پایا گیا۔ اس میں اگر کوئی تبدیلی واقع

ہوئی تو صرف اتنی کہ اس کا رنگ سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اسے کھایا اور ذائقہ ٹھیک ٹھاک تھا۔

آریویدک طب کی مشہور کتاب ”سشرت“ میں شہد کی آٹھ آٹھ قسمیں مذکور ہیں۔

- 1- مکشیکا: یہ وہ شہد ہے جسے عام کھیاں جمع کرتی ہیں۔
 - 2- بھرامارا: یہ شہد سیاہ رنگ کی مکھیوں کا ہوتا ہے اور اس مکھی کو بھی بھرامارا کہتے ہیں۔ یہ شہد بلغم، کھانسی، بخار اور نکسیر میں دوسری اقسام سے زیادہ مفید ہے۔
 - 3- کشودھارا: یہ چھوٹے جسم کی چمک دار مکھی کا شہد ہے جس کی عام خاصیات تو مکشیکا کی مانند ہیں لیکن آنکھوں کی بیماریوں میں تریاق ہے۔
 - 4- پوجیکا: یہ چھوٹے قد کی سیاہ مکھی کا شہد ہے جو اپنے حجم میں پتنگوں سے ملتی جلتی ہے۔
 - 5- چھاترا: یہ بھڑکی شکل کی زرد مکھی ہے جس کا چھتہ چھتری کی شکل کا ہوتا ہے۔ یہ شہد خون کی قے، پھلہیری، پیٹ کے کیڑوں، سوزاک، ہسٹریا، متلی اور زہروں کے علاج میں زیادہ مفید ہے۔
 - 6- اورگما: یہ جنگلی شہد ہے۔ جو بھرامارا قسم کی مکھی جمع کرتی ہے۔ مگر اس مکھی کا رنگ سنہری ہوتا ہے۔ یہ شہد امراض چشم، بواسیر، ہیضہ، کھانسی، تپ دق، یرقان اور زخموں کے علاج میں مفید ہے۔
 - 7- اودلاکا: یہ حقیقت میں شہد نہیں بلکہ یہ ایک بدبودار گاڑھی رطوبت ہے۔ سفید چیونٹوں کے بلوں میں ملتی ہے۔
 - 8- دالا: یہ وہ شہد ہے جو صاف کیے بغیر پھولوں میں ہوتا ہے۔ یہ پیٹ میں صفرا اور تیزاب پیدا کرتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے، متلی اور سوزاک سے شفا دیتا ہے۔
- ہندو دیومالا کے مطابق بھگوان برہمانے انسانوں کی بھلائی کے لیے طب کا علم اسنی کماری کو یاد کروایا جس کے نسخے بعد میں سشرت کی شکل میں مرتب ہوئے۔ ایک اندازہ کے مطابق یہ کتاب تین ہزار سال سے زیادہ پرانی ہے۔

قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک میں وہاں کے حالات کے مطابق خدا کا پیغام لے کر انبیاء کرام تشریف لاتے رہے۔ طب کا علم ہمیشہ سے آسانی قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ ہندوستان میں تشریف لانے والے پیغمبروں نے یہاں کے رہنے والوں کو بھی زمین پر اس نادر روزگار تحفہ کے بارے میں باخبر کر دیا ہو۔ ویدوں نے شہد کی جن آٹھ قسموں کا ذکر کیا ہے وہ حقیقی نہیں۔ ان میں سے کم از کم دو شہد نہیں اور دو کا وجود مشتبہ ہے۔ مگر وہ اپنے ننحوں میں شہد کو سوزاک، امراضِ لطن، امراضِ اعصاب، امراضِ العین، ہیضہ اور دوسری متعدد بیماریوں میں بڑے وثوق سے استعمال کرتے ہیں۔

بوعلی سینا اور قانون کی شرح کرنے والوں نے شہد کی ماہیت کے بارے میں کہا ہے کہ:

”یہ ایک قسم کی شبنم خفی ہے جو پھولوں اور نباتات پر گرتی ہے۔ اس کو ایک منیش دار مکھی چوس کر اپنے چھتے میں کھانے کے واسطے جمع کر لیتی ہے۔“

یہ وہ ابتدائی دور تھا جب لوگوں کو پھولوں، پھولوں اور حیوانات کے بارے میں ثقہ معلومات میسر نہ تھیں۔ اسی ضمن میں ”مشکاة اللانذین فی علم الاقربا دین“ کے مولف محمد اخندی عبدالفتاح لکھتے ہیں۔

”شہد جو ہر شکری ہے جو ایک قسم کی مکھی سے حاصل ہوتا ہے اور باعتبار قانون اور مکافات کے کبھی جما ہوا ہوتا ہے اور کبھی پتلا کبھی سفید زردی مائل ہے۔“

اطباء قدیم کے نزدیک وہ شہد جو چھتے سے ٹپک کر از خود گر رہا ہو وہ سب سے عمدہ ہے۔ جبکہ چھتے سے نچوڑ کر نکالا گیا ہو اوموم سے آمیز ہوتا ہے۔ جس میں موم نہ ہو۔ سرخ رنگ، گاڑھا، شفاف، خوش مزہ اور خوشبودار ہو وہ سب سے عمدہ ہوتا ہے۔ فصل ربیع کا شہد موسم گرما سے بہتر ہوتا ہے۔ جو شہد پرانا ہو گیا ہو وہ مضر ہے۔ بعض اطباء نے دو سال پرانے شہد کو

زہر یلا قرار دیا ہے۔

ماء الحسل بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ دو گنی مقدار کے پانی میں اسے اتنا جوش دیں کہ ایک حصہ اڑ جائے اور اس دوران سطح کے اوپر سے جھاگ اتارتے رہیں۔ اگر اسے مرکب بنانا چاہیں تو پانی کی بجائے عریقات از قسم بید مشک، گلاب، بادیان یا کیوڑ استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ یہ مرکب کم ملیں ہے۔ بلکہ بلغمی مزاج والوں کے لیے قابض ہے۔

شہد بلغم لزج کو نکالتا ہے۔ سدھ کھولتا ہے۔ ردی رطوبتیں نکالتا ہے۔ اگر کثرت سے کھایا جائے تو استسقاء ریقان، عسر البول، ورم طحال، فالج، لقوہ، زہروں کے اثرات، امراض سرو سینہ میں مفید ہے۔ پیاس کو بجھاتا ہے۔ پتھری کو خارج کرتا ہے۔ معدہ، باہ اور بصارت کو قوت دیتا ہے۔

شہد کھانے سے پیشاب، دودھ اور حیض میں اضافہ ہوتا ہے۔ جگر کو قوت ملتی ہے اور گردہ مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے۔ اب کیوں یعنی زیرہ کے پانی کے ساتھ اسے پینا غصۃ الکلب اور زہروں کے علاج میں مفید ہے، بعض اطباء کا کہنا ہے کہ اگر کوئی عورت نہار منہ شہد پیئے اور اس کے بعد اس کے پیٹ میں مروڑ پیدا ہو تو وہ حاملہ ہے پیٹ بڑھ جانے اور استسقاء کی بیماری میں شہد ایک لاجواب دوائی ہے۔ بیس گرام شہد تین گنا پانی میں ملا کر کافی دن پینے سے پیٹ سے پانی نکل جاتا ہے۔

شہد کو کندر کے ساتھ ملا کر دینے سے سینہ اور پھیپھڑوں کا تنقیہ ہوتا ہے۔ یہ پتھری نکالنے میں زیادہ مفید ہے۔ ریقان کو دور کرتا ہے۔ بارتنگ کے پانی میں شہد کو گھول کر حقنہ کرنے سے بڑی آنت کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ بوعلی سینا اسے مقوی معدہ قرار دیتا ہے۔ اگر اسے عرق گلاب میں حل کر کے پیئیں تو اور زیادہ مفید ہے۔ یہ آنتوں کے ورم کو تحلیل کرتا ہے۔

شہد کی بعض قسموں کو بلغمی اور صفاوی مزاج والوں کے لیے قابض بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ اطباء تجویز کرتے ہیں کہ ان مزاجوں کے لوگ اسے سرکہ کے علاوہ استعمال نہ کریں۔

اگر کسی کو آنتوں میں زخم ہوں اور ان زخموں یا مزمن سوزش کی وجہ سے اسے بار بار اجابت ہو رہی ہو تو ان مریضوں میں شہد چونکہ زخموں سے جلن اور التهاب دور کرے گا اس لیے نتیجہ میں قبض ہو جائے گی۔ جسے سرکہ ملا کر دور کرنا علم الامراض کے مطابق بھی درست عمل نہ ہو گا۔ ایسے میں شہد کے ساتھ جو کا دلیا جو کا پانی شامل کرنا مرض کو دور کرنے میں بھی مفید ہو گا اور رد عمل کے طور پر قبض بھی نہ ہوگی۔

مقامی استعمال

دانتوں کے لیے شہد ایک بہترین ٹانک ہے۔ اسے سرکہ میں حل کر کے دانتوں پر ملانا ان کو مضبوط کرتا ہے اور مسوڑھوں کے ورم دور کرنے کے علاوہ دانتوں کو چمکدار بناتا ہے۔ گرم پانی میں شہد اور سرکہ کے ساتھ نمک ملا کر غرارے کرنے سے گلے اور مسوڑھوں کا ورم جاتا رہتا ہے۔ شہد میں انزروت اور نمک ملا کر بہتے کان میں ڈالنے سے پیپ بند ہو جاتی ہے۔ قلمی شورہ پانی میں بھگو کر اس میں شہد ملا کر کان میں ڈالنا نقل سماعت میں مفید ہے۔

حساسیت میں شہد

انگلستان میں سالفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر لاری کرافٹ نے حساسیت اور موسم بہار میں حساسیت کی وجہ سے ہونے والے بخار کے 200 مریضوں پر تجربات کے بعد ثابت کیا ہے کہ یہ عوارض کسی اور دوائی کو شامل کیے بغیر صرف شہد سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر کرافٹ کے مطابق یہ شہد باغوں سے حاصل کیا گیا ہو اور اسے بار بار زیادہ گرم نہ کیا گیا ہو۔ گندم کے آنے میں شہد ملا کر مرہم بن کر پھوڑے پھنسیوں اور اورام حارہ پر لگانا ان کو مندمل کر دیتا ہے۔ شہد میں سرکہ اور نمک ملا کر چھائیوں پر لگانے سے داغ دور ہو جاتے ہیں۔ روغن گل میں ملا کر گندے زخموں پر بطور مرہم لگانے سے ان کی عفونت رفع کر کے انہیں ٹھیک کر دیتا ہے۔ عرق گلاب میں شہد ملا کر بالوں میں لگانے سے جوئیں مرجاتی ہیں۔ بال ملائم اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ چھائیوں کو دور کرنے میں سرکہ کی نسبت قسط شیریں کے

ساتھ شہد کا مرکب بعض اطباء کے نزدیک زیادہ موثر ہے۔ چونکہ یہ اندر کی رطوبتیں بھی کھینچ کر نکال سکتا ہے، اس لیے عرق النساء کے درد میں اس کا لیپ بڑا مفید ہے۔

شہد کی کیمیائی ہیئت

ایک ملی لیٹر شہد کا وزن ۲۰۰g پر ۳۶۱ء۔۔۔ ۳۵ء اگرام ہوتا ہے۔ اس میں پانی کی مقدار اگرچہ موسم، درجہ حرارت اور آس پاس کی زراعت سے تبدیل ہوتی رہتی ہے لیکن امریکی معیار کے مطابق اس میں ۱۸ء ۸۸ فیصدی پانی ہوتا ہے۔

دنیا کے شہد پیدا کرنے والے ممالک میں امریکہ، روس، چین، میکسیکو، آسٹریلیا، ارجنٹائن اور ساپرس شامل ہیں۔ عام طور پر شہد میں ۴۶ فیصدی موم ہوتی ہے۔ مگر موم کی مقدار شہد نکالنے کے طریقہ اور چھتے کی آبادی پر بھی منحصر ہے۔ اگر چھتے پک کر اپنے آپ ٹپکنے لگیں تو ایسے شہد میں موم بہت کم ہوگی۔ اسی طرح کٹ لگا کر نکالے ہوئے شہد میں موم کی مقدار کم ہوتی ہے جبکہ چھتے کو نچوڑ کر نکالنے کی صورت میں موم زیادہ ہوتی ہے۔ شہد کو گرم کریں تو یہ موم سے پہلے پگھل جاتا ہے۔ موم ۱۴۵ء F پر پگھلتی ہے۔

جسم انسانی کی ساخت میں جتنے بھی کیمیائی مرکبات استعمال ہوتے ہیں یا انسان کو ان کی ضرورت رہتی ہے۔ ان میں سے ہر عنصر شہد میں موجود ہے۔ اشیائے خوردنی میں حیاتین کی موجودگی کے بارے میں اصول یہ ہے کہ بعض خوراکیں ایسی ہیں جن میں حل پذیر وٹامن ہوتے ہیں اور بعض ایسی ہیں جن میں چکنائی میں حل ہونے والے وٹامن اقسام A-D-E-K پائے جاتے ہیں۔ شہد وہ منفرد مرکب ہے جس میں ہر قسم کے وٹامن موجود ہیں۔

شہد میں موجود عناصر، مٹھاس، فرکٹوس، فارمک ایسڈ، فرازی تیل، موم اور لوپن POLLENGRAINS ہوتے ہیں۔ ۶۰ء F۔۔۔ ۵۰ء پر شہد دانے دار بن جاتا ہے۔ اس کے اجزاء میں اہمیت مٹھاس کو ہے۔ کیمیائی طور پر مٹھاس کی سب سے مشکل قسم نشاستہ ہے۔ جب ہم روٹی کی صورت میں نشاستہ منہ میں ڈالتے ہیں تو چبانے کے دوران تھوک کا

جوہر PTYALIN نشاستہ کو گلوکوس میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جس سے ہم لقمہ کو چباتے چباتے مٹھاس محسوس کرنے لگتے ہیں۔ قرآن مجید نے مکھیوں کے منہ میں متعدد قسم کے جوہروں کی نشاندہی کی ہے۔ اور علم کیمیا کی ترویج سے اس ارشادِ ربانی کی صداقت کا عمل یوں معلوم ہوا ہے کہ یہ پھولوں سے حاصل ہونے والی چیزوں اور خاص طور پر پولن کے دانوں میں موجود نشاستہ کو فرکٹوس میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اسی طرح مکھی کے راستہ میں چینی بھی آتی ہے۔ جسے کیمیاوی طور پر SUCROSE کہتے ہیں۔ مکھی کے منہ میں ایک ہاضم جوہر INVERTASE کے نام سے پایا جاتا ہے۔ وہ چینی یا دوسری نشاستہ دار چیزوں کو آسان ساخت کی مٹھاسوں یا INVERT SUGARS میں تبدیل کر دیتا ہے۔ عام شہد میں مٹھاسوں کی شرح اس طرح بیان کی گئی ہے۔

۸۰۔۔۔۱۲% ۶۰۔۔۔۹۳%

جبکہ کینڈا میں پیدا ہونے والے شہد کا معیار یہ ہے۔

۶۰۔۔۔۷۸% ۶۰۵۔۔۔۷۶%

پاکستان کونسل برائے سائنٹفک ریسرچ لاہور کی لیبارٹری میں علم غذا کے ماہر ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے بازار سے شہد کے 25 نمونے حاصل کیے جن میں سے 13 معیار سے کم تھے۔ اس کے بعد انہوں نے واہ، چھانگا مانگا جنگل اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ذریعہ مختلف فصلوں کے شہد کا تقابلی جائزہ لیا اور یہ اعداد و شمار جاری کیے ہیں:-

INSOLUBLE SOLIDS SUCROSE ASH MOISTURE

۰.۱۵، ۶.۷، ۶۶.۶، ۰.۵۲	۱۳.۵	کونپلوں کا شہد
۰.۱۵، ۲.۸، ۶۴.۵، ۰.۶	۱۸.۹	لوکاٹ کا شہد
۰.۱۵، ۲.۳، ۷۰.۲، ۰.۶۱	۱۶.۸	سرسوں کا شہد
۰.۲۰، ۱.۲، ۷۱.۴، ۰.۵۶	۱۲.۴	سنگتروں کا شہد

(واہ)

۰۶۵۰، ۲۶۲، ۶۹۶۲، ۰۶۵۸، ۱۳۶۵	سنگتروں کا شہد
	(زرعی یونیورسٹی)
۰۶۵۰، ۱۰۶۰، ۵۸۶۰، ۰۶۵۳، ۱۷۶۴	گلاب کا شہد
	(واہ)
۰۶۵۰، ۹۶۸، ۵۸۶۵، ۰۶۵۵، ۱۶۶۲۰	گلاب کا شہد
	(زرعی یونیورسٹی)
۰۶۳۲، ۳۶۳، ۶۲۶۱، ۰۶۶۸، ۱۳۶۸	جنگلی شہد
	(چھانگا مانگا)

اس جائزہ سے اہم نتیجہ نکلتا ہے کہ شہد میں موجود عناصر فصل، موسم اور علاقہ کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

کبھی جب خوراک کی تلاش میں پھرتی ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر مرتبہ پھولوں پر ہی جائے۔ اسے راستہ میں گئے کارس، گڑ، راب، کھانڈ کے ڈھیر یا مصری کی ڈلیاں بھی میسر آ سکتی ہیں۔ شہد کی کھیاں پالنے والے ادارے اور کمپنیاں اپنی کھیپ کو بڑھانے کے لیے چھتوں کے قریب کسی سستی قسم کی مٹھاس کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ کھیاں چھتوں سے اڑتی ہیں ان ڈھیروں پر بیٹھ کر وہاں سے مٹھاس لے کر لوٹ آتی ہیں۔ اس کو مکھیوں کے جوہر DIASTASE اور INVERTASE فرکٹوس میں تبدیل کر دیتے ہیں کیونکہ یہ چھتوں میں چینی کا وجود پسند نہیں کرتیں۔ اگر کسی چھتہ میں چینی ملتی ہے۔ تو یہ وہی مقدار ہوتی ہے جو ابھی تبدیلی کے مرحلہ میں سے نہیں گزری۔ مٹھاس کے ڈھیروں سے حاصل ہونے والا شہد بالکل خالص ہوتا ہے۔ مگر اس کا معیار وہ نہیں ہوتا جو پھولوں سے حاصل ہونے والے شہد کا ہوتا ہے۔ ان میں لحمیات نہیں ہوتے اور کیمیادی عناصر کی مقدار بھی برائے نام ہوتی ہے۔ قدرتی طریقہ سے حاصل ہونے والے شہد میں اضافی تاثیریں بھی شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً چین سے آنے والا انیم کا شہد اگر چہ سیاہی مائل اور کسیلا ہوتا ہے مگر وہ کسی بھی دوائی سے زیادہ

مصفی خون ہوتا ہے۔ یوکلپٹس کا شہد تیز اور بد بودار ہوتا ہے۔ جبکہ یہ زکام اور کھانسی میں بڑا مفید ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی اور گائے کے دودھ کی افادیت میں ایک اہم نکتہ بیان فرمایا ہے کہ یہ ہر قسم کے درختوں پر چرتے ہیں۔ اسی طرح شہد کی مکھی کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے پھولوں سے رس چوستی ہے اور ان کے پلن اس کے جسم سے لگے ہوتے ہیں۔ اس لیے باہر سے آنے والے خوبصورت بوتلوں کا شہد خالص تو ضرور ہے مگر معیار کے لحاظ سے گھٹیا ہوتا ہے۔

کھیاں جب بھنھناتی ہیں تو اپنے پروں کی حرکت سے شہد کو پکھا کر کے اس کا پانی اڑا کر شہد کو گاڑھا کرتی ہیں۔ عام طور پر شہد میں یہ عناصر ہوتے ہیں۔

POTASSIUM	SODIUM	CALCIUM
۳۵	۷۷	۷۷۷
PROTEINS	WAX	CARBOHYDRATES
۰.۶-۲.۶	۴.۶	۷۴.۴
PHORPHORUS	SULPHUR	CHLORINE
۳۲.۳	۰.۸	۲۶.۳
MAGNESIUM	COPPER	IRON
۲.۰	۰.۰۴	۰.۲۰

ایک سو گرام شہد میں عناصر کے اس تناسب کے علاوہ یہ جسم انسانی کو حرارت کے ۳.۷ حرارے بھی مہیا کرتا ہے۔

لاہور کارپوریشن کے پبلک انالسٹ عارف شاہ نے شہد میں سیماوی عناصر کی موجودگی پر خصوصی تحقیقات کی ہیں۔ انہوں نے اس میں لیتھیم بھی پایا اور ان کی تحقیق کے مطابق پاکستانی شہد میں پانی کی مقدار 25 فیصدی جبکہ برطانوی معیار بھی اس کے قریب ہے البتہ

امریکہ اور کینیڈا میں پانی اس لیے کم ہوتا ہے کہ وہ قدرتی شہد استعمال نہیں کرتے۔

شہد کی مکھیاں بھی دوسرے جانداروں کی طرح بیمار ہوتی ہیں۔ اگر یہ کسی دوسرے چھتے کا شہد کھالیں تو اکثر بیمار پڑ جاتی ہیں۔ کیونکہ وہاں کی بیماریاں ان تک آ جاتی ہیں۔ مکھیوں کی زندگی کو آج کل کا سب سے بڑا خطرہ کیڑے مارنے والی ادویہ سے ہے۔ فصلوں اور گھروں سے کیڑے ختم کرنے کے لیے جو ادویہ استعمال ہوتی ہیں ان میں سے ہر ایک ان مکھیوں کو بھی مار سکتی ہے۔ چونکہ آج کل فصلوں پر سپرے کرنے کا رواج ہو چکا ہے۔ اس لیے مکھیوں کی تعداد کم ہونے لگی ہے اور یہی صورت حال پرندوں کی بھی ہے۔ برطانیہ اور امریکہ میں مکھیاں پالنے والے اپنی مکھیوں کو کھانڈ میں۔۔۔ FUMAGILLIN ملا کر کھلاتے ہیں جس سے ان کو کرم کش ادویہ سے نقصان کا احتمال کم ہو جاتا ہے۔

پاکستان میں خالص خوراک کے قوانین کے تحت تجزیہ کرنے کے لیے درج ذیل معیار مقرر ہے۔

۲۵ فیصدی سے زائد نہ ہو

پانی یا نمی

۰.۵ فیصدی

راکھ ASH

۱۰ فیصدی

چینی SUCROSE

۲۰ فیصدی سے کم REDUCING SUGAR

اگر اس کا رنگ گلابی ہو جائے تو شہد میں چینی یا FIEHME'S TEST

شربت کی ملاوٹ ہے۔

لاہور کی فوڈ لیبارٹری میں آخری ٹیسٹ کے علاوہ BROWN'S TEST مزید اطمینان کے لیے کرتے ہیں۔ اگر اس کے پھول کا رنگ گلابی سے زرد ہو جائے تو شہد میں ملاوٹ موجود ہے۔ عارف شاہ پچھلے بیس سال سے اشیاء خوردنی کے معیار کا تجزیہ کر رہے ہیں ان کی رائے میں شہد کے یہ معیاری ٹیسٹ ہر طرح سے جامع اور مکمل ہیں۔ ان کے ذریعہ شہد میں ملاوٹ کا یقیناً پتہ چل جاتا ہے۔

لوگوں نے شہد کی پہچان کے لیے کئی طریقے مشہور کیے ہیں۔ ایک میں نمک کی ڈلی شہد میں ملاتے ہیں۔ اگر شہد نمکین ہو جائے تو ملاوٹ والا ہے۔ خالص شہد میں نمک حل نہیں ہوتا۔ ٹیسٹ غلط نہیں۔ لیکن اس میں ۲۵ فیصدی پانی بھی ہوتا ہے جس میں نمک حل ہو سکتا ہے۔ اس لیے ذائقہ نمکین ہو جانے کے باوجود شہد خالص ہو سکتا ہے۔

کہتے ہیں کہ خالص شہد روٹی پر لگا کر کتے کو کھلایا جائے کتا شہد نہیں کھاتا۔ جبکہ شیرہ کھا لیتا ہے۔ یہ بھی کوئی معیار نہیں۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ کتا کسی وقت کھانے کے موڈ ہی میں نہ ہو۔ جس کا غلط مطلب نکل سکتا ہے۔

شہد آسانی سے پانی میں حل نہیں ہوتا۔ جب خالص شہد قطرہ قطرہ پانی کے پیالہ میں پڑکا یا جائے تو یہ قطرے ثابت و سالم پیندے تک چلے جاتے ہیں۔ جبکہ شربت یا شیرہ کا قطرہ پیندے تک جانے سے پہلے ٹوٹ کر حل ہو جاتا ہے۔

پھولوں کے تولیدی دانے مکھی کے جسم کو چپک جاتے ہیں۔ یہ اور مکھیوں کے اپنے ساختہ لحمیات بھی شہد میں ہوتے ہیں۔ یہ لحمیات کی ایک خاص قسم ہے جو جسم کے دفاعی نظام کی ترویج میں اہم مقام رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ لحمیات کی قسم کے عناصر PROTEINS منہ کا لعاب اور رنگ دار مادے بھی شہد میں موجود ہوتے ہیں۔

شہد کی مکھی کی اگرچہ کئی قسمیں ہیں۔ مگر ان میں سے ہر قسم ڈنگ مارنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس ڈنگ کا سیال دانے دار ہوتا ہے۔ جو انجکشن کی مانند جسم میں داخل کیا جاتا ہے۔ جب یہ جسم میں داخل ہوتا ہے تو وہاں پر جلن اور درد ہوتی ہے۔

دواؤں کے مربعہ رقبہ سرخ ہو جاتا ہے۔ پھر حساسیت شروع ہوتی ہے اور ورم آ جاتا ہے۔ یہ ورم ڈنگ والی جگہ پر بھی ہو سکتا ہے اور پورے جسم پر ہونے کے ساتھ ساتھ سانس کی نالیوں میں آ کر تنفس میں رکاوٹ سے موت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ مگر ایسا عام طور پر نہیں ہوتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ڈنگ کو کھرچ کر نکال دیا جائے۔ اور حساسیت کا علاج کیا جائے۔

کھیاں دھوئیں سے ڈرتی ہیں۔ ان کو سکھا کر پیس کر ہو میو پیٹھک طریقہ علاج میں مختلف بیماریوں میں استعمال کرتے ہیں۔ طب جدید میں مکھی کے ڈنگ کا ایمیشن بنا کر FORAPIN کے نام سے بازار میں ملتا ہے۔ اس کو لگانے سے جلن ہوتی ہے۔ مگر یہ گنج پر بال اُگانے اور جوڑوں کے دردوں میں بڑا مفید ہے۔

جدید مشاہدات

شہد ایک مکمل غذا اور قابل اعتماد دوا ہے۔ اس میں قدرت نے مختلف اجزا کو اس خوبصورتی سے تریب دیا ہے کہ دنیا کی کسی بھی بیماری میں اسے استعمال کرنا نقصان کا باعث نہیں ہوتا۔ ذیابیطس کے مریضوں کو مٹھاس کی ممانعت ہوتی ہے۔ شہد میٹھا ہے۔ مگر اس کے باوجود شوگر کی بیماری میں مضر نہیں۔ چونکہ اس میں گلوکوس اور چینی نہیں ہوتے اور اگر ہوں بھی تو ان کے ساتھ مکھیوں کے منہ سے نکلنے والے جو ہر شامل ہوتے ہیں اس لیے وہ جسم میں جا کر کسی خرابی کا باعث نہیں بنتے۔

ایک پاکستانی سیاست دان کو ذیابیطس کی بیماری تھی۔ وہ سالانہ ہسپتال اور علاج کے لیے نیویارک پالی کلینک میں داخل ہوئے۔ ان کو بیس دن زیر مشاہدہ رکھنے کے بعد ڈاکٹروں نے اشیائے خورد و نوش کی ایک فہرست تیار کر کے دی کہ اگر وہ اس فہرست کے اندر ہوں گے تو ان کی بیماری قابو میں رہے گی۔ اس فہرست میں کسی قسم کی مٹھاس شامل نہ تھی۔ انہوں نے ڈاکٹروں سے پوچھا کہ اگر وہ چائے، دودھ، دہی کو میٹھا کرنے کے سکیرین کی بجائے شہد ڈال لیا کریں تو کیسا رہے؟ ڈاکٹروں نے اس عمل کی شدید مخالفت کی تو انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ اس سارے عرصہ میں روزانہ چھ بڑے چمچے شہد پیتے رہے ہیں اور شہد کی اتنی معقول مقدار کے باوجود ان

کے پیشاب اور خون میں شکر کی مقدار بڑھ نہ سکی۔ ڈاکٹروں کو بتایا گیا کہ قرآن نے شہد کو شفا بتایا ہے اور اس سے نقصان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہم نے اپنے ذاتی مشاہدے میں ہزاروں مریضوں کو شہد پلایا۔ بعض مریضوں میں خون میں شکر کی مقدار پہلے دو تین دن گزر بڑھ رہی۔ مگر اس کے بعد اس میں کمی آ گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول علاج یہ ہے کہ وہ اکثر ادویہ کو کسی ملاوٹ کے بغیر نہار منہ دینا پسند فرماتے ہیں۔ وہ خود نماز فجر سے متصل اور عصر کی نماز کے بعد شہد نوش فرماتے تھے۔ اس ترکیب پر ان کو اتنا اعتماد تھا کہ صبح صبح شہد پینے والوں کو ہر خطرناک بیماری سے مامون رہنے کا مژدہ سنایا۔ اس اصول کو ہم نے جسمانی کمزوری اسہال، آنتوں کی سوزش اور معدہ کے السر میں استعمال کیا۔ السر اور التهاب معدہ کے مریضوں میں نیند سے بیدار ہونے کے بعد تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ اس وقت ان کو جب شہد پلایا گیا تو پندرہ سے بیس دن میں اکثر علامات جاتی رہیں۔

سترہ دن کے ایک بچے کو بار بار تھوہ رہی تھی۔ ہسپتال والوں نے معدہ کے منہ کی رکاوٹ تشخیص کر کے آپریشن تجویز کیا۔ اس بچے کو آپریشن سے دو دن پہلے ابلے پانی میں شہد ملا کر دن میں پانچ چھ مرتبہ تھوڑا تھوڑا پلایا گیا۔ اتنے مختصر عرصہ میں پیٹ ٹھیک ہو گیا اور آپریشن کی ضرورت نہ رہی۔

پھوڑے پھنسیوں بلکہ شب چراغ CARBUCLے کا سب سے بڑا سبب قوتِ مدافعت کی کمی ہوتی ہے۔ اطباء قدیم اسے جگر کی خرابی قرار دیتے تھے اور حال ہی میں سویڈن کے ایک طبی ادارے نے تحقیقات کے بعد انکشاف کیا ہے کہ جن کو بار بار پھنسیاں نکلتی ہیں ان کے جگر کا فعل درست نہیں ہوتا۔ اس کی روشنی میں پھوڑے پھنسیاں بلکہ ایسے نوجوانوں کو جن کے چہروں پر کیل اور مہاسے نکل رہے تھے ایسے اوقات میں جب ان کا پیٹ خالی ہو دن میں چار سے چھ بڑے چھوٹے شہد پانی میں گھول کر پلایا گیا۔ جہاں کمزوری

زیادہ نظر آئی وہاں ناشتہ میں جو کالیا یا دواؤںس پیر شامل کر دیا گیا۔ اکثر مریض ایک ہفتہ میں ٹھیک ہو گئے۔

امراض بطن

معدہ اور آنتوں کے السر کا جدید علاج دو سے پانچ سال تک کیا جاتا ہے۔ علاج میں ایسی ادویہ بھی استعمال ہوتی ہیں جن کے اعصابی نظام اور ذہن پر مضاعف اثرات ہوتے ہیں۔ علاج کی وجہ سے مریض کند ذہن اور سست ہو جاتا ہے۔ بہترین علاج کے باوجود اکثر السر آہستہ آہستہ سرطان میں تبدیل ہو کر یا جریان خون کی وجہ سے موت کا باعث بنتے ہیں۔

ان مریضوں کو طب نبوی کی روشنی میں صبح اٹھتے ہی دو بڑے چمچے شہد کا شربت ناشتہ میں جو کالیا شہد ڈال کر اور عصر کے وقت شہد کا شربت دیا گیا۔ اکثریت کے لیے اتنا علاج ہی کافی ہو گیا۔ جہاں تکلیف اور کمزوری زیادہ تھی وہاں ہی دانہ کالعب نکال کر اس میں شہد ملا کر ہر دو گھنٹے کے بعد گھونٹ گھونٹ پلایا گیا۔ اللہ کے فضل سے کبھی ناکامی نہ ہوئی۔ چونکہ زیتون کا تیل بھی زخموں کو مندمل کرنے اور پیٹ کی تیزابیت کو مارنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لیے دن کے گیارہ بجے اور رات سوتے وقت ایک سے تین بڑے چمچے زیتون کا تیل بھی دیا گیا۔ سات سال کے عرصہ میں ایسا صرف ایک مریض دیکھنے میں آیا جسے فائدہ نہ ہوا۔ ورنہ السر کی ہر قسم ایک سے دو ماہ میں ٹھیک ہو گئی۔ البتہ احتیاط کے طور پر نہار منہ کا شہد اور سوتے وقت کا زیتون چھ ماہ مزید جاری رکھا گیا۔

نہار منہ شہد پینے سے پرانی قبض ٹھیک ہو جاتی ہے۔ کھٹے ڈکار آنے بند ہو جاتے ہیں اور اگر پیٹ میں ہوا بھر جاتی ہو تو وہ نکل جاتی ہے۔

امراض جگر اور یرقان

جگر اور پتہ کی خرابیاں اور وائرس کی وجہ سے سوزش یرقان کا باعث ہوتے ہیں۔

شراب نوشی کی وجہ سے جگر خراب ہو جاتا ہے۔ یہی خرابی استسقاء اور CIRRHOSIS کی وجہ سے موت کا باعث بن جاتی ہے۔ گندے اوزاروں سے ٹیکے لگوانے کے بعد اکثر لوگ ریقان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جدید علاج میں مریض کو لحمیات ایمونیائی ترشے اور گلوکوس کا محلول دیتے جاتے ہیں۔ ایک عام مریض کے تندرست ہونے اور ریقان دور ہونے میں تقریباً تین ماہ لگتے ہیں۔

ایسے تمام مریضوں کو ابلے ہوئے پانی یا بارش کے پانی میں شہد دیا گیا۔ شہد کی مقدار بیماری کی شدت کے مطابق بڑھائی گئی ایک اولپک کھاڑی ریقان کی وجہ سے ٹیم سے خارج ہو رہا تھا۔ اس نے ایک ہفتہ میں دو کلو شہد پیا اور تندرست ہو گیا اور کھیلوں میں پوری توانائی کے ساتھ شریک ہوا۔

اطباء قدیم نے افیون، پوست اور بھنگ کے نشہ کو زائل کرنے کے لیے گرم پانی میں شہد مفید بتایا ہے۔ شہد پینے والوں کو دوسروں کی نسبت نشہ ویسے بھی کم چڑھتا ہے۔ کیونکہ شہد جگر کے فعل کو بیدار رکھتا ہے اور پوری تندہی سے جسم میں داخل ہونے والی زہروں کو ختم کر دیتا ہے۔ پینے سے جسم پر ہونے والے سمیاتی اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔

امراض البول

گردوں میں سوزش براہ راست نہیں ہوتی۔ عام طور پر نگلے کی مسلسل خرابی یا کسی اور مقام پر سوزش کی وجہ سے جراثیم گردوں تک آتے ہیں۔ سوزش کے علاوہ گردوں کی دوسری بیماریاں پیٹ کی خرابی، غذا میں آکسلیٹ اور یوریٹ والے مرکبات کی کثرت، پانی کی کمی، پیشاب کے روکے رکھنا، وٹامین (کی مسلسل کمی اور پیشاب کی نالی میں بدچلنی سے ہونے والی بیماریاں اور پتھری ہیں۔ حسن اتفاق سے طب نبویؐ میں ان میں سے ہر بیماری کا حتمی اور یقینی علاج موجود ہے۔ امراض گردہ کے بارے میں اصولی علاج حضرت عائشہؓ کی روایت سے میسر ہے۔

ان الخاصرة عرق الكلية اذا تحرك اذى صاحبها
فداوها بالماء المحرق والعسل.

اس حدیث مبارکہ کے مطابق گردہ اور اس کے خاصرہ کی بیماریوں کے علاج میں اُبلے ہوئے پانی کے ساتھ شہد تجویز فرمایا گیا۔ گردوں میں سوزش کے علاوہ بعض دیگر اسباب کی بنا پر ایک کیفیت HYDRONEPHOSIS اکثر ہو جاتی ہے۔ اس میں خاصرہ پھیل جاتا ہے۔ یہ پھیلاؤ گردے سے پیشاب کے اخراج میں رکاوٹ یا پتھری یا سوزش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان تمام حالتوں میں مریض کو اُبلے پانی میں شہد ملا کر دن میں کئی بار پلایا جائے تو اس سے گردے کی سوزش میں کمی آتی ہے۔ آکسلٹ یا یوریٹ کے ذرے پھنسے ہوں تو نکل جاتے ہیں اور گردے کا پھیلاؤ کم ہونے لگتا ہے۔ اگرچہ شہد میں جراثیم کش عناصر موجود ہیں اور صرف اسی کا استعمال بھی سوزش کو ختم کرنے کے لیے کافی ہے البتہ اس کی فعالیت میں اضافہ کے لیے قسط البحری دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس کا دافع تعفن اور جراثیم کش ہونا اب جدید تحقیقات سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ قسط، ہندباء، ذریرہ، کلونجی، الثقا میں سے ہر ایک جراثیم کش ہے اور گردے سے پتھری کو نکالتا ہے۔ انجیر پتھری کے علاوہ آکسلٹ اور یوریٹ نکال سکتی ہے۔ ان تمام چیزوں کو حالات کے مطابق مختلف صورتوں میں شہد کے ساتھ دینا گردوں کے اکثر و بیشتر مسائل کا حل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ”جو“ کو مختلف صورتوں میں استعمال فرمایا۔ اطباء جدید ایک عرصہ سے بخار کے مریضوں کو جو کا پانی پلاتے آئے ہیں۔ ہم نے اس پانی میں جب شہد شامل کیا تو اس کی افادیت امراض البول میں اور نمایاں ہو گئی۔ پیشاب لانے تیزابیت کو دور کرنے اور اکثر اوقات عفونت کو دور کرنے میں شہد اور جو کے پانی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ وہ مریض جو پیشاب آور مکچر پیتے آئے تھے چار دن یہ پانی پینے کے بعد اس کے مداح بن گئے۔ شہد کے ساتھ جو کا مسلسل استعمال سوزش کے علاوہ پتھری بھی نکال سکتا ہے۔

امراض تنفس میں شہد

گلے سے لے کر پھیپھڑوں تک کی ہر سوزش میں گرم پانی میں شہد اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔
اس باب میں ندکاری رقیطراز ہے۔

”بڑھاپے میں تین اہم مسائل ہوتے ہیں جسمانی کمزوری، بلغم اور
جوڑوں کا درد۔ اتفاق سے شہد کے استعمال سے یہ تینوں مسائل
آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔“

کھانسی اور گلے کی سوزش میں اگرچہ شہد کے غرارے بھی مفید ہیں۔ مگر ایک کام کی چیز
کو ضائع کرنے کی بجائے اسے گرم گرم اور گھونٹ گھونٹ کر کے پیا جائے تو نالیوں کے
آخری سرے تک اثر انداز ہوتا ہے۔ انفلوئنزا آج بھی لاعلاج بیماریوں میں سے ہے عام
طور پر اس میں شفاء دس دن سے پہلے نہیں ہوتی اور تندرست ہونے کے باوجود مریض کو
کمزوری اتنی ہوتی ہے کہ وہ چار پائی سے اٹھ نہیں سکتا۔ ایسے مریضوں کو علالت کے دوران
جب ۲۔۱ بڑے چھپے شہد دن میں تین سے چار مرتبہ پلایا گیا تو عرصہ علالت سمٹ کر تین سے
چار دن رہ گیا اور تندرستی کے بعد کمزوری بالکل نہ ہوئی۔ اس تجربہ کا حوصلہ ہمیں برطانیہ کے
ایک موقر طبی رسالہ LANCET سے ہوا۔ جس میں ڈاکٹر جی ڈبلیو ٹامس اپنے مشاہدہ
میں لکھتے ہیں۔

”نمونہ کے ایک مریض پر جراثیم کش ادویہ کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اسے
ایک ہفتہ میں ایک کلو شہد پلایا گیا۔ جس سے بخار بھی جلد ٹوٹ گیا اور
مریض کو بعد میں کوئی پیچیدگی بھی نہ ہوئی۔“

دمہ کے مریضوں میں نالیوں کی گھٹن کو دور کرنے اور بلغم نکالنے کے لیے گرم پانی میں
شہد سے بہتر کوئی دوائی نہیں۔ مریضوں کو بتایا گیا کہ وہ دورہ کی صورت میں اُبلتا پانی لے کر
اس میں چمچ بھر شہد ملا کر بار بار پیئیں اکثر و بیشتر مریضوں کا دورہ اسی سے ختم ہو گیا۔ مزید

علاج کی ضرورت نہ پڑی۔

ابن القیمؒ نے شہد میں بھی کامر بہ بنانے کی جو ترکیب بتائی ہے۔ اس کے اور انہی کے کھانسی کے علاج میں انجیر وغیرہ کے ساتھ مخرج بلغم نسخوں سے شاندار نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

تپ دق کے مریضوں کے لیے بارگاہ رسالت سے زیتون کا تیل اور قسط کا ہدیہ میسر ہے۔ اگر قسط کو زیتون کے تیل میں ملانے کے بعد اس میں شہد ملا کر معجون بنائی جائے تو اس کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ تپ دق کے علان میں ضرورت مریض کی کمزوری کو دور کرنا اور اس کی قوت مدافعت کے لیے گرم پانی میں بڑے چمچے شہد نہار منہ اور عصر کے وقت نالیوں کے ورم میں بھی مفید ہیں۔

جسمانی کمزوری اور شہد

قرآن مجید نے فوائد حاصل کرنے کے لیے ایک بڑی پتے کی بات بتائی ہے۔

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر صبح شہد کے شربت کا پیالہ نوش فرماتے ہیں اور کبھی یہ مشرب نماز عصر کے بعد پسند فرمایا جاتا ہے اور اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنی پوری زندگی میں نہ تو کبھی بیمار پڑے اور نہ ہی کبھی تھکن کا اظہار فرمایا۔ ان کی زندگی سے یہ سبق ہمارے اکثر مسائل کا حل ہے۔ ان اوقات میں جب پیٹ خالی ہو اور آنتوں کی قوت انجذاب دوسری چیزوں سے متاثر نہ ہو شہد پینا جسم کے اکثر و بیشتر مسائل کا حل ہے۔ یہ کسی بھی حالت، بیماری اور کمزوری میں بے کھٹکے پیا جاسکتا ہے۔

اکثر لوگ جسمانی اور ذہنی تھکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مختلف قسم کے کشتے ماء اللحم یا نائک تلاش کرتے ہیں۔ یہ امر کسی شک و شبہ کے بغیر حقیقت ہے کہ شہد سے بڑھ کر تھکاوٹ،

پڑمردگی اور کمزوری کو دور کرنے والی چیز آج تک اس تختہ زمین پر میسر نہیں آ سکی۔ امتحان کے دنوں میں طالب علموں کو شہد پلا کر دکھایا گیا اس سے وہ زیادہ دیر تک پڑھ سکے اور ان کی یادداشت اعتدال سے بہتر رہی۔ دل کے مریضوں کو اسے پینے کے دوران دورے نہیں پڑتے۔ آپریشن اور علالت کے بعد کی کمزوری کے لیے شہد ایک بہترین انتخاب رہا ہے۔

حالات اگر زیادہ خراب ہوں تو چین کے ساختہ PEKING ROYAL JELLY کے ٹیکے مریضوں کو عصر کے وقت پلائے گئے۔ ایک دائم المریض معمر خاتون نے تین ٹیکے پینے کے بعد بتایا کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے تن بدن میں نئی روح پھونک دی ہے اور میری آنکھوں میں اب چمک آ گئی ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا کے مشہور پہلوان ہر کوئیس اور گولانجھ اپنی توانائی کو بڑھانے کے لیے شہد پیتے تھے۔ مشہور بھارتی سینڈ ورام مورتی کی طاقت کا منبع بھی شہد تھا۔ استاد محمد فراز الدقمر مصری نے شہد کے افادات کے بارے میں ایک تالیف ”العسل فیہ شفاء للناس“ شائع کی ہے جس میں انہوں نے اپنے بعض مفید تجربات بیان کیے ہیں مثلاً:

زیتون کا تیل اور شہد ملا کر اس میں لیموں کا عرق ملا کر گردے کی پتھری کے لیے بہت مفید ہے۔ شدید زکام میں گرم پانی میں شہد حل کر کے اس میں لیموں نچوڑ کر پلائیں۔

ان کے ایک اور نسخہ کے مطابق ایک ڈرام سہاگہ یا بورک ایسڈ، آدھ ڈرام گلیسرین اور آٹھ ڈرام شہد ملا کر کھانسی اور بخار میں دن میں چار مرتبہ بڑا چمچ پلائیں۔

طب نبوی کے مشہور مرتب علی علاء الدین الکحالی نے شہد کو اسہال کے علاوہ غذائی سمیت یعنی FOOD POISONING میں مفید قرار دیا ہے۔

مصری طبیب دکتور عزة مریدین نے اپنی کتاب الادویہ میں اسے جید غذا ایک ملین دوائی اور طبیعت میں لطافت پیدا کرنے والا قرار دیا ہے۔

استاذ محمد فراز الدقمر نے اپنے مقالہ ”الاستشفاء بالعسل، فی امراض

جهاز الهضم۔“ میں اسے امراضِ بطن کے لیے اکسیر قرار دیا ہے۔

بیرونی استعمال

شہد میں آٹا ملا کر پھوڑوں کو پکانے کے لیے، وید اسے مرہم کی صورت لگاتے ہیں۔ یہ عمل درست نہیں۔ کیونکہ مریض کو اگر شہد پلایا جائے اور وہی پھوڑے پر لگایا جائے تو اکثر پھوڑے پکنے کی بجائے وہیں ختم ہو جائیں گے۔

گلے کی سوزش کے لیے گرم پانی میں شہد کے غرارے اور پھریری سے شہد لگانا مفید ہے۔ موج، پٹھوں کی اکڑن اور جوڑوں پر چوٹ کے علاج میں پاکستان کے پرانے پہلوان متاثرہ حصے پر پہلے پان والے چوٹ کا لیپ کر کے اس کے اوپر شہد کا لیپ کر کے روئی رکھ کر پٹی باندھا کرتے تھے۔ اس لیپ سے جوڑوں کے یہ عوارض دو سے چار دن میں ٹھیک ہو جاتے تھے جس کا ہم نے ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہے اور کوئی بھی جدید دوائی پٹھوں اور جوڑوں کی اینٹھن کو اتنی آسانی اور جلدی سے درست کرنے والی ابھی تک دیکھی نہیں گئی۔

ویدک طب میں شہد اور گھی کا آمیزہ جلے ہوئے زخموں کے لیے مفید بتایا گیا ہے۔ جب گھی کی بجائے اسے روغنِ زیتون میں ہم وزن ملایا گیا تو فوائد اور بہتر ہو گئے ہاتھوں پر اگر چکنائی اور مٹینوں کی سیاہی جمی ہوئی ہو تو ان پر شہد مل کر دھونے سے تمام داغ فوراً چھوٹ جاتے ہیں۔

دانتوں سے میل اور تمباکو کا لاکھا اتارنا ایک مشکل کام ہے۔ اس غرض کے لیے امراضِ اسنان کے معالجین کے پاس کئی روز جانا پڑتا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق سرکہ اور شہد ہم وزن ملا کر دانتوں پر منجن کریں تو داغ اتر جاتے ہیں اور مسوڑھوں کی سوزش جاتی رہتی ہے۔ ندرکاری نے پسا ہوا کونکہ اور شہد ملا کر منجن تجویز کیا ہے جبکہ امت اللطیف طاہرہ صاحبہ نے عام کونکہ کی بجائے بادام کے چھلکوں کو جلا کر شہد اور سرکہ میں ملا کر لگایا تو دوسرے تمام نسخوں سے زیادہ مفید پایا۔ انہوں نے بادام کی راکھ کی جگہ کھجور کی گٹھلی کی راکھ کو اور زیادہ مفید قرار دیا

ہے۔

شہد: ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں

ماہرین طب نے شہد کے ساتھ خوردنی نمک ملا کر اپنے طریقہ سے ایک مرکب تیار کیا ہے جس کا نام HONEY GUM SALT ہے اور استعمال میں ۳۰ سے ۶۰ کی پونسی میں استعمال ہوتا ہے۔

اس کے استعمال کا صحیح موقع وہ ہے جب زچگی کے بعد رحم اپنی اصلی حالت میں لوٹ کر نہ آئے اور رحم میں سوزش کے ساتھ اس کے منہ پر سوجن ہو جائے اس کو دینے کی خصوصی علامات یہ ہیں کہ پسلیوں کے نیچے پیٹ کے بالائی حصہ میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک جلن اور بوجھ محسوس ہو۔ رحم اپنی جگہ سے ٹل گیا ہو۔ فوطوں اور ان کے اوپر کی ہڈی میں درد کی لہریں یوں اٹھیں کہ جیسے پیشاب کی نالیوں میں درد ہو رہا ہو۔ ان علامات کے علاج میں یہ مرکب مفید ہے۔



شہد جراثیم کو مار دیتا ہے

علم الادویہ میں انقلابی ایجاد

جرمنی میں حال ہی میں ایک دوائی NORDISKE PROPOLIS کے نام سے تیار ہوتی ہے۔ جو کپسول، دانے دار شربت اور مرہم کی صورت میں برلن کی SANHELIOS کمپنی نے تحقیقات کے بعد مارکیٹ میں پیش کیے ہیں۔ اس کے اثرات کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ ڈنمارک کے پروفیسر لنڈ کے انکشافات اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں محققین نے یہ پتہ چلایا ہے کہ شہد میں ایک جراثیم کش عنصر PROPILS کے نام سے موجود ہے۔ لیبارٹری تجربات کے مطابق یہ پیپ اور سوزش پیدا کرنے والے جراثیم کو ہلاک کرنے کی استعداد دوسری تمام ادویہ سے زیادہ رکھنے کے علاوہ جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ بھی کرتا ہے۔

مختلف لیبارٹریوں میں مشاہدات کے مطابق اسے ناک، کان، گلا، آلات انہضام، نظام تنفس اور اعصاب کی ہر قسم کی سوزشوں میں کسی بھی دوائی سے زیادہ مفید پایا گیا۔ یہ وہ منفرد دوائی ہے جو وائرس کو بھی ہلاک کر سکتی ہے۔ انفلوئنزا اور زکام میں اس سے نہ صرف کہ مریض تندرست ہو گئے بلکہ اس نے جھلیوں کی جلن کو فوراً دور کر دیا۔ لندن کے مضافات میں کینٹ سے برطانوی اخبارات نے بتایا ہے کہ جوڑوں کی بیماریوں کے سینکڑوں پرانے مریض پروپالس کے استعمال سے شفا یاب ہو گئے۔

شہد کی مکھی --- النحل

HONEY BEE

APIS MELFICA

علم الحیوانات کے بعض ماہر اب اسے ایک نئے نام APIS MELI FERA سے بھی پکارتے ہیں شہد کی مکھی اپنا گھر بنانے اور وہاں پر خوراک کا ذخیرہ کرنے کے سلسلہ میں جو جدوجہد کرتی ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ انسانوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی افادیت کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو اتنی اہمیت دی کہ قرآن مجید میں ایک سورۃ اس کے نام سے موسوم کی گئی اور اس کی کارگزاری کی تشریح میں فرمایا:

و اوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا و
من الشجر مما یعرشون۔ ثم کلی من کل الثمرات
فاسلکی سبل ربک ذللا یرج من بطونہا شراب
مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس۔ ان فی ذلک لایۃ لقوم
یتفکرون۔ (النحل)

(تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی کہ وہ پہاڑوں، درختوں اور دوسری بلند یوں پر اپنا ٹھکانہ بنائے۔ پھر ہر قسم کے پھلوں سے خوراک حاصل کر کے اپنے رب کے متعین کردہ اسلوب پر گامزن رہے۔ ان کے پیٹوں سے مختلف قسم کی رطوبتیں نکلتی ہیں۔ جن میں

لوگوں کے لیے شفاء ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایسی نشانیاں ہیں جن پر لوگوں کو غور کرنا چاہیے)

شہد کی مکھی کی عادات اور زندگی کے اسلوب اس سے حاصل ہونے والے جوہروں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید نے یہ بتایا ہے کہ مکھی کی عادات اور پیٹ سے خارج ہونے والی رطوبتوں کے علاوہ تمہارے غور کرنے کی اور بھی باتیں موجود ہیں۔ تم جب ان کے مطالعہ اور تحقیق کرو گے تو تمہیں کام کی اور بھی باتیں ملیں گی۔

قرآن مجید کی ان آیات کے بعد شہد سے علاوہ مکھی کی عادات کا مطالعہ ضروری ہو جاتا ہے۔ مکھی ہر قسم کے درجہ حرارت میں زندہ رہ سکتی ہے۔ یہ ۱۲۰°F پر اپنا روزمرہ کا کام کرتی ہیں اور ۵۰°F تک کی سردی برداشت کر سکتی ہیں۔ یہ اپنے گھر کو اس کمالی فن کے ساتھ بناتی ہے کہ اندر کا درجہ حرارت ۹۳°F رہتا ہے۔ اگر ہم ان سے یہ علم سیکھ لیں تو کسی اضافی مصارف کے بغیر اپنے گھروں کو ایک قابل قبول درجہ حرارت پر رکھ سکتے ہیں۔

مکھی اپنا رزق حاصل کرنے کے لیے پھولوں کی جڑ سے ماء الحیات تلاش کرتی ہے جس میں ابتدائی طور پر ۸۰-۵۰ فیصدی پانی ہوتا ہے۔ اسے چھتے میں لا کر جب یہ شہد میں تبدیل کرتی ہے تو پانی کی مقدار ۱۸ فیصدی کے قریب رہ جاتی ہے۔ اس کے پاس ایک ایسا طریقہ ہے جس سے یہ نمی کو کم کر سکتی ہے۔ موسم گرما میں کراچی اور خلیج عرب میں رہنے والے لوگ گرمی سے اتنے پریشان نہیں ہوتے جتنی تکلیف ہوا میں نمی کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر ہم مکھی سے نمی کم کرنے کا طریقہ سیکھ لیں تو ان مقامات کے رہنے والے سکھ کا سانس لیں۔

چھتے کے ہر خانے میں ایک انڈا ہوتا ہے۔ اگرچہ چھتے پر ملکہ کی حکمرانی ہوتی ہے لیکن ضرورت پڑنے پر نئی ملکہ بنائی جاسکتی ہے۔ موسمی ضروریات کے تحت دس ملائیں بھی بن سکتی ہیں اور حالات سازگار نہ ہوں تو ایک کے علاوہ باقیوں کو ختم کر دیا جاتا ہے چھتے کی آبادی بڑھنے یا موافق حالات ہونے پر گشتی عملہ نیا مستقر تلاش کرتا ہے نئے گھر کی منظوری ہونے

پر ملکہ بیس ہزار کھیاں لے کر نقل مکانی کر جاتی ہے۔ مگر اپنا شہد ساتھ لے جاتی ہیں۔ پھولوں کے تولیدی دانے پھیلا نا اس کی اضافی خدمت ہے۔ مگر دانوں کی کچھ مقدار یہ اپنے چھتے میں بھی لے جاتی ہے جو کارکن مکھیوں کی غذا میں لحمیات کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ چھتوں کی آبادی پوری منصوبہ بندی سے متعین کی جاتی ہے عام کارکن کی زندگی 45 دن سے کم ہوتی ہے جبکہ ملکہ سال بھر کی عمر پاتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

حکیم نجم الغنی خان رام پوری نے شہد کی مکھی کی عادات اور عملی زندگی پر ”خزان الادویہ“ میں ایک مبسوط مقالہ تحریر کیا ہے۔ انہوں نے پولن کے دانوں کو پھولوں کا زیرہ قرار دیا ہے۔

”زاد المسافر“ میں شیخ ابو جعفر احمد نے لکھا ہے کہ شہد کی مکھی کے بے پر کے بچوں کو لے کر ان کو سکھا لیں۔ تین ماشہ سوکھے ہوئے بچے ہم وزن گندم کے آٹا میں ملا کر اس میں ڈیڑھ تولہ چینی شامل کریں اور اس میں پانی ڈال کر فالودہ بنائیں۔ یہ فالودہ روزانہ پینے سے جسم میں طاقت آ جاتی ہے۔

شہد کی مکھی کو سکھا کر تیل میں پکا کر چھاننے کے بعد اس تیل سے دردوں کے لیے مالش کی جاتی ہے۔ اس میں تلنی مکھی کا جوہر اور دوسری ادویہ ملا کر جنسی کمزوری کے لیے طلاء بھی بنائے جاتے ہیں۔ ایسے نسخوں کے اکثر اجزاء خطرناک ہوتے ہیں جن کا استعمال مضر ہے۔

جدید مشاہدات

شہد کی مکھی کا ڈنگ نکال کر اس کا محلول ایک جرمن فرم تیار کرتی تھی یہ پاکستان میں بھی FORAPIN کے نام سے فروخت ہوتا رہا۔ یہ محلول جوڑوں کی سوزش، گنٹھیا اور نقرس میں

بڑا مفید تھا۔ لگانے کا طریقہ یہ تھا کہ متاثرہ حصے پر اس کا کھلا کھلا لپ کر دیا جائے۔ سبب آٹھ منٹ کے بعد کھال جلنے لگے تو اسے دھو کر اتار دیا جائے یہ عمل دوران خون میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ اس ترکیب کو ہم نے گنجوں کے بال اگانے کے لیے استعمال کیا۔ بال گرنے کے درجنوں اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب یہ ہے کہ جب کوئی زیادہ دماغی کام کرتا ہے تو اس کے جسم کا سارا خون دماغ کی سمت چلا جاتا ہے اور کھوپڑی کی جلد خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہے اور اس سے بال گرنے لگتے ہیں۔ اس سبب کے علاج کے لیے جب شہد کی مکھیوں کے زہر کا محلول لگایا گیا تو دوران خون میں اضافہ ہوا اور بال گرنے رک گئے۔ بعض مریضوں میں نئے بال بھی آ گئے۔

ہومیو پیتھک طریقہ علاج

ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں شہد کی مکھی کو گلیسرین میں ایک خاص طریقہ سے حل کر کے ایک دوائی APIS MELIFICA نام کی تیار کی جاتی ہے۔ دوائی کا نام مکھی کے اپنے سائنسی نام پر ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ تمام امراض جن میں علامات ایسی ہوں جیسے کہ مکھی نے ڈنگ مارا ہے میں یہ دوائی مفید ہوگی۔ مثال کے طور پر ورم، سرخ رنگ کی سوجن، ورم والی جگہ کو ہاتھ لگائیں تو حساسیت زیادہ اور معمولی لمس سے بھی درد ہو جو کہ سہ پہر کو بڑھ جائے۔ سارے جسم پر سوجن اور اس میں پانی بھر جائے۔ پیٹ میں پانی پڑا ہو۔ گردوں میں سوزش، نغاعی جھلیوں میں سوزش اور جھلیوں سے سیلان۔ دماغ کی جھلیوں کی سوزش جو تپ دق کے سرسام سے ملتی جلتی ہے۔ حافظہ کی کمزوری، دوسروں سے حسد، تھکاوٹ، بیزاری، بچوں میں سر کا بڑھ جانا یا اس میں پانی پڑنا (HYDROCEPHALUS) آنکھوں میں تھکن اور درد، آنکھوں کا پھڑ پھڑانا، آنکھوں کے نیچے سوزش، ناک اور کان سرخ ہو جاتے ہیں۔ چہرہ سوجھ جاتا ہو، نیند میں دانت پیسنے کی عادت، منہ اور زبان خشک، پیٹ میں جلن مگر پیاس کی کمی، پتلے دست آتے ہوں جن کا رنگ سیاہی مائل یا سفید ہو سکتا ہے۔ (ہیضہ کی طرح)

مقعد کے ارد گرد جلن، گردوں میں درد، پیشاب کم آتا ہے مگر جلن سے ماہواری بند ہو جاتی ہے۔ رحم میں سوزش ہو سکتی ہے۔

سینے میں درد کے ساتھ پھیپھڑوں میں پانی پڑ جاتا ہے۔ کھانسی زیادہ ہوتی ہے مگر بلغم کم، جنسی خواہش بڑھ جاتی ہے مگر جسم میں عمومی طور پر شدید کمزوری ہوتی ہے۔

-☆-

شہد کا جوہر

ROYAL JELLY

قرآن مجید نے شہد میں شفا دینے والے عنصر کے بارے میں فرمایا:

يُخْرِجُ مِنْ بَطْنِهَا شَرَابًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ
(ان کے پیٹوں سے مختلف رنگ اور شکل کے سیال نکلتے ہیں جن میں
لوگوں کے لیے شفا ہے)

قرآن مجید اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے مختلف قسم کی
رطوبتیں خارج ہوتی ہیں۔ جن کو علم طب میں ENZYMES کہتے ہیں۔ یہ جوہر مختلف
امراض کے علاج میں مفید ہیں۔ اس آیت کا مفہوم تب معلوم ہوا۔ جب جرمن کیمیادانوں
نے شہد سے ROYAL JELLY نام کا عنصر علیحدہ کر لیا۔ اس انکشاف نے قرآن مجید کی
صداقت اور افادیت کو واضح کر دیا۔ اب اس آیت سے مراد شہد نہیں بلکہ وہ علیحدہ جوہر ہیں
جو مکھی کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ شفا کا اصل منبع وہ ہیں۔

اس جوہر کو رائل جیلی کا نام اُس لیے دیا گیا کہ چھتے میں بچے صرف ملکہ دیتی ہے۔ اس
کے شہزادوں کی پرورش جس خوراک پر ہوتی ہے وہ شاہی خوراک ٹھہری اور اس مناسبت
سے سیال کا نام ”رائل جیلی“ قرار پایا۔ دنیا میں جتنے بھی چرند اور پرند ہیں ان کے بچے جب
پیدا ہوتے ہیں تو ان کا وزن جتنا بھی ہو بالغ ہونے کے بعد والے وزن سے تناسب میں
ہوتا ہے۔ مثلاً انسانوں کا بچہ اگر آٹھ پونڈ کا پیدا ہو اور بالغ ہونے پر اس کا وزن ۱۶۰ پونڈ ہے تو

مراد یہ ہوئی کہ بچے کا وزن بلوغت پر نہیں گنا بڑھا۔ عام حیوانات کے بچے بیس سے پچیس گنا بڑھتے ہیں۔ شہد کی مکھی کا بچہ بڑا ہونے پر اپنے پیدائشی وزن سے ۳۵۰ گنا بڑھتا ہے۔ پوری حیوانی دنیا میں کسی بچے کے اتنا بڑھنے کی کوئی مثال نہیں۔ یہ ایک منفرد واقعہ ہے۔ چونکہ ان بچوں کی خوراک رائل جیلی ہے۔ اس لیے یہ لازمی نتیجہ نکلا کہ رائل جیلی جسمانی نشوونما پر مفید اثرات رکھتی ہے اور کمزوری کو دور کرتی ہے۔ ان معلومات کے بعد ڈاکٹروں نے کمزوری کے مریضوں پر اس جوہر کے وسیع مشاہدات کیے۔ جرمنی میں یہ جوہر بوتلوں اور گولیوں کی صورت تیار ہوا اور ہر جگہ سے مقبولیت کی سند پائی۔ ایک جرمن فرم کے تعاون کے ساتھ لاہور کے ایک دوا ساز ادارے نے شہد کے جوہر پر مبنی ایک مشروب تیار کیا مگر یہاں کے لوگ اس سے متاثر نہ ہو سکے اور سلسلہ ختم ہو گیا۔

موجودہ زمانے میں اس جوہر کو تیار کرنے کا سب سے بڑا مرکز عوامی جمہوریہ چین ہے۔ چین میں دوا سازی کی صنعت کے اشتراکی ادارہ ”پیکنگ کیمیکل اینڈ فارماسوٹیکل ورکس“ نے ”پیکنگ رائل جیلی“ کے نام سے خالص مشروب اور ٹیکے تیار کیے ہیں۔ تیار کرنے والوں نے اس کے تین اہم فوائد بیان کیے ہیں۔

1- جب وزن روز بروز کم ہو رہا ہو۔ جب بھوک اڑ جائے بیماری سے اٹھنے یا زچگی کے بعد کی کمزوری کے لیے۔

2- عام جسمانی کمزوری۔ دماغی اور جسمانی تھکن اور کمزوری۔

3- پیچیدہ اور پرانی بیماریوں میں جیسے کہ جگر کی بیماریاں، خون کی کمی، وریڈوں کی سوزش اور ان میں خون کا انجماد، جوڑوں کی بیماریاں اور گنٹھیا، عضلات کی انحطاطی بیماریاں

DEGENERATIVE DISEASES معده کا السر۔

ایک عرصہ سے لاہور کے چند دوا فروش اس چینی دوائی کو جس میں فی ٹیکہ ۲۵۰ ملی گرام رائل جیلی کے علاوہ دو چینی بوٹیاں بھی شامل ہیں۔ درآ مد کر رہے ہیں۔ ہمارے دوستوں اور مریضوں نے کافی مقدار میں اسے استعمال کیا ہے۔ اور ہر شخص اس کے کمالات کا معترف

پایا گیا۔ خلل اعصاب کے ایک پرانے مریض بتاتے ہیں کہ سینکڑوں وٹامنز اور ٹائیک کھائے لیکن اس دوائی کا ایک ٹیکہ پینے کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ جسم سے کمزوری نکل کرنی طاقت آگئی۔ میانوالی کے ایک دوست کے پیٹ میں دس سال سے السر تھا انہوں نے ہر قسم کی جدید اور قدیم ادویہ پر زرخیز صرف کیا مگر بیماری کی شدت میں کوئی کمی نہ آئی۔ اب وہ چار ماہ سے بیکنگ رائل جیلی کے ٹیکے پی رہے ہیں۔ ان کا درد ختم ہو چکا ہے۔ کھانا اطمینان سے ہضم ہوتا ہے اور اپنی روزمرہ کی زندگی معمول کے مطابق گزار رہے ہیں۔

قرآن مجید نے مکھی کے جسم سے خارج ہونے والے اس جوہر کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے اور دنیا کے ہر گوشہ سے اس کی تصدیق میسر آ رہی ہے۔

شہد کے ٹیکے

لاہور کے ایک دو فروش ادارہ ”شفامیڈیکوز“ نے ایک مرتبہ جرمنی سے شہد سے بنے ہوئے ٹیکے درآمد کیے۔ ان ٹیکوں کے بارے میں دوا ساز ادارے کا دعویٰ تھا کہ یہ جسم سے کمزوری دور کرتے ہیں۔ جسم سے حساسیت یعنی ALLERGY کو ختم کرتے ہیں۔ حساسیت سے پیدا ہونے والی بیماریوں، خاص طور پر ایگزیمیا میں مفید ہیں جوڑوں کے دردوں میں معمولی تکلیف کے لیے ٹیکے گوشت یا وید میں لگائے جائیں اور اگر جوڑ سوج گئے ہوئے یا جوڑوں کی ہڈیاں گل رہی ہوں تو یہ ٹیکہ جوڑ کے اندر لگایا جائے۔

ان ٹیکوں کا نام M-2-WOELUM تھا۔ انہیں جرمنی کے شہر کولون کی ویلم کمپنی نے تیار کیا اور دلچسپی کی بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے طبی رسالہ میں بتایا کہ انہوں نے شہد کو اس طرح استعمال کرنے کا راستہ قرآن مجید سے حاصل کیا۔

میوہسپتال میں جوڑوں اور ہڈیوں کے معالج پروفیسر محمد ایوب خان ان کے اعجاز کے بڑے قائل تھے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے جوڑوں کی بیماریوں کے درجنوں معذوروں کو تندرست ہو کر پیروں پر چلتے دیکھا ہے۔ پروفیسر ایوب خان کے ریٹائر ہونے کے بعد لوگ

نئی دواؤں کے پیچھے بھاگنے لگے اور یہ مفید، محفوظ اور سستی دوا بھلا دی گئی۔ جرمنی سے ڈاکٹر عمر قمر طراز ہیں کہ ٹیکے وہاں اب بھی بڑے مقبول ہیں اور ڈاکٹر اسے بڑے اعتماد کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔



امریکہ میں پروفیسر سٹوارٹ نے لیبارٹری میں تپ محرقہ اور پیپ پیدا کرنے والے جراثیم کی مختلف قسموں کو شہد میں ڈالا۔

یہ حیرت انگیز مشاہدہ ہوا کہ جراثیم کی کوئی بھی قسم شہد میں زندہ نہ رہ سکی۔



صتر -- صعتر

THYMUS SERPYLUM

یہ ایک بوٹی ہے جو عرب، ایران، عراق اور افغانستان کے جنگلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ پتے گول اور پودے سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس کی خشک شاخیں اور پتے بازار میں صتر فارسی کے نام سے ملتے ہیں سرولیم لین نے صتر کو THYMUS SERPYLUM قرار دیا ہے، جبکہ بھارتی ماہرین اسے ZATARIA MULTIFLORA کا نام دیتے ہیں۔ سید صفی الدین، ندکاری اور چوپڑا بھی اسے زانار یا قرار دیتے ہیں۔ جبکہ برٹش فارما کو پیانے اسے تھائی مس سرپائیلیم قرار دیا ہے۔ ہومیو پیتھی میں بھی یہی نام درج ہے۔ اطباء قدیم اسے جنگلی پودینہ کی قسم قرار دیتے ہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ

سند کے بغیر محمد احمد ذہبیؒ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور کیا ہے۔

بخروا البیوت بالصعتر واللبان (ابن الجوزی)

(اپنے گھروں کو صتر اور لوبان کی دھونی دیا کرو)

حضرت عبداللہ بن جعفر روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بخروا بیوتکم بالشیح والمر والصعتر. (بیہقی)

(اپنے گھروں کو مرثج اور صتر سے دھونی دیا کرو)

یہی روایت ابان بن صالح بن انسؓ سے بھی اسی کتاب میں مذکور ہے۔
(یہ دونوں روایات کنز العمال نے ان اسناد سے بیان کی ہیں)

محدثین کے مشاہدات

پیٹ سے ریاح کو خارج کرتا ہے، کھانے کو ہضم کرتا ہے، چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے، پیشاب آور ہے، جگر اور معدہ کے فعل کو بہتر بناتا ہے۔ اس کا جوشاندہ پینے سے پیٹ کے تمام کیڑے مر جاتے ہیں۔ اس کا سوگھناز کام میں مفید ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

اطباء قدیم نے شہد کی ایک خاص قسم صخر کا شہد بھی بیان کیا ہے۔ جو اپنے عمومی فوائد کے علاوہ سوزشی امراض اور سانس کی بیماریوں میں زیادہ مفید ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ رطوبتوں کو نکالتا ہے۔ رات سوتے وقت اسے انجیر اور گلقد کے ساتھ کھانے سے ناک کے پچھلے حصہ سے بلغم نکل جاتی ہے۔ اس طرح وہ پھیپھڑوں میں گرنے نہیں پاتی۔ اسے شہد میں ملا کر چاٹنے سے دل اور پھیپھڑوں کے اور ام اتر جاتے ہیں۔ انجیر بھگو کر نرم کرنے کے بعد اس کے جوشاندے کے ساتھ کھانے سے کھانسی اور دمہ مٹ جاتے ہیں۔ قوتِ ہاضمہ بڑھتی ہے۔ اس کو بقولات مثلاً ساگ وغیرہ میں ملا کر پکائیں تو وہ ریاح پیدا نہیں کرتے۔

اس کے پھول نمک اور سرکہ کے ساتھ کھانے سے کھانسی کو فائدہ ہوتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ گردوں کی پتھری کو نکال سکتا ہے۔ یہ پیٹ سے کدو دانے نکال دیتا ہے۔ اس کا رس کان میں ٹپکانا نقل سماعت کے لیے مفید ہے۔ اس کو چبانے سے دانتوں کا درد ٹھیک ہو جاتا ہے۔

اس کا پانی میں لیپ اور رام حارہ میں مفید ہے اس میں زیرہ ملا کر وغن زیتون میں حل کر کے بچوں کی ناف کے زخموں پر لگائیں لا جواب ہے۔ سردی سے ہونے والے بخار کو دور کرتا ہے۔ پسینہ لاتا ہے اور عورتوں کے اندام کی سوزش کو دور کرتا ہے۔

کیمیائی ساخت

اس کے پتوں میں وزن کے حساب سے تقریباً ایک فیصدی ایک فرازی روغن ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں قابض اشیاء اور گوند پائے جاتے ہیں۔ اس کا اہم ترین جزو عامل تھائی مول THYMOL ہے۔ یہ پتوں سے عمل کشید کے ذریعہ نکالی جاتی ہے اور یہ دانہ دار سفوف کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پانی میں حل پذیر نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ مقبول نہیں۔

جدید مشاہدات

تھائی مول کو برٹش فارما کوپیاء نے ایک موثر دوائی کے طور پر بیان کیا ہے۔ مگر حل نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس کے فوائد محدود ہیں۔ لیبارٹریوں میں بطور کیمیکل استعمال ہوتی ہے۔ عام لوگ اسے ست اجوائن کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ صتر اور تھائی مول پیٹ کے کیڑے مار دیتے ہیں۔

صتر اور اس کا جزو عامل تھائی مول بڑے موثر جراثیم کش اور دافع عفونت ہیں۔ ان میں طفیلی کیڑوں کو مارنے کی اعلیٰ صلاحیت موجود ہے۔ اسی باعث طب جدید کے اکثر نسخوں میں اسے چھوٹے کیڑوں کو مارنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

مرکب صورت میں یہ مخرج بلغم اور جراثیم کش ہونے کی وجہ سے پرانی کھانسی اور دمہ کے علاج میں استعمال ہونے والے کھانسی کے شربتوں کا ایک جزو ہے۔

پتوں کا تیل لگانے سے دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔ دانتوں کے ڈاکٹر لوگ کے تیل تھائی مول اور گلیسرین کا مرکب بناتے ہیں اور سوراخ والے دانت پر درد اور سوزش رفع کرنے کے لیے لگاتے ہیں۔

صتر کی دھونی

جدید تحقیقات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ صتر ایک طاقتور جراثیم اور کرم کش دوائی

ہے۔ اگر اسے جلا کر کسی گھر میں دھونی دی جائے تو یہ کھبیوں اور چھروں کے علاوہ ریگنے والے کیڑوں کو بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مر اور الشیح کے ساتھ مرکب کر کے جلانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ جس سے اس کا اثر اور فائدہ چار گنا ہو جاتا ہے۔

حشرات الارض کو مارنے والی ادویہ کو تین اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔

- 1- فوری طور پر کرم کش جیسے کہ ڈی ڈی ٹی یا ڈی ڈی وی پی۔ عقرقرہ، گندھک۔
- 2- حشرات کو آہستہ آہستہ مارنے والی یا ان کی افزائش نسل کو ختم کرنے والی جیسے کہ

BAYTEX یا عقرقرہ PYRETHRUM۔

3- حشرات کو بھگانے والی جیسے کہ سگترے کا تیل وغیرہ CITRONELA

صعتر وہ منفرد دوائی ہے جو تینوں اثرات رکھتی ہے۔ لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جس کمرے میں صعتر بکھیری گئی ہو اس کمرے میں سانپ بھی داخل نہیں ہوتا۔ کتابوں کی الماریوں میں صعتر رکھنے سے وہ چوہوں، مڈی اور دیبک سے محفوظ رہتی ہیں۔ اس لحاظ سے اسے حشرات کو بھگانے والی یا INSECT REPELLANT۔ قرار دیا جاسکتا ہے۔

عالمی ادارہ صحت میں کیڑوں مکوڑوں کے ایک ماہر نے ہماری خاطر ایک رات اپنے گھر میں صعتر اور مرکی کو ملا کر سلگتے کونکوں پر ڈال کر کمرہ بند کر دیا۔ صبح مجھ پر، کھیاں، لال بیگ اور چھپکلیاں کثیر تعداد میں مرے ہوئے پائے گئے۔ بازار میں ملنے والی ایسی ادویہ میں صرف گندھک میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں کے علاوہ جراثیم کو ہلاک کر سکتی ہے۔ پرانے زمانے میں ایک ہزار مکعب فٹ کمرے کے لیے نصف کلو گندھک جلائی جاتی تھی۔ مگر اس کا دھواں انسانوں کے لیے زہریلا رنگ روغن کو اڑانے والا اور کپڑے کو جلا دینے والا ہوتا ہے۔ اس لیے کسی بستے گھر میں گندھک کا استعمال ہر طرح سے خطرناک ہے۔ اس کے مقابلے میں صعتر زیادہ موثر محفوظ اور کارآمد ہے۔ اگر اس کی دھونی اچھی طرح دی جائے تو ایک طویل عرصہ کے لیے اس کمرے میں کیڑوں کی نئی کھیپ داخل نہیں ہوتی۔

ہومیو پیتھک طریقہ علاج

اس طریقہ میں صخر کو THYMUS SERPYLUM کے نام سے بچوں کے آلات تنفس کی سوزشوں میں بڑے اعتماد اور اچھے نتائج کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دمہ کی وہ تمام اقسام جن میں سانس کی گھٹن بار بار شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ مگر نالیوں میں پھنسی ہوئی بلغم کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی۔ سانس کی نالیوں میں اسی طرح کی گھٹن جب کالی کھانسی کے حملہ کے دوران بچوں کو ہوتی ہے تو اس میں یہ دوائی مفید ہے۔

کھانسی کے علاوہ جب سر میں بوجھ محسوس ہوتا ہو۔ کھانسی کے دوران ایسا محسوس ہو کہ گلا اندر سے چھل گیا ہے اور نگلنے میں درد ہو۔ گلا اور ناک کے اندر کی خون کی نالیاں جب پھول جائیں، کانوں میں گھنٹیاں بننے کی آوازیں آئیں اور بلغم کے ساتھ کبھی کبھار سیاہ رنگ کا خون آئے تو یہ مفید ہے۔

ہومیو پیتھی میں صخر ایک دوسری شکل میں یعنی اپنے کیمیادی عامل THYMO کے نام سے بھی مستعمل ہے۔

تھائی مول بنیادی طور پر ان تمام جنسی بیماریوں کا علاج ہے جن میں پیشاب کی نالیوں میں خون کی گردش سست پڑنے کے باعث خون کا ٹھہراؤ ہو جائے۔ اس کیفیت کو POST URETHRAL CONGESTION کہتے ہیں۔ برطانوی ماہرین نے اسے VERUMONTINITIS کا نام بھی دیا ہے۔ اطباء جدید اس کے علاج میں پیشاب کی نالی کے اندر آجیرول یا سلور نائٹریٹ کی پھریری لگانے کا تکلیف دہ عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس تکلیف کی وجہ سے جریان، سرعت انزال اور کثرت احتلام ہوتے ہیں اور تکلیف پرانی ہو تو نامردی کا باعث بنتی ہے۔ ہومیو پیتھی میں اتنے لمبے سلسلہ کی بجائے تھائی مول کھانے کو دی جاتی ہے۔

اس کے استعمال کے دوسرے اہم مواقع جسم اور دماغ میں مسلسل تھکاوٹ جب

مریض محفلوں میں شرکت کو پسند کرتا ہے۔ مگر خود پسند، رات کو ہیجانی خواب اور بار بار وہنی کجروی کے خیالات کے بعد احتلان کی کثرت، کمر میں درد ہوتا ہے، کمر اکڑی سی رہتی ہے۔ پیشاب بار بار آتا ہے اور اس میں یوریٹ زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔ پیشاب جلن کے ساتھ آتا ہے اور فراغت کے بعد بھی قطرے ٹپکتے رہتے ہیں۔ نالیوں میں خیرش کی وجہ سے جنسی انتشار معمول سے زیادہ ہوتا ہے۔ مریض جب صبح نیند سے بیدار ہوتا ہے تو وہ تازہ دم ہونے کی بجائے تھکا ہوا اور پڑا ہوا ہوتا ہے۔

تھائی مول کے استعمال سے پیٹ میں موجود خون چوسنے والے کیڑے بھی مر جاتے

ہیں۔

-☆-

قسط --- قسط البحرى

KUST

SAUSSAUREA LAPPA

اسے انگریزی میں COSTUS، ویدک میں پُسکارا، اُردو اور ہندی میں قسط گست، میٹھی کوٹھ کہتے ہیں۔ اطباء نے لکھا ہے کہ اس کا پودا دو میٹر تک بلند ہوتا ہے۔ لیکن یہ عام طور پر گلو، پان اور عشق پیچہ کی طرح زمین پر ریگنے والا پودا ہے جو کہ پانچ ہزار فٹ سے زیادہ بلندی پر دریاؤں کے کنارے مرطوب جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ کوہ ہمالیہ کی ترائی میں وہاں سے نکلنے والے دریاؤں کے ساتھ ساتھ قسط کے پودے ہندوستان کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس کے پتے بڑے اور دندانے دار شکل کے ہوتے ہیں۔ اس پودے کی جڑیں دواؤں میں استعمال ہوتی ہیں۔ یہ جڑیں ستمبر اور اکتوبر کے درمیان کاٹ کر نکال لی جاتی ہیں۔ بلندیوں سے خجروں اور مزدوروں پر لا دکر اتاری جاتی ہیں۔ پھر ان کے دو دوانچ لمبے ٹکڑے کر لیے جاتے ہیں۔ وہ اسی صورت میں میٹھی کی طرح کی سفید گانٹھیں ہیں جو کہ خوشبودار بھی ہیں بازار میں ملتی ہیں۔ نباتاتی لحاظ سے سوسار یا خاندان کے متعدد افراد ہیں۔ مگر ان میں علاج کے لیے صرف یہی قسم استعمال ہوتی ہے۔ جن دنوں اس کی جڑیں کاٹی جاتی ہیں سارا جنگل خوشبو سے مہک جاتا ہے۔ آزاد کشمیر میں دریائے جہلم اور دریائے چناب کے کناروں کے ساتھ یہ پودا بڑی کثرت سے پایا جاتا ہے۔ وہاں کے مزدور اور گوجر سردی کے موسم میں ٹھنڈک سے بچنے اور کمزوری کو رفع

کرنے کے لیے قسط کا حلہ بنا کر کھاتے ہیں۔
اس دوا کی کو اصل شہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی سے حاصل ہوئی۔
ارشادات نبویؐ

حضرت زید بن ارقم روایت فرماتے ہیں:

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتداوی من
ذات الجنب بالقسط البحری والزیت .

(ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

(ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب
(پلورسی) کا علاج قسط البحری اور زیتون کے تیل سے کریں)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان امثل مانند ا ویتم به الحجامۃ والقسط البحری .

(بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، النسائی، موطا امام مالک)

(وہ چیزیں کہ جن سے تم علاج کرتے ہو ان میں سے بچھنے لگانا اور

قسط البحری بہترین علاج ہے)

حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تعذبوا صبیانکم بالغمز من العذرة وعلیکم بالقسط .

(بخاری و مسلم)

(اپنے بچوں کو حلق کی بیماری میں گلابا کر عذاب نہ دو جبکہ تمہارے

پاس قسط موجود ہے)

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ویلکن لا تقتلن اولاد کن ایما امرأة کانت یاتیها العذرة

او وجع براسه فلتاخذ قسطا ہندیا فلتحکہ بالماء ثم

تسعطہ ایاہ۔ (مستدرک الحاکم، الشاشی، ابن الفرات)

(اے عورتو! تمہارے لیے مقام تاسف ہے کہ تم اپنی اولاد کو خود قتل

کرتی ہو۔ اگر کسی کے بچے کے گلے میں سوزش ہو جائے یا سر میں

درد ہو تو وہ قسط ہندی کو لے کر پانی میں رگڑ کر اسے چٹا دے)

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تحرقن حلق اولاد کن علیکن بقسط ہندی و

ورس فاسعطنه ایاہ۔ (مستدرک الحاکم)

(اپنے بچوں کے حلق مت جلاؤ۔ جب کہ تمہارے پاس قسط ہندی

اور ورس موجود ہیں۔ ان کو نہ چٹا دیا کرو)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے ابو نعیم، ابن السنی اور مصنف عبد الرزاق نے اسی مضمون

اور مفہوم کی پانچ اور حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ جن میں الفاظ کے معمولی زوہد کے

ساتھ یہی نسخہ بیان ہوا ہے۔

حضرت ام قیس بنت محسنؓ بیان کرتی ہیں۔

دخلت با بن لی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وقد اعقلت عنه من العذرة فقال علی ماتلا غرن اولاد

کن بهذا العود العلق علیکن بهذا العود الہندی فان

فیہ سبعة اشفیة منها ذات الجنب یسعط من العذرة

ویلدمن ذات الجنب۔ (بخاری)

(میں اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ اسے

عذرہ کی شکایت تھی۔ اس کے ناک میں بتی پڑی تھی اور گلا دبایا گیا

تھا۔ حضور اس امر پر خفا ہوئے کہ تم لوگ اپنے بچوں کو کیوں اذیت

دیتے ہو۔ جبکہ تمہارے پاس یہ عود الہندی موجود ہے۔ جس میں

سات بیماریوں سے شفا ہے۔ جن میں ذات الجنب بھی ہے۔ ذات

الجنب میں یہ کھلائی جائے جبکہ عذرہ میں چٹائی جائے

امام بکائیؒ کو یہ روایت سفیان سے ملی جنہوں نے زہری اور عبید اللہ کی وساطت سے

اسے ام قیسؒ سے روایت کیا۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھے سات میں سے دو بیماریوں کا نام یاد رہا

انہوں نے شاید بقایا پانچ بیان نہیں کیں۔

بخاری کی تمام روایات میں دوائی کا نام عود الہندی مذکور ہے۔ جبکہ دیگر تمام کتابوں

میں دوائی کا نام قسط الہندی یا قسط البحری مذکور ہے۔ عود الہندی بالکل مختلف چیز ہے جسے

”اگر“ بھی کہتے ہیں۔ علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے اس حدیث کی تفسیر میں قرار دیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد قسط الہندی ہی ہے۔ اسی ضمن میں مصری عالم محمود ناظم النبی

نے بھی جرح اور بحث کے بعد علامہ کشمیری کے استدلال کو درست قرار دیا ہے۔ بخاری نے

یہی حدیث صدق بن فضل کی معرفت زہری اور عبید اللہ بن عبد اللہ سے بیان کی ہے جس

میں الفاظ کا کچھ فرق ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ روایت میں زہری یا عبید اللہ قسط

الہندی اور عود الہندی میں گڑبڑ اگئے ہیں۔ یہی روایت ام قیس بنت محسنؒ سے دوسری جگہ

یوں مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالعود

الہندی یعنی بہ الکست فان فیہ سبعة اشفیة منها ذات

الجنب. (ابن ماجہ)

(یہاں پر راوی عود الہندی بیان کرنے کے بعد اس کی تشریح میں

کست قرار دیتے ہیں جبکہ ام قیسؒ کی ایک اور روایت جو کہ ابن ماجہ

ہی نے بیان کی میں دوائی کا نام عود الہندی ہے۔ اس روایت کے بعد

تو معلوم ہوتا ہے کہ محترمہ ام قیسؒ ہی دوائی کے نام کا مختصہ کر گئیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی عائشة و عندها صبى یسبل منخراه دما فقال: ما هذا؟ قالوا انه العذرة؟ قال! ویلکن لا تقتلن اولادک، ایما امرأة اصاب ولدها العذرة او وجع فی راسه فلتاخذ قسطا هندیاً فلتحکمه ثم تسعط به، فامرت عائشة فصنعت ذلك به فبراً. (مسلم)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر میں داخل ہوئے تو ان کے پاس ایک بچہ تھا جس کے منہ اور ناک سے خون نکل رہا تھا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ بچے کو غدرہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اے خواتین تم پر افسوس ہے کہ اپنے بچوں کو یوں قتل کرتی ہو۔ اگر آئندہ کسی بچے کو حلق میں غدرہ کی تکلیف ہو یا اس کے سر میں درد ہو تو قسط ہندی کو رگڑ کر اسے چٹا دو۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے اس پر عمل کروایا اور بچہ تندرست ہو گیا)

مسلم کی اس روایت میں بچے کی بیماری اور اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ یہ روایت جابر عبد اللہؓ کی ان روایات کی مکمل صورت معلوم ہوتی ہے۔ جو ابن الفرات، الشامی، مسند الحاکم اور ابو نعیم نے ان سے اس باب میں بیان کی ہیں۔ اس روایت کو محمد احمد ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔

محدثین کے مشاہدات

روایات میں قسط کا ذکر بطور ہندی اور البحری آیا ہے۔ اس لیے محدثین نے اسے قسط کی اقسام فرض کر لیا بلکہ ابن البیطار بھی اس کے بیان میں مغالطہ کھالیا۔ کیونکہ یہ ہندی دوائی

تھی جس میں علاقہ کی وجہ سے رنگ میں معمولی فرق پڑ سکتا ہے بخاری اور مسلم کے عظیم مترجم نواب وحید الزماں نے قسط البحری سے وہ قسم مرادی ہے جو سمندر سے آتی ہے وہ نام کے ساتھ بحر کی نسبت سے متاثر ہو گئے۔ حالانکہ یہ پودا سمندروں کے نکھارے پانی کے پاس نہیں ہوتا۔ یہ بلندی اور ٹھنڈک میں پرورش پاتا ہے۔

ابن القیم کہتے ہیں کہ اس کے فوائد بیش بہا اور لا جواب ہیں۔ یہ بلغم کو نکال کر آئندہ کی پیدائش کو روک دیتی ہے۔ زکام کو ٹھیک کر دیتی ہے۔ اگر اسے پیا جائے تو معدہ اور جگر کی کمزوری کو رفع کرتی ہے۔ زہروں کی تریاق ہے۔ چوتھے کے بخار میں مفید ہے۔ اگر اسے شہد اور پانی میں حل کر کے رات کو چہرے پر لگایا جائے تو چہرے کے داغ اتار دیتی ہے۔ جالینوس نے اسے کزاز اور پیٹ کے کیڑوں میں مفید بتایا ہے۔

ابن القیم بیان کرتے ہیں کہ بعض جاہل طبیب اس کے ذات الحجب میں اثر سے انکار کرتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی کم علمی کی علامت ہے۔ وہ ایک طرف یہ مانتے ہیں کہ یہ کھانسی اور بلغم میں مفید ہے۔ بخار کو اتار دیتی ہے اور دوسری طرف ذات الحجب میں اس کی افادیت سے منکر ہیں۔ اطباء کی اکثریت دواؤں کے اثرات اور علاج کو اپنے قیاس سے مرتب کرتی ہے۔ جبکہ ان کے پاس اپنی رائے کی تصدیق کا کوئی یقینی ذریعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج تک اکثر بیماریوں کا علاج اور اصول علاج لوگوں کی بھلائی کے لیے پیغمبر بتاتے رہے ہیں اور اطباء کو جو کچھ بھی معلوم ہے وہ انہوں نے اسی ذریعہ سے حاصل کیا ہے۔ بلکہ ان کے علم کی اساس یہی ہے۔ اس میں بعض مشاہدات اور مفروضوں کا اضافہ کر کے علم طب بنایا گیا ہے۔ جبکہ انبیاء علیہ السلام کا بتایا ہوا علاج وحی الہی پر مبنی ہوتا ہے اور اس میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ جو طبیب اس میں غلطی نکالتا ہے وہ خود غلط ہے۔

اتفاق کی بات ہے کہ اتنی مدت گزر جانے اور تجربات کا طویل عرصہ میسر آنے کے باوجود آج بھی علم الادویہ کی اکثر کتابوں میں قسط کو پیچھے مڑنے کی بیماریوں کے لیے مضربیان کیا گیا ہے۔ جبکہ انہی کتب میں اسے سانس کی نالیوں کی سوزش کے لیے اکسیر بتایا جاتا

(ہے)۔

امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ یہ فالج میں مفید ہے۔ قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے۔ سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اس کا سونگھنا زکام میں مفید ہے۔ اور اس کا تیل کمردرد میں مفید ہے۔ احادیث میں اس کا ذکر کچھنے لگانے کے ساتھ ملتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کچھنا بہترین علاج ہے اور اگر کوئی ایسا نہ کر سکے تو پھر قسط کو استعمال کرے۔

عذرہ اصل میں حلق کے اندر واقع لوزتین کی سوزش ہے۔ جب ان میں پیپ پڑ جاتی ہے اور خواتین زمانہ قدیم سے حلق میں انگلی ڈال کر ان کو دبا دیتی تھیں۔ اس طرح دبانے سے ان میں سے خون اور پیپ نکلتے ہیں اور بچہ بڑی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ (یہ پیپ اور خون اگر سانس کی نالیوں میں داخل ہو جائے تو سانس بند کر سکتا ہے یا یہ سوزشی مواد وہاں پر نمونیہ کا باعث ہو سکتا ہے)

ذاتِ الجذب کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں اگر گرم گرم روغنِ زیتون کے ساتھ قسط دی جائے تو فوری فائدہ ہوتا ہے۔

مسح کہتے ہیں کہ قسط اعضاءِ جسمانی کو قوت دیتی ہے۔ ریح کو خارج کرتی ہے۔ ورم زائل کرتی ہے اور ذاتِ الجذب میں مفید ہے۔ مسح وہ جید حکیم ہیں جن کا ذکر ابنِ البیطار نے بڑی عقیدت کے ساتھ اپنی جامع الکبیر میں کیا ہے۔ قسطِ البحر یقینی طور پر امراضِ تنفس میں مفید ہے اور بلغم کو خارج کرتی ہے۔

کیمیائی ساخت

اس کی جڑوں میں خوشبودار عنصر دو قسم کے بیروڑوں اور ایک الکلائڈ پر مشتمل ہے۔ اس میں VALERIC ACID ایک قابض عنصر ہے جلانے پر اکھ میں میٹکنیز پایا جاتا ہے۔ اس کی جڑوں سے نکالے ہوئے تیل کے تجزیہ پر یہ اجزاء معلوم ہوئے۔

CAMPHENE

% ۰۰۴ء

PHELLANDRENE	۶۰.۴%
TERPENE ALCOHOL	۶.۲%
A-COSTENE	۶%
B-COSTENE	۶%
APLOTAXENE	۲%
COSTOL	۷%
DI-HYDROCOSTUS LACTONE	۱۵%
COSTUS LACTONE	۱%
COSTIC ACID	۱۴%

اس کے علاوہ کلکتہ کے آسوتوش دت، گھوش اور رنجن چٹرجی نے جڑوں کا یوں تجزیہ کیا

ہے۔

AFROATIC ODOUR FACTOR	۱۵ %
CLUCOSIDE SAUSSVRINE ALKALOID	۵%

جبکہ اس کے پتوں میں الکا ئیڈ ساسورین نہیں ہوتی۔ شاید اسی لیے پتوں سے علاج نہیں کیا جاتا۔ ان اجزاء کے علاوہ اس میں بیروزہ، ایک کڑوا عنصر، قلمی شورہ اور مٹھاس پائے جاتے ہیں۔ چوپڑا نے اس کے الکا ئیڈ سوسارین میں نارٹرک ایسڈ ملا کر جو تجربات کیے ہیں انہوں نے اس دوائی کے جملہ اثرات کو مزید واضح کیا ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات

اطبائے سلف نے اسے چار قسموں میں بیان کیا ہے۔ عربی قسط زردی مائل خوشبودار اور شیریں ہوتی ہے۔ رومی قسط کارنگ شمشاد کی لکڑی کی طرح بو اس کی تیز، شامی قسط سیاہی مائل ایلوے جیسی خوشبو اور بوعلی سینا نے اسے قسط کی بجائے قرظی قرار دیا ہے۔۔۔ ہندی

قط اندر سے زرد، خوشبو کم اور وزن میں ہلکی ہوتی ہے۔ تذکرۃ الہند میں بھی قسط کو متعدد اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ پاکستان میں ہونے والی قسط کی ہیئت علاقہ پر منحصر ہے۔ وادی نیلم کی قسط گہرے رنگ کی بو کے لحاظ سے تیز جبکہ گلگت، بھمبر کی قسط سفید اور خوشبودار ہوتی ہے۔

قسط کی جو قسم اندرونی استعمال میں آتی ہے وہ شیریں ہے۔ تلخ کو ضما میں برتا جاتا ہے مگر اس عمل میں بھی شیریں اس سے بہتر ہے۔ یہ ریاخ کو خارج کرتی ہے۔ اور ام کو تحلیل کرتی ہے۔ سردی کی دردوں کیلئے مفید ہے۔ اس غرض کے لیے اس کا تیل بنا کر لگانا بھی مفید ہے۔ کیونکہ یہ پٹھوں کو طاقت دیتی ہے۔ دماغ اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ دماغی بیماریوں خاص کر فالج، لقوہ، تشنج اور عرشہ میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑے ماردیتی ہے۔ اس کو شہد یا قند کے ساتھ جوش دے کر کھانے سے جسم کے اندر کے سدے کھل جاتے ہیں۔ پیشاب اور حیض کی بندش کو کھولتی ہے۔ مفرح اور ملطف ہے بلغمی سرد کو نافع ہے۔ رحم کا درد جاتا رہتا ہے۔ دل، جگر اور طحال کو تقویت دیتی ہے۔

ویدک طب کے مطابق قسط مقوی باہ ہے۔ بادی اور بلغمی بیماریوں کو ٹھیک کرتی ہے۔ یہ کھانسی میں مفید ہے۔ بلغم اور دمہ میں مفید ہے۔ ہیضہ کے بعد اعضاء کی سستی کو دور کرنے کے لیے قسط کا جوشاندہ شہد ملا کر دینا مفید رہتا ہے۔ ضعف، ہضم کو دور کرنے کے لیے قسط کے ساتھ سوٹھ اور سیدھے کے بیج پیس کر نصف چمچ پھانک لیتے ہیں۔ اس کا سفوف دگنے شہد میں ملا کر چاٹنے سے دمہ کے دورہ اور شدید کھانسی کو کم کرتا ہے۔

زمانہ قدیم بلکہ عہد رسالت میں بھی خواتین ماہواری سے فراغت کے بعد اپنے جسم کو قسط سے دھوتی تھیں۔ جس سے جسم کی اندرونی غلاظت دور ہو جاتی تھی۔

اطباء قدیم نے قسط کے بیرونی استعمال سے کثیر فوائد کا تذکرہ کیا ہے۔ جن میں قسط کا تیل ایک اہم نسخہ ہے۔

قسط شیریں ۱۵ گرام کو ۲۴ گھنٹے تک سرخ شراب یا الکحل میں بھگو کر اس میں ساڑھے

سینتیس گرام گرم روغن زیتون ملا کر ان کو ہلکی آنچ پر پکائیں۔ جب الکل اڑ جائے تو اسے اتار کر چھان لیں یہ تیل اعضا کو طاقت دینے میں مالش کے لیے اور بلغمی کھانسی میں پینے کے لیے مفید ہے۔ یہ تیل گنج پر لگانے سے بال اُگنے کا امکان ہے۔ ویسے بالوں کو مضبوط کرتا ہے۔

قسط کو پانی میں گھس کر لگانے سے چھپ دور ہو جاتی ہے۔ پس ہوئی قسط کو بال کھینچ کر جڑ پر ملنے سے دوبارہ بال نہیں اُگتے۔ قسط کو شہد میں ملا کر چہرے پر لپک کرنے سے کلف اور چھائیوں کے داغ مٹ جاتے ہیں۔ قسط کا جو شانہ پکا کر اس کے نیم گرم پانی میں پھٹے ہوئے ہاتھ پیر ڈوبنے سے ان کو فائدہ ہوتا ہے۔ سرکہ میں قسط کو حل کر کے لگانے سے داد دور ہو جاتی ہے۔

گائے یا بکری کے دودھ میں قسط کو جوش دے کر یہ دودھ درد والے پٹھوں پر ملنے سے ان کی اٹھن دور ہو جاتی ہے۔ قسط کی دھونی کمروں سے سیلن کی بدبو کو رفع کرتی ہے۔ طب یونانی کے مشہور مرکبات جوارش جالینوس دواء المسک اور تریاق ثمانیہ کا ایک اہم جز و قسط شیریں بھی ہے۔

اطباء نے جدید کے مشاہدات

مقامی طور پر جاذب خون، مصفی خون اور دافع تعفن ہے۔ اس لیے امراض جلد خاص کر بفقہ، کلف، نمش، دار میں مفید ہے۔ کپڑوں کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کے لیے کشمیر کے لوگ اونی پارچات میں قسط رکھتے ہیں اور کپڑے محفوظ رہتے ہیں۔ اندرونی طور پر منفط، بلغم، دافع تشنج، اور مقوی اعصاب ہونے کی وجہ سے سعال، سعال شععی، دمہ، فالج، لقوہ اور ضعف اعصاب میں مفید ہے۔

قسط کو چینی طب میں بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ یورپ میں بھی لوگوں نے اس کے فوائد اور کیسایوی حیثیت پر خاصی محنت کی ہے۔ ان کے تجربات علیحدہ پیش کئے جا رہے

ہیں۔

بھارت اور یورپ کے مشاہدات

اس کے اجزائے ترکیبی میں فرازی تیل گلوکوسائیڈ اور الکاائیڈ اپنے اثرات رکھتے ہیں۔ ان کے علیحدہ فوائد یوں ہیں۔

فرازی تیل ESSENTIAL OIL کا سرالریاح۔ دافع تعفن اور جراثیم کش ہے۔ یہ پیپ پیدا کرنے والے جراثیم مثلاً STREPTOCOCCUS کو فوراً ہلاک کر دیتا ہے۔ یہ بلغم کو نکالتا اور غیر ارادی عضلات سے آئٹھن کو دور کرتا ہے۔ اور دل کے عضلات کے لیے مقوی ہے۔ اسے اگر ایک ہزار گنا پانی میں حل کر کے پیچش پیدا کرنے والے کیڑوں پر ڈالا جائے تو ان کو دس منٹ میں ہلاک کر سکتا ہے۔ اگر اس تیل کو پتلا کر کے اس کا ٹیکہ ورید میں لگایا جائے تو سانس کی نالیوں کو کھول دیتا ہے۔ یہی ٹیکہ بلغم نکالتا اور پیشاب کھل کر لاتا ہے چونکہ اس کا جسم سے اخراج پیشاب کے ذریعہ ہوتا ہے اس لیے مقامی طور پر جلن اور خیرش پیدا کر سکتا ہے۔

خالص تیل پینے سے معدہ میں جلن اور متلی ہوتی ہے۔ اس کا ذھواں عصبی نظام کے لیے مضعف ہے۔ تیل سے بھی چکر، گھبراہٹ اور غنودگی طاری ہوتی ہے۔

قط سے نکلنے والی الکاائیڈ کا نام SAUSSURINE ہے۔ اسے دینے سے جانوروں کی سانس کی نالیاں فوراً کھل جاتی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے یہ اثرات وماغی اعصاب کے علاوہ نالیوں کے اپنے عضلات کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اپنے اثرات کے لحاظ سے یہ دمہ کا دورہ توڑنے والی مشہور دوائی ADRENALINE سے مشابہت رکھتی ہے۔ مگر اس کا اثر جلد شروع نہیں ہوتا اور جب شروع ہو جائے تو پھر کافی دیر تک جاری رہتا ہے۔ اس دوائی کا انجکشن مریض کے بلڈ پریشر میں وقتی اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ خیال یہ ہے کہ اس کا یہ اثر دل کے عضلات پر براہ راست ہوتا ہے۔ خاص طور پر دل کے بطن یا

VENTRICLES زیادہ طاقت سے جسم کو خون روانہ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ اگر فرازی تیل کو بھی شامل کر لیا جائے تو بلڈ پریشر کے بڑھنے کے ساتھ سانس کی نالیاں کھل جاتی ہیں۔ یہ دل کے عضلات کے لیے یقیناً مقوی ہے اور اس کے اثر کے تحت دل کے ناکارہ عضلات بھی پھر سے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔

انڈین میڈیکل گزٹ نے نومبر 1924ء میں اس پر مشاہدات کی اشاعت میں قرار دیا کہ قسط کی جڑوں کا سفوف اگرچہ بد مزہ ہوتا ہے مگر دمہ کے دردوں کو کم کر دیتا ہے۔ یہ سفوف کا سرالریاح، قاطع کرم شکم، مقوی، دافع قبض، اور مقوی باہ ہے۔ تپ دق بھوک کی کمی اور یرقان میں اس کا استعمال کرٹل چو پڑانے مفید پایا۔

ہیضہ کے لیے قسط الاچھی خورد پانی
۳ گرام اگر ۳۲ گرام۔

ان کو پکا کر دینا مفید ہے۔ یہ کمزوری کو دور کرنے کے علاوہ آنتوں کے جراثیم کو بھی ہلاک کر دیتا ہے۔ اس کی خوراک ہر گھنٹہ کے بعد ایک بڑا چمچ ہے۔ بچگی، گنٹھیا، کوڑھ اور پرانے ملیریا بخار میں قسط کا سفوف مفید پایا گیا۔ چینی طبیب یقین رکھتے ہیں کہ اس کو کھانے اور لگانے سے سفید بال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ چین میں قسط کے ساتھ کستوری ملا کر دانت درد پر لگاتے ہیں۔ بھارتی ماہرین نے خالص قسط کا منجن بھی دانتوں کی بیماریوں میں مفید پایا ہے۔

قسط کا سفوف سر کو دھونے کے لیے مفید دوائی ہے۔ اسے زخموں پر لگانے سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں اور ان کے مندمل ہونے کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔

ضیق النفس (دمہ) میں کرٹل چو پڑانے قسط کے سفوف کو ۹۰% الکل میں اچھی طرح ہلا کر چھان لیا۔ پھر اس سے الکل کا بیشتر حصہ اڑا کر اس مصفا سفوف کا ایک گرام دن میں تین مرتبہ پانی کے ساتھ دیا۔ اس نسخہ کو استعمال کرنے والے مریضوں کو رات میں دمہ کا دورہ نہ پڑا اور جن کو پڑا بھی ان کو اس وقت اس کی ایک اضافی خوراک دی گئی جس سے دورہ اسی

وقت ختم ہو گیا۔ مریضوں کو یہ دوائی طویل عرصہ تک مسلسل دی جاتی رہی جس سے کوئی ناشگوار نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اسے ایک لمبے عرصے تک دینا مضر صحت نہیں۔

قط کے مسلسل استعمال کے دوران کرنل چوپڑا نے محسوس کیا ہے کہ جسم یا جراثیم اس کے عادی نہیں ہوتے۔ اس لیے مریض کو علاج کے دوران دوائی کی مقدار بڑھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بھارتی ماہر ادویہ نندکارنی نے اس کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ قط مقوی باہ ہے۔ سکون آور ہے۔ دماغ کے لیے مقوی ہے۔ دل اور جگر کو طاقت دیتی ہے۔ اسے پانی یا سرکہ میں گھول کر اگر سر پر لگا لیا جائے تو سردرد کو بھی دور کر دیتی ہے۔

ضیق النفس، دمہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قط کے جن فوائد کا تذکرہ فرمایا ان میں دمہ شامل نہیں۔ محدثین نے اس کے مخرج بلغم ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ اس سے سانس کی نالیوں کی سوزش ختم ہو جاتی ہے۔ مگر وہ دمہ کا ذکر براہ راست نہیں کرتے۔ چونکہ ام قیسؓ کے ذریعہ اس کے سات بیماریوں میں فوائد کا پتہ چلتا ہے۔ اس لیے بقیہ پانچ کو تلاش کرنا بھی ہماری ذمہ داری تھی۔ اطباء قدیم میں اسماعیل جرجانی نے سانس کی تنگی میں اس کی افادیت کا تذکرہ کیا ہے۔ کرنل چوپڑا نے اس کو براہ راست دمہ میں استعمال کر کے یہاں تک معلوم کیا ہے کہ اس کی خوراک کھانے سے اس رات دمہ کا دورہ نہیں پڑتا۔ یہ سانس کی نالیوں سے انقباض کو دور کرتی ہے۔

ابن القیمؒ نے حرف (حب الرشاد) کے فوائد میں سانس کی نالیوں کو وسعت دینے کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح کلونجی کو پرانی کھانسی میں مفید بتایا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلبہ

کے فوائد کو لا انتہا قرار دیا۔ ان معلومات کی روشنی میں یہ نسخہ ترتیب دیا گیا ہے۔

قسط شیریں	۳۰ گرام
حب الرشاد	۱۰ گرام
کلونجی	۵ گرام
تخم حلبہ	۳ گرام

ان تمام ادویہ کو پیس کر چار گرام صبح شام کھانے کے بعد دیا گیا۔ اس کے ساتھ اُبلتے پانی میں شہد، بیماری کی شدت کے مطابق، زیتون کا تیل اور دن میں چھ سات دانے خشک انجیر بھی دیئے گئے۔ جہاں خشک کھانسی بار بار آرہی تھی ان مریضوں کو نسخہ میں ۲ گرام تخم ہند باء کا اضافہ کیا گیا۔ عام طور پر سبھی مریض بہتر ہوتے گئے جن مریضوں نے اس کے باوجود بہتری کا مظاہرہ نہ کیا ان کا نسخہ مختصر کیا گیا۔

قسط شیریں	۴۰ گرام
حب الرشاد	۱۰ گرام

مقدارِ خوراک حسب سابق ۴ گرام صبح، شام رکھی گئی۔

کرنل چوپڑا نے اگرچہ دمہ کے سلسلہ میں خوشگوار نتائج کا ذکر کیا ہے۔ مگر وہ مکمل علاج کے بارے میں مشتبہ ہے۔ اس کی غلطی یہ رہی کہ وہ پوری طرح قسط شیریں پر بھروسہ کرتا رہا۔ ہم نے اس کے ساتھ سانس کی نالیوں کو کھولنے والی دیگر ادویہ کے ساتھ جب شہد اور زیتون کے تیل کا اضافہ کیا تو ہمارے نتائج ان سے زیادہ بہتر رہے کیونکہ چوپڑا اپنی ذات پر بھروسہ کرتا رہا تھا اور ہمارے تجربات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہونے والی طب کی برکت شامل تھی۔

تپ دق

زید بن ارقم کی روایت اور اُم قیسؓ بنت محضنؓ سے اس کی تائید مزید کے بعد قسط اور

زیتون کے تیل کا مرکب پلوری کے لیے مفید ہونا چاہیے۔ جدید تحقیقات سے یہ ثابت ہے کہ پلوری تپ دق ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ نے ذات الحبب کی تشریح میں بھی قرار دیا ہے کہ یہ تپ دق کی قسم ہے۔ اس لیے اس مرکب کا تپ دق میں مفید ہونا۔ ایک لازمی نتیجہ ہے۔ زیتون کے تیل کے بارے میں ارشاد نبویؐ موجود ہے کہ یہ جن ستر بیماریوں میں بھی مفید ہے ان میں جذام بھی ہے علم الجراثیم اور علم الامراض کے اصولوں کے مطابق جذام اور تپ دق کے جراثیم ایک دوسرے سے قریب ترین ہیں۔ ان کی دوائیاں بھی اکثر مشترک ہیں۔ اس لیے زیتون کے تیل کے لیے دق میں بھی مفید ہونا ایک لازمی امر ہے۔

ان بنیادی مشاہدات کے بعد یہ مرکب تپ دق میں استعمال کیا گیا۔ جن مریضوں کو بخار تھا یا بلغم کی زیادتی تھی ان کو ابتدائی امداد کے لیے جدید ادویہ میں سے بھی کوئی ایک وقتی طور پر دی گئیں۔ لیکن ان کا استعمال کسی بھی صورت میں پندرہ دن سے زائد نہیں رہا۔ تپ دق کے جدید ترین علاج سے یہ بیماری کم از کم نو ماہ میں ٹھیک ہو جاتی ہے۔ جن پھیپھڑوں میں سوراخ کی جسامت ڈیڑھ سنی میٹر سے زائد ہو ان میں عرصہ علاج ڈیڑھ سے دو سال تک محیط ہوتا ہے۔ جدید ادویہ سے علاج پر کم از کم پچاس روپے روزانہ لاگت آتی ہے۔ اس کے مقابلے میں قسط اور زیتون کا تیل تپ دق پر پہلے مہینے کے بعد ہی واضح اثرات دکھانے لگ جاتے ہیں۔ تین ماہ میں خون کا ESR نارمل ہو جاتا ہے۔ اور چوتھے مہینے کا ایکسرے چھاتی کے زخموں کو مندمل ہوتا دکھا دیتا ہے۔ اس علاج پر روزانہ پانچ روپے سے بھی کم خرچ آتا ہے۔ چونکہ دق میں جسمانی کمزوری علالت کا اہم حصہ ہے۔ اس لیے ہر مریض کو سنت نبویؐ کے مطابق نہار منہ اور عصر کے وقت دو بڑے چمچے شہد بھی دیا گیا۔ مریض کو کھانسی اگر زیادہ رہی تو یہ شہد اُبلتے پانی میں دیا گیا۔

آنتوں کی تپ دق میں اس علاج کے فوائد زیادہ جلد ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن خنازیر، گردوں اور فوطوں کی دق میں بھی زیادہ دیر نہیں ہوتی۔ البتہ جلد اور ہڈیوں کی دق میں عرصہ

علاج سال کے قریب ہو جاتا ہے مگر اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ قسط اور زیتون کا تیل دق کا موثر اور مکمل علاج ہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ معالج مستند طبیب ہو تا کہ وہ مریض کی بیماری کی مناسبت سے تبدیلیاں کرنے کا اہل ہو۔

امراضِ حلق

گلے کی دو بیماریاں اکثر اذیت کا باعث ہوتی ہیں۔ گلے کی خرابی اور لوز تین کی سوزش، قدرت نے زبان کے آخر میں گلے کے اندر دو سپاہی لوز تین کی صورت نصب کیے ہیں۔ جراثیم اگر منہ کے اندر داخل ہو جائیں تو یہ لوز تین ان کو روک دیتے ہیں۔ اس کوشش کے دوران وہ خود متورم ہو جاتے ہیں۔ گلے کی یہ سوزش بچوں میں بڑی عام ہے۔ کیونکہ ماں کا دودھ پینے کے دوران ماں کی جلد کے جراثیم ان کے منہ میں داخل ہوتے ہیں۔ پھر بازار کا دودھ پیئیں تو فیڈر اور نپل کے جراثیم۔ بچے کو چپ کروانے والی چوسنی، بچوں کا انگوٹھا چوسنا اور آکر میں بڑوں کی محبت کی سزا۔ بچے کو پیار کرنے والے اکثر ان کے منہ میں اپنی گندی انگلیاں ڈالتے ہیں جس سے گلے میں درد، بخار اور کھانسی ہوتے ہیں۔ بار بار کی سوزش کے بعد لوز تین میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اب بچہ مسلسل بیمار رہنے لگتا ہے۔ پرانی عورتیں ان بچوں کے گلوں کے اندر انگوٹھا ڈال کر لوز تین کو زور سے دباتی تھیں۔ جس سے خون اور پیپ نکل کر گلا ٹھیک ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد ان پر توے کی سیاہی یا کوئی ”گھٹی“ لگا دی جاتی تھی۔ طب جدید میں وہ گلا جو سال بھر سے زیادہ عرصہ سے خراب ہو اور بچے کو تین بار سے زیادہ بخار ہو چکا ہو اس کا علاج یہ ہے کہ اپریشن کر کے لوز تین نکال دیئے جائیں۔

جب لوز تین نکل جاتے ہیں تو گلے میں جراثیم کے خلاف رکاوٹ ختم ہوگئی اس اپریشن کے بعد یہ بچہ آخر عمر تک ہمیشہ گلے کی خرابیوں اور کھانسی کا شکار رہتا ہے۔ کیونکہ اب جراثیم کو براہِ راست سانس کی نالیوں تک چلے جانے کی چھٹی مل گئی غالباً یہ وہ صورتِ حال تھی جب اذیت میں مبتلا بچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس دیکھا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

وقت کی کیفیت اور بعد کے مسائل کو توجہ میں لاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بچوں کے ایسے تکلیف دہ علاج نہ کیے جائیں جبکہ قسط موجود ہے۔

اس بیماری میں مبتلا ہزاروں بچوں کو قسط کا سفوف صبح شام کھانے کے بعد دیا گیا۔ عام طور پر یہ بچے پندرہ دن میں بہتر ہونے لگتے ہیں اور چھ ہفتوں میں مکمل شفا یاب ہو جاتے ہیں۔ چند بچوں میں دیکھا گیا کہ بہتری کا سلسلہ ایک جگہ پر آ کر رُک گیا۔ اس کا حل ایک حدیث سے یوں سمجھ میں آیا کہ ان کو ورس اور قسط یا ورس یا قسط دی جائیں۔ چنانچہ جب قسط کے ساتھ ورس کی تھوڑی سی مقدار شامل کی گئی تو ہر بچہ تندرست ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر توجہ دی جائے تو اس سے ایک چیز واضح نظر آتی ہے کہ لوز تین کو نہ نکلوا یا جائے۔ انہوں نے اس باب میں جس اعتماد کے ساتھ قسط کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ یہ دوائی بہر حال مفید اور موثر ہوگی اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے۔

-☆-

کاسنی --- ہندباء

CHICORY

CICHORIUM INTYBUS

کاسنی زمانہ قدیم سے غذا اور دوا کے طور پر مقبول چلی آتی ہے۔ یورپ میں زیادہ طور خود رو ہوتی ہے اور وہاں پر جنگلوں میں خود اُگنے والی کاسنی کو امراض تنفس کے علاج میں بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ وہاں کے دوا فروش اب بھی جنگلی کاسنی کا شربت SYRUP OF WILD CHICORY کے نام سے فروخت کرتے ہیں۔ جسے بچوں کی کھانسی کے لیے مفید مانا جاتا ہے۔ پاکستان کے شمال مغربی علاقوں، بھارت میں بمبئی اور دکن کے علاقوں میں جانوروں کے لیے چارہ کے طور پر کاشت کی جاتی ہے۔ نیوزی لینڈ میں اس کے بیج پونے دو فٹ اور بمبئی میں چھ انچ کے فاصلہ پر بوئے جاتے ہیں۔ فصل چھ ماہ میں پک کر تیار ہوتی ہے اس کے تازہ پتے سلاڈ کے طور پر کھائے جاتے ہیں۔

کاسنی کے پتے، پھول، بیج اور جڑیں دوا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ایک خاص قسم کے ہل سے جڑیں کھودنے کے بعد انہیں چودہ دن تک کھیتوں میں رکھا جاتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ رکھیں تو وہ سوکھ کر خوشبو چھوڑ جاتی ہیں۔ جڑوں کو دھوپ یا کڑھائیوں میں بھون کر پیس کر کافی میں ان کی ملاوٹ کرتے ہیں۔ ایسی ملاوٹ شدہ کافی کا آسانی سے پتہ چل سکتا ہے وہ یوں کہ پوڈر کو پانی کے گلاس میں ڈال دیں۔ کافی ہلکی ہونے کی وجہ سے سطح پر تیرتی رہے گی جبکہ کاسنی نیچے بیٹھ جائے گی اور پانی کارنگ بھی بھورا کر دے گی۔

عربی میں اسے ہندباء کے علاوہ عرف عام میں ”بزر اللہ“ کہتے ہیں کیونکہ احادیث میں اس کی خاصی تعریف مذکور ہے۔ اطباء نے اس کی بستانی (مزروعہ) قسم کی بہتر قرار دیا ہے۔

احادیث نبویؐ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 علیکم بالہندباء فانہ ما من یوم الا وہو یقطر علیہ من
 قطر الجنة. (ابو نعیم)

(تمہارے لیے کاسنی موجود ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا دن نہیں گزرتا۔
 جب جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں)

اسی بات کو محمد احمد ذہبیؒ نے ابو نعیم ہی کے حوالہ سے یوں بیان کیا ہے۔

کلوا ہندباء ولا تنفضوه فانہ لیس من الايام الا و
 قطرات من الجنة تقطر علیہ.

(کاسنی کھاؤ مگر اسے جھاڑومت۔ کیونکہ ایسا کوئی دن نہیں گزرتا جب
 جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں)

محمد بن ابوبکر القیمؒ نے ہندباء کی تعریف میں تین احادیث نقل کی ہیں جن کے بارے
 میں ان کا قیاس مرفوع ہونے کا ہے۔

۱. کلوا الہندباء ولا تنفضوه، فانہ لیس یوم من الايام
 الا و قطرات من الجنة تقطر علیہ.

(کاسنی کھاؤ اور اس کے پتوں کو مت جھاڑو، کیونکہ ایسا کوئی دن نہیں
 گزرتا جب جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں)۔

۲. من اکل الہندباء ثم نام علیہ لم یحل فیہ سم ولا

سحر۔

(جس نے کاسنی کھائی اور سو گیا۔ اس پر جادو اور زہر بھی اثر انداز نہ ہو

گا)

۳۔ ما من ورقة من ورق الهندباء الا وعليها قطرة من

الجنة۔

(کاسنی کے پتوں میں سے ایسا کوئی پتہ نہیں جس پر جنت کے پانی

کے قطرے نہ گرے ہوں)

محمد شین کرام کا اصول ہے کہ وہ حسن اور صحیح احادیث کے علاوہ دیگر پر توجہ نہیں دیتے۔

مگر یہاں کیفیت یہ ہے کہ ایک ہی بات پانچ مختلف ذرائع سے میسر آ رہی ہے۔ جب ایک بات کو پانچ مختلف راوی اپنے اپنے انداز میں روایت کر رہے ہیں تو اسے تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے اور اسے حسن کہنا پڑے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کسی خاص بیماری یا حالات میں تجویز نہیں فرمایا بلکہ اس کی اہمیت کے باب میں اتنی بات بتادی کہ جنت سے پانی کے قطرے روزانہ اس پر گرتے ہیں۔ اس ارشاد کے جو معنی ایک عام قاری کی سمجھ میں آتے ہیں وہ یہ کہ اس کے استعمال میں برکت ہے۔ اسے جس کیفیت میں بھی استعمال کریں مفید ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک اطباء نے اسے سینکڑوں قسم کی بیماریوں میں آزمایا اور عام طور پر مایوسی نہیں ہوئی۔

محمد شین کے مشاہدات

کاسنی کے پتوں کا رس نچوڑ کر بچھو کے کانٹے پر لگانے سے درد اور دم جاتے رہتے

ہیں۔ اس کے پتوں کا رس آنکھوں میں ڈالنے سے موتیا کو فائدہ ہوتا ہے۔

محمد ابن القیم کہتے ہیں۔

ولین اصلها يجلو بياض العين.

آنکھ کی سفیدی سے مراد موتیا بند بھی ہو سکتا ہے اور آنکھ کے سامنے والے سیاہ حصہ کے اوپر آنے والی سفیدی جسے اُردو میں پھولا اور پنجابی میں ”چٹا“ کہتے ہیں ہو سکتے ہیں۔ امکان موجود ہے کہ یہ دونوں میں مفید ہے۔ اطباء قدیم نے اس کے پتے کوٹ کر آنکھ کے اوپر پلٹس کی صورت باندھے ہیں اور اس کے پتوں کو عرقِ گلاب میں کھرن کر کے سلائی کے ساتھ آنکھوں میں لگایا ہے۔ لیکن محدثین کاسنی کی جڑ کے پانی کو آنکھ میں لگانے کی تجویز کرتے ہیں۔

کاسنی مزاج کو درست کرتی ہے۔ یہ گرمی میں حدت پہنچاتی ہے اور سردی میں ٹھنڈک، قابض ہے اور آنتوں میں جلن کو رفع کر کے ٹھنڈک دیتی ہے۔ معدہ کے لیے بہت مفید ہے۔ اگر اس کے پتوں کو پکا کر سرکہ کے ہمراہ کھایا جائے تو پیٹ کی جملہ بیماریوں کے لیے مفید ہے۔ اس کے پتوں کو کاٹ کر ورم والے مقام پر باندھیں تو سوجن اور خاص طور پر نفرس کی دکھن جاتی رہتی ہے۔

جگر اور مرارہ کے سدے کھولتی ہے۔ خون کی نالیوں سے رکاوٹ دور کرتی ہے۔ جگر اور اس کی نالیوں میں رکاوٹ کی وجہ سے اگر یرقان ہو گیا ہو تو اس کے پتوں کا پانی بڑا مفید ہے۔ اس غرض کے لیے اگر اسے رازیانچ اور کھجوروں کے ساتھ ملا یا جائے تو فوائد اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔

اس کے پتوں کو دھو کر استعمال میں لانا جائز نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پتوں پر جنت کے پانی کے گرنے کی اطلاع دی ہے۔ زہروں کے اثرات کو زائل کرنے میں کاسنی دوسری ادویہ سے زیادہ موثر ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق اگر اس کے پانی میں زیتون کا تیل ملا لیا جائے تو یہ ہر قسم کی زہروں حتیٰ کہ سانپ کی زہر کا بھی علاج ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

کاسنی کے پتے قبض کو رفع کرتے ہیں۔ ان کو چبانے سے منہ سے خون نکلنا بند ہو جاتا

ہے۔ ۹ ماشہ پتے یا پھول سرد پانی کے ساتھ کھانے سے اندر سے آنے والا خون بھی بند ہو جاتا ہے۔ یہ کھانسی کے لیے مفید نہیں۔ لیکن پیٹ میں نفخ یا جگر میں خرابی کے ساتھ اگر کھانسی بھی ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی دوا فی نہیں۔

اگر پیٹ میں سوزش ہو تو جو کے ہمراہ زیادہ مفید ہے۔ اسہال، پچش اور خون کے دستوں کو روکتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ تھوڑی سی سونف اور تخم کشوٹ شامل کر لیں تو فائدہ بڑھ جاتا ہے۔ بعض اطباء اس نسخہ میں سرکہ کی کچھین یا شربت بزوری بھی شامل کرتے ہیں۔ امراض جگر اور مرارہ میں کاسنی کی ہر شکل نہ صرف کہ مفید ہے بلکہ سدے اور رکاوٹیں کھول دیتی ہے۔ استقاء میں مفید ہے۔ گردوں اور پیشاب کی نالیوں سے رکاوٹوں کو دور کرتی ہے۔ اس لیے مدر البول ہونے کے علاوہ پتھریوں کو نکالتی ہے۔

کاسنی کے ہرے پتوں کا پانی سرکہ اور صندل ملا کر ماتھے پر لگانے سے گرمی کا سر درد جاتا رہتا ہے۔ یہی مرکب جھتی اچھلنے اور گرمی دانوں کے لیے تھوڑا سا پانی ملا کر لگانے سے فوری فائدہ کرتا ہے۔ پتوں کے جوشاندہ میں سرکہ اور نمک ملا کر غرارے کرنے سے منہ کی سوزش اور گلے کی سوجن جاتی رہتی ہے۔

کاسنی کے بیج پس کر صندل اور سونف کے ساتھ ابال کر شربت بنفشہ کے ساتھ پینے سے رات کو نیند خوب آتی ہے۔ اس نسخہ سے پتہ کا صفر ازل ہوتا ہے اور منہ سے خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

ابن زہر کہتا ہے کہ کاسنی کی جڑ کو کچھو کے کانٹے پر پیس کر لگانے سے جلد آرام آ جاتا ہے۔ کاسنی کا عرق گردوں اور معدہ کی سوزش کے لیے مفید ہے۔ اس کے پینے سے پیشاب کے ساتھ آنے والا خون بند ہو جاتا ہے۔ پرانے ڈاکٹر جنگلی کاسنی کی جڑوں کے جوشاندہ کو امراض معدہ و امعاء میں اکسیر قرار دیتے ہیں۔

کیمیائی ہیئت

جرمن کیمیا دانوں نے ۱۸۲۶ء میں کاسنی کے پھولوں سے ایک جزو عامل

CICHORIN دریافت کیا جو کیمیاوی طور پر گلوکوسائیڈ ہے۔ پودے کو جلایا جائے تو راکھ سے زیادہ مقدار میں پوٹاشیم، تھوڑا سا سوڈیم، فاسفورس، ایلومینیم کلورائیڈ، کاربونیٹ اور ریت کے مرکبات ملتے ہیں۔ پودے سے ایک تیل بھی حاصل کیا گیا ہے۔ جو صحیح معنوں میں فرازی نہیں۔ کیونکہ یہ پوری طرح اڑ نہیں جاتا۔ اس تیل میں PALMATIC-STEARIC-OLEIC اور LINOLEIC ایسڈ پائے جاتے ہیں۔

پورے کی جڑوں میں TARTARIC ACID-MANNITE-STEARIN کے علاوہ ایمونیاکی مرکبات میں BETAINE-CHOLIN پائے جاتے ہیں۔ یہ مرکبات جگر کی اصلاح میں مشہور ہیں۔ جڑوں میں پائی جانے والی INULIN کچھ عرصہ کے بعد INULIDE FRUCTOSE ENZYMES میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ کاسنی کے پودے میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ اس میں کڑوے مادے اور لعاب بھی ملتے ہیں مگر اس کے ساتھ فرکٹوس کی مٹھاس بھی ہے۔ جب اسے بھونا جائے تو بعض جوہر اپنی کیمیاوی ہیئت تبدیل کر لیتے ہیں۔ مگر اس میں DEXTRIN اور CARMEL موجود رہتے ہیں۔

اطباء جدید کے مشاہدات

بستانی کاسنی پیاس کو بجھاتی ہے اور جسم کو توانائی دیتی ہے بڑھی ہوئی تلی۔ بخاروں اور اسہال میں مفید ہے۔ پودے کا بہترین حصہ اس کی جڑ ہے۔ اس میں خوشبو کے علاوہ اسہال کو روکنے کی صلاحیت کے ساتھ پیشاب آور ہے۔

پرانے ڈاکٹر اس کی جنگلی قسم کو دمہ، کھانسی، سر درد، بھوک کی کمی اور کمزوری میں استعمال کرتے آئے ہیں۔ یہ حیض آور ہے۔ اس غرض کے لیے پودے کے کسی بھی حصہ کا جو شانہ مفید ہے۔

کاسنی کے استعمال سے پتہ سے صفراء کے اخراج میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہاضمہ کی

اصلاح کرتی ہے۔ جسم کو تقویت دیتی ہے۔ زیادہ مقدار میں مسہل اور پیشاب آور ہے۔ کافی میں کاسنی ملا کر مسلسل استعمال کرنے سے بینائی خراب ہوتی ہے۔
 ندکاری کے مشاہدہ کے مطابق کاسنی کا سفوف، مغز، تربوز یا خربوزہ اور سونف ملا کر اس کے سفوف کا نصف چھوٹا چمچ کچھ عرصہ کھایا جائے تو گردوں سے پتھری نکل جاتی ہے۔
 اس کے پتوں کا لیپ جوڑوں کی سوجن کے لیے مفید ہے۔

ہومیو پیتھک طریقہ علاج

کاسنی کی جڑوں سے مدر نکچر بنتا ہے۔ CICHORIUM INTYBUS ان تمام کیفیات میں استعمال ہوتی ہے۔ جب جسم پر تھکن کی کیفیت طاری ہو۔ بوجھ محسوس ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہو کہ جسم میں نہ تو جان ہے اور نہ طاقت، اعضاء شکنی، معدہ پر بوجھ، جسم اور دماغ میں تھکن، صبح اٹھیں تو آنکھیں بھاری اور تھکی ہوئی میں کاسنی کی مدر نکچر مفید ہے۔

-☆-

کلوئنجی۔۔۔ حبة السوداء

NEGELLA SATIVUM

کلوئنجی زمانہ قدیم سے اچار ڈالنے اور پیٹ کی بیماریوں کے علاج میں استعمال ہوتی آئی ہے۔ آریویدک طب میں ”کرشن جیرک“ اور کالی جیری، کے ناموں سے بیان کی گئی ہے۔ انگریزی نام کے معنی کالا زیرہ ہے۔ حالانکہ زیرہ بالکل مختلف چیز ہے۔

کلوئنجی کا پودا جھاڑیوں کی مانند تقریباً آدھ میٹر اونچا ہوتا ہے جس کو نیلے رنگ کے پھول لگتے ہیں۔ یہ پودا اصل میں ترکی اور اٹلی میں ہوتا تھا۔ جہاں سے حکماء نے افادیت کی بنا پر حاصل کر کے برصغیر میں کاشت کیا۔ یہ خود رو بھی ہوتا ہے اور اس کی مزروعہ اقسام بھی ہیں۔ پنجاب میں اسے پیاز کے بیج سمجھا جاتا ہے۔ جو کہ غلط ہے اس کے بیج تھکونے خوشبو میں تیز، ذائقہ میں تیز رو اور کاغذ کے لفافہ میں رکھیں تو اس پر تیل کے سے دھبے لگ جاتے ہیں۔

یونانی اور رومی اطباء اس کے طبی فوائد سے آشنا تھے اور جالینوس کے متعدد نسخوں میں کلوئنجی کو شہد یا سرکہ میں ملا کر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں کہ عرب اطباء نے اس کا استعمال یونانیوں سے سیکھا۔ کیونکہ مشرق وسطیٰ کے اطباء نے اسلام کی آمد سے پہلے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس کا استعمال اسلام کی آمد کے بعد شروع ہوا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شفا کا مظہر قرار دیا ہے۔

احادیث نبویؐ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔

انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في
الحبة السوداء شفاء من كل داء الا السام والسم
الموت و الحبة السوداء الشونيز .

(بخاری، مسلم ابن ماجہ، مسند احمد)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ
کالے دانے میں ہر بیماری سے موت کے سوا شفا ہے۔ اور کالے
دانے شونیز ہے)

عن سالم بن عبد الله يحدث عن ابيه ان الرسول صلى
الله عليه وسلم قال عليكم بهذه الحبة السوداء فان فيه
شفاء من كل داء الا السام. (ابن ماجہ)

(سالم بن عبد اللہ اپنے والد محترم حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اوپر ان
کالے دانوں کو لازم کر لو کہ ان میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا
ہے)

یہی روایت مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے ابن الجوزی اور ترمذی میں ابو ہریرہؓ سے
مذکور ہے۔

حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشونيز دواء من كل داء الا السام و هو الموت .

(شونیز موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے)

اسی قسم کی ایک لمبی روایت عبد اللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے کلونجی کی تعریف میں بیان

کرتے ہیں۔ جسے مسند احمد نے بیان کیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من داء الا وفى الحبة السوداء منه شفاء الا السام
(مسلم)

(بیماریوں میں موت کے سوا، ایسی کوئی بیماری نہیں جس کے لیے
کلوئی میں شفا نہ ہو)

کتب سیرت میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی طبی ضروریات کے لیے کبھی
کبھی کلوئی کھایا کرتے تھے۔ مگر وہ اسے شہد کے شربت کے ساتھ نوش فرماتے ہیں۔

عن خالد بن سعد قال خرجنا مع غالب بن ابجر فمرض
فى الطريق فقد منا المدينة وهو مريض فعاده ابن ابى
عتيق وقال لنا عليكم بهذه الحبة السوداء فخذوا منها
خمسا او سبعا فاسحقوها ثم اقطروها فى انفه بقطرات
زيت فى هذا الجانب وفى هذا الجانب فان عائشة
حدثتهم انها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول ان هذه الحبة السوداء شفاء من داء الا ان يكون
السام وقلت وما السام قال الموت. (بخاری، ابن ماجہ)

(خالد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں غالب بن ابجر کے ہمراہ سفر میں تھا۔ وہ راستہ
میں بیمار ہو گئے۔ ہماری ملاقات کو ابن ابی عتیق (حضرت عائشہؓ کے بھتیجے) تشریف لائے۔
مریض کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ کلوئی کے پانچ سات دانے لے کر ان کو پیس لو۔ پھر انہیں
زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کے دونوں طرف ڈالو۔ کیونکہ ہمیں حضرت عائشہؓ نے بتایا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ان کالے دانوں میں ہر بیماری سے شفا
ہے۔ مگر سام سے میں نے پوچھا کہ سام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موت)
اس علاج سے غالب بن ابجر تندرست ہو گئے۔

محدثین کے مشاہدات

عربی میں جسے جتہ السوداء کہتے ہیں فارسی میں وہ شونیز ہے۔ محدث عبداللطیف نے زیرہ سیاہ قرار دیا اور اس کو ”الکمون الھندی“ کا اضافی نام دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر بیماری کی دوا قرار دیا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید میں آیا:

و اوتیت من کل شیء

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر ایسی خوش خبریاں عطا کی ہیں۔ جیسے کہ صبح کھجور کھانے والا زہر سے محفوظ رہتا ہے۔ یا سناہ اور مسسوت میں بھی ہر بیماری سے شفا ہے۔ ان کے یہ ارشادات معجزات نبوت میں سے ہیں۔ اسی بنا پر کلونجی اس امر میں یکتا ہے کہ وہ بیماریاں خواہ حدت سے ہوں یا برودت سے، یکساں مفید ہے۔

ذہبی کہتا ہے کہ کلونجی جسم کے کسی بھی حصہ کو مضبوط کرتی ہے۔ حیض، دودھ اور پیشاب لاتی ہے، اگر اسے پیس کر سرمہ میں ملا کر کھایا جائے تو پیٹ کے کیرے ماردیتی ہے اور پرانے زکام میں مفید ہے۔ اس کو گرم کر کے سونگھنا بھی زکام میں بے حد مفید ہے۔ اگر اس کا تیل نکال کر گنچ پر لگایا جائے تو بال اُگتے ہیں اور بال جلد سفید نہیں ہوتے۔ اس کا نصف چمچہ پیس کر پانی کے ساتھ پینے سے دمہ میں مفید ہے اور بھڑکے زہر کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔

کلونجی لگاتار کھانے سے باؤلہ کتے کی زہر کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اس کا دھواں سانس کی تکالیف کو دور کرتا ہے۔ روٹی کے ساتھ کھائیں تو پیٹ میں ہوا نہیں بھرتی، زکام، فالج، لقوہ، درد شقیقہ، نسیان، چکروں، گھبراہٹ میں مفید ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وسیع اور وحی الہی پر مبنی ہے۔ انہوں نے جب اسے شفا کا مظہر قرار دیا ہے تو اس کے فوائد کی فہرست صفحہ قرطاس میں احاطہ کر لیا جانا ممکن نہیں۔ کلونجی کی حیثیت پر ابن القیم کہتے ہیں الحرثی نے حضرت امام حسنؓ کی سند سے اسے

قرآن مجید نے شہد اور اس کے جزو عامل Royal Jelly کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

فيه شفاء للناس (النحل - 69)

(”ان میں لوگوں کے لیے شفاء ہے“)

یہاں پر کسی خاص بیماری یا صورت حال کا تذکرہ نہیں۔ جب بھی کہیں ضرورت پڑے اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

توریت مقدس نے ایک بادشاہ کی داستان بیان کی ہے جو اپنی کمزور اور شکست خوردہ فوج کو جنگل میں لے گیا اور ان کو جنگلی شہد پلا کر اتنا طاقتور کر لیا کہ دشمن پر قابو پا گیا۔
کرئل چوپڑا کہتا ہے کہ بڑھاپے کے تین مسائل اہم ہیں۔
کمزوری

جوڑوں میں دردیں

کھانسی اور بلغم

اس کی دانست میں شہد وہ منفرد دوائی ہے جو ان تینوں مسائل کو حل کرنے اور بوڑھوں کو آرام دہ زندگی میا کرنے کی استعداد رکھتی ہے۔ لیکن چوپڑا صاحب سے 800 سال پہلے حافظ ابن القیمؒ نے شہد کے اوصاف کو زیادہ جامعیت کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اس میں شاندار اوصاف ہیں۔ یہ ان تمام غلاظتوں کو دور کرتا ہے جو خون کی نالیوں اور آنٹنوں میں جمع ہو جاتی ہیں۔

یہ جسم میں جم جانے والی ہر قسم کی غلاظتوں کو نکالتا ہے۔ اس کو پینا اور لگانا دونوں صورتوں میں مفید ہے۔

یہ بوڑھوں کے لیے اور خاص طور پر ان کی بلغم کے لیے مفید ہے۔ یہ مقوی اور جسم

کی حفاظت کرنے والا ہے۔

شہد جگر اور چھاتی پر سے مضر ادویہ کے برے اثرات کو زائل کر دیتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔

اسے مسوڑھوں پر ملنے سے ان کی سوزش جاتی رہتی اور دانت سفید ہو جاتے ہیں۔ یہ غذاؤں کے ساتھ ایک عمدہ غذا ہے۔ دواؤں میں شامل کیجئے تو ایک عمدہ دوا ہے اور پینے کیلئے بہترین مفرح مشروب ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس سے زیادہ مفید اور شاندار چیز نہیں اتاری۔ نبی ﷺ سے اس کی اہمیت کے درجنوں ارشادات میسر ہیں۔ ابو ہریرہؓ ان کے ارشادات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

علیکم بالشفائین۔ العسل و القرآن۔ (ابن ماجہ۔ بیہقی)

(”تمہارے لیے شفا کے دو مظہر ہیں شہد اور قرآن۔“)

ایک مسلمان کے لیے قرآن مجید کی سند سے بڑی چیز کوئی نہ ہونی چاہئے۔ لیکن علم الادویہ کو سامنے رکھیں تو سقوط قلب کے مریضوں کے لیے مطلوبہ مقاصد میں سے تقریباً تمام شہد سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

علاج میں سب سے بڑا مسئلہ مریض کی کمزوری ہے۔ شہد کمزوری کا بہترین علاج ہے۔ یہ گردوں سے غلاظت نکال سکتا ہے۔ کیونکہ یہ پیشاب آور ہے۔ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مریض بیماری کے شروع ہی سے شہد پینا شروع کر دے تو اس کے جسم پر نہ تو درم پڑے گا اور نہ ہی پیٹ میں پانی جمع ہوگا۔

گردوں کی کارکردگی کی اصلاح کے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

ان الخاصرة عرق الكلية اذا تحرك اذی صاحبها

تداووها بالماء المحرق والعسل۔ (ابو نعیم۔ الحاکم۔ ابو داؤد)

(”گردے کا وسطی حصہ اس کی جان ہے۔ اگر اس میں سوزش یا ورم آ جائے تو گردے والے کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اس کا علاج جلد ہوئے پانی اور شہد سے کیا جائے۔“)

یہ لاجواب نسخہ پچھلے دس سالوں سے ہمارے استعمال میں ہے۔ آج کل لوگوں کو گردوں میں تکلیف اکثر ہو جاتی ہے۔ جسے Kidney Failure کا نام دیا گیا ہے۔ ہم نے ایسے تمام مریضوں کو ایلے ہوئے پانی میں شہد دن میں 4-5 مرتبہ دیا اور اللہ کے فضل و کرم سے اکثر مریض شفا یاب ہوئے۔ جب کہ ماہرین امراض گردہ ان کو نیا گردہ لگانے کا مشورہ دے رہے تھے۔

جو کا دلیا (تلبینہ)

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ ”ہمارے گھر میں جب بھی کوئی بیمار ہوتا تھا تو نبی ﷺ کے حکم پر دلیا کی ہانڈی چولے پر چڑھ جاتی تھی۔ اور یہ اس وقت تک چڑھی رہتی تھی اور مریض کو یہ دلیا اس وقت تک کھلایا جاتا تھا جب تک کہ مسئلہ ختم نہ ہو جائے۔“
(ابن ماجہ۔ احمد۔ الحاکم)

جو کا دلیا پا کر اس میں شہد ملا کر بیمار یوں کے علاج میں استعمال کرنا حضور اکرمؐ کی ذاتی ایجاد ہے۔ کیونکہ پرانی کتابوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں۔

كان رسول الله ﷺ اذا قيل له ان فلانا وبع لا يطعم الطعام قال و عليكم بالتلبينه فحسوها اياها و يقول والذى نفسى بيده انها تغسل بطن احدكم كما تغسل احد اكن وجهها من الوسخ۔ (احمد)۔

(”جب کوئی رسول ﷺ کو یہ بتاتا کہ فلاں کو تکلیف ہے اور وہ کھانا

نہیں کھاتا تو فرمایا کرتے کہ تمہارے پاس جو کاد لیا ہے۔ اسے کھلاؤ اور فرماتے کہ اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ تمہارے پیٹوں کو اس طرف صاف کر دیتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو دھو کر اس پر سے غلاظت اتار دیتا ہے۔“)

ایک دوسری روایت میں ارشاد گرامی ہے۔

التلبينه مجمة الفواد المریض تذهب ببعض الحزن۔
(بخاری۔ مسلم)

”(جو کاد لیا مریض کے دل کی تکالیف کا مکمل علاج ہے۔ اور یہ دل پر سے غم کو اتار دیتا ہے۔“)

تلبینہ کی Pharmacology کے بیان میں دل سے غم کو اتار دینے والی صلاحیت بڑی اہم ہے۔ جس طرح آج کل کی سکون آور ادویہ مریض کے اعصاب کو سکون دے کر اسے گھبراہٹ سے چالیتی ہیں ویسا ہی فعل تلبینہ کا بھی ہے۔ جو کاد لیہ مریضوں کے لیے ایک نایاب تحفہ ہے۔ بلڈ پریشر سے لے کر دل کے دورہ تک کی ہر مشکل میں اسے آزمایا گیا اور بے حد مفید پایا گیا ہے۔

کھجوریں

سقوط قلب میں درپیش مسائل کو دیکھیں تو صورت حال کو بکاڑنے کا باعث دل کے عضلات کی کمزوری ہے۔ مختلف اسباب کی بنا پر وہ اتنے کمزور پڑ جاتے ہیں کہ دل ٹھیک سے دھڑک نہیں پاتا۔ جسم کو خون مہیا کرنا اس کی استعداد سے کم پڑتا ہے۔

طب جدید میں دل کے عضلات کو طاقت دینے اور دھڑکن کو مضبوط بنانے کے لیے سقوط قلب کے مریضوں کو ایسی خوراک دی جاتی ہے جس میں سوڈیم کی مقدار بہت کم ہو۔ ان مریضوں کو جسم کی کمزوری کے لیے پوٹاشیم کی گولیاں بھی دی جاتی ہیں۔ کھجور کی

کیمیائی ساخت دیکھیں تو یوں پتہ چلتا ہے۔
ایک سو گرام کھجوروں میں:-

Protenis	2.0.
Fats	0.
Carbo hydrates	24.
Sodium	4.7.
Potassium	754.
Calcium	63.9.
Magnesium	58.9.
Copper	0.21.
Iron	1.61.
Phosphorus	0.38.
Sulpher	51.6.
Chlorine	29.0
Calories	270.

کھجور میں پوٹاشیم کی زیادہ مقدار مریض کی کمزوری کے لیے مفید رہتی ہے۔
ہماری کی وجہ سے جسم میں کئی قسم کی زہریں بھی جمع ہو جاتی ہیں۔ اس باب میں ایک نہایت
ہی کار آمد اطلاع حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ سے میسر ہے۔ وہ اپنے والد گرامی سے
روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

من تصبح بسبع تمرات من تمر العالیہ لم یضرہ ذالک

الیوم سم ولا سحر۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد)

”جس شخص نے صبح نہار منہ عجوہ کھجور کے سات دانے کھائے اس کو

”اس دن میں نہ تو کسی زہر سے اور نہ ہی کسی جادو سے نقصان پہنچے گا۔“

مسند احمد نے اس حدیث میں اضافہ کیا ہے۔

”اور اگر اس نے یہ کھجوریں شام کو کھائیں تو کسی چیز سے اگلی صبح تک

نقصان نہ ہوگا۔“

جسم میں زہروں کو زائل کرنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت جگر میں ہوتی ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کھجوریں کھانے سے جگر کو اتنی طاقت میسر آجائے گی کہ وہ زہروں کا مقابلہ کرنے کے لیے بہتر طور پر تیار ہوگا۔

قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے باب میں بیان کیا ہے کہ ان کی والدہ محترمہ زچگی کے سلسلہ میں جنگل میں مقیم تھیں۔ ایک تنہا عورت اس جاں گسل مرحلہ سے گزرنے میں دہشت زدہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت کی کہ وہ دہشت میں مبتلا ہونے کی بجائے کھجوریں کھائے۔ کھجوریں کھانے سے ان کو اتنی توانائی میسر آئی کہ وہ نہ صرف کہ اس مرحلہ سے بڑے اطمینان سے گزر گئیں بلکہ ان کے جسم میں اتنی توانائی پیدا ہو چکی تھی کہ وہ اپنے نونمال کو گود میں اٹھا کر اپنی بستی تک کا پیادہ سفر بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

زچگی کا مرحلہ خواتین کے لیے بڑا جان لیوا ہوتا ہے۔ اس کی اذیت سے گزرنے کے بعد ان کے پاس ہلنے چلنے تک کی طاقت نہیں ہوتی۔ لیکن یہ خاتون اس مرحلہ سے گزرنے کے بعد بھی اتنی طاقت رکھتی تھیں کہ پیدل چلنے کے قابل ہوئیں۔

کھجوریں توانائی کا ایک قابل اعتماد ذریعہ ہیں۔

کھجوریں دل کو طاقت دیتی ہیں اور اگر خون کی نالیوں میں بھی رکاوٹ ہو تو ان کی گٹھلیاں بھی پس کر شامل کر لی جائیں۔

ہم نے سقوط قلب کے کچھ مریضوں کو کھجوریں کھلائیں تو 3-4 ماہ کے بعد یہ حیرت ناک انکشاف ہوا کہ ان کے پھیلے ہوئے دل پھر سے سکڑ کر توانا ہو گئے۔ دل جب ایک مرتبہ پھیل جائے تو جدید علاج اسے واپس پہلی جگہ پر نہیں لاسکتا۔ اس علاج نبوی کا یہ کمال

ہے کہ وہ دل کو طاعت دیتا اس کے دوران خون کو نارمل بناتا، نالیوں میں پڑی ہوئی رکاوٹیں دور کرتا اور مریض کو توانائی میا کرتا ہے۔

اونٹنی کا دودھ

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں۔

قدم رهط من عرينه و غكل على النبي ﷺ، فاحبته
المدينة، فشكوا ذلك الى النبي ﷺ، فقال، 'لو خرجتم
الى اهل الصدقة فشر بتم من ابوالها، البانها، ففعلوا'
فلما صحوا، عمدوا الى الرعاة فقتلوهم واستاقوا الابل
و حاربوا الله ورسوله، فبعث رسول الله ﷺ في اثارهم
فاخذوا، فقطع ايدهم، و ارجلهم، و سمل اعينهم، و
القاصم في الشمس حتى ماتوا۔ (بخاری)
صحیح مسلم نے اس حدیث کے بیان میں مریضوں کی علامات کا اضافہ کیا ہے۔
انا احبوا بنا المدينة، فعظمت بطوننا، و ارتهت
اعضاؤنا۔

یہ حدیث ابو داؤد، النسائی، ترمذی، ابن ماجہ نے بھی بیان کی ہے۔ البتہ النسائی اور

ترمذی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ

ان کے پیٹ بڑھ گئے تھے اور ان کے چہرے پیلے پڑ گئے تھے۔

ترجمہ : ”عرینہ سے ایک جماعت مدینہ آئی اور نبی ﷺ سے شکایت کی کہ ان کو مدینے کی
ہوا سے تکلیف ہو گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ

اگر تم جہاں صدقہ کے اونٹ رکھے جاتے ہیں، وہاں چلے جاؤ ان اونٹوں

کا دودھ پیو اور ان کا پیشاب پیو۔ تو ٹھیک ہو گا۔“

وہ اونٹوں کے پاڑے میں گئے۔ ہدایت پر عمل کیا اور جب کہ وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے چرواہوں کو قتل کیا اور اونٹ چرا کر بھاگ گئے۔ اور اس طرح اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔

نبی ﷺ نے ان کی تلاش میں جماعت روانہ کی اور ان کو گرفتار کر کے ان کے روبرو پیش کیا گیا۔ ان کے دونوں ہاتھ اور پیر کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں بھیر دی گئیں۔ اور ان کو مسجد کے باہر دھوپ میں پھینک دیا گیا۔ حتیٰ کہ ہلاک ہو گئے۔ صحیح مسلم، ترمذی اور النسائی نے ان افراد کی ہمساری کی علامات کا علیحدہ سے تذکرہ کیا ہے۔

مدینہ کی ہوا ہم کو اس نہیں آئی۔ ہمارے پیٹ پھول گئے ہیں اور ہمارے اعضاء ورم کر گئے ہیں۔ اور چہرے زرد پڑ گئے ہیں۔

الرازی نے اونٹنی کے دودھ کی شفائی حیثیت کے بارے میں کافی مشاہدات کیے ہیں۔ عرب میں اکثر بیماریوں کے علاج کے لیے اس دودھ کو بڑی مقبولیت حاصل رہی ہے۔ طب جدید میں Cirrhosis Of Liver اور

Nephritis Congestive Heart Failure کے

مریضوں کو کچھ عرصہ صرف دودھ ہی پلایا جاتا ہے۔ جسے Milk Diet کہتے ہیں۔ 1940ء تک تپ محرقہ اور خاروں کے مریضوں کو کھانے پینے کی مکمل ممانعت ہوتی تھی۔ ہم خود جب بیمار ہو کر ڈاکٹر کے پاس جاتے تھے تو اس کا مشورہ ہوتا تھا۔

”کھاؤ دودھ اور پیو پانی۔“

پرانے طبیب اور ڈاکٹر مریضوں کو کھلانے پلانے کے سخت خلاف تھے۔

نبی ﷺ کے مریضوں کے پیٹ پھولے ہوئے تھے۔ بازو اور ٹانگیں متورم تھیں چہرے زرد تھے۔ یہ علامات غذا کی کمی، جگر کی خرابی اور مقسوط قلب سے ہو سکتی ہیں۔ اگر یہ

مریض آج کل کے زمانے میں ہوتے تو ان کے متعدد ٹیسٹ کیے جاتے اور اس کے بعد فیصلہ کیا جاتا کہ ان کی بیماری کی اصل نوعیت کیا ہے؟ ان تمام بیماریوں کو سامنے رکھ کر جو علاج بھی تجویز کیا جائے گا اس کا اصول یہی ہوگا۔ اس سے بہتر علاج تجویز کیا جانا آج بھی ممکن نہیں۔ اس میں دودھ سے پروٹین، نمکیات، لیپکس حاصل کی گئی اور پیشاب میں پائے جانے والے Urea کو بطور مدد دیول یعنی Diuretic استعمال کیا گیا۔

ان مریضوں کی مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کچھ دنوں کے لیے دودھ اور پیشاب کے علاوہ اور کوئی غذا نہ دی گئی۔ یہ نسخہ اتنا جامع اور مفید تھا کہ چند دنوں میں ان کے ورم جاتے رہے۔ ان کے جسموں میں اتنی طاقت آگئی کہ وہ اونٹوں کے چرواہوں پر حملہ کرنے کے قابل ہو گئے۔

دودھ سے جسمانی عوارض کے علاج کی ایک دلچسپ مثال تو زک جمانگری میں شہنشاہ جمانگری نے بیان کی ہے۔

”بادشاہ بیمار رہتا تھا۔ تمام حکیم عاجز آ گئے آخر ایک نو عمر طبیب نے اونٹنی کا دودھ تجویز کیا۔ آصف خاں کے پاس ماوراء النہر کی اونٹنی تھی۔ اسے زیرہ، بادام، الاچھی، وغیرہ کھلائے گئے۔ تاکہ اس کا دودھ بادی نہ رہے۔

کچھ عرصہ یہ دودھ پینے سے بادشاہ کو شفاء ہو گئی۔“

یہ ایک اتفاقیہ علاج نہ تھا۔ طارق بن شہابؒ روایت فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے

فرمایا۔

علیکم بالبان الابل، فانھا تترم من کل الشجر، و هو شفاء من کل داء۔ (ابن عساکر)۔

”کہ تمہارے لیے اونٹنی کا دودھ موجود ہے۔ یہ ہر قسم کے درختوں پر چرتی ہے۔ اور اس لیے اس میں ہر بیماری سے شفاء موجود ہے۔“

انہوں نے اسی قسم کے فوائد گائے کے دودھ سے بھی منسوب فرمائے ہیں۔
حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

وما انزل الله من داء الا وله دواء۔ فعليكم بالبان البقر
فانها ترم من كل الشجر۔ (النسائی)۔

اسی ارشاد گرامی کو طبرانی نے دوسری صورت میں بیان کیا ہے۔

تداودا بلبان البقر۔ فاني ارجو ان يجعل الله تعالى
فيها شفاء۔ فانها تاكل من كل الشجرة۔

”اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری نہیں اتاری جس کے ساتھ میں شفاء
بھی نہ اتاری گئی ہو۔ تمہارے لیے گائے کا دودھ موجود ہے اس سے
علاج کیا کرو کہ یہ ہر قسم کے درختوں پر چرتی ہے۔ اور اس میں اللہ
تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے۔“

تاریخ کے ہر دور میں اطباء کمزوریوں اور دل کے مسائل کے لیے دودھ سے علاج
کرتے آئے ہیں۔ بوعلی سینا نے بھی اس علاج کو اپنایا۔ وہ دل اور گردوں کے مریضوں کو زیادہ
مقدار میں دودھ پلانے کا مشورہ دیتا تھا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

”طب نبوی اور جدید سائنس“ کی دوسری جلد میں دودھ کے فوائد کے تذکرہ کے
دوران پیٹ میں پڑنے والے پانی کے علاج کے سلسلہ میں اونٹنی کے دودھ اور پیشاب کا
تذکرہ آیا۔ کچھ دوستوں کو یہ بیان بڑا ناگوار گزرا۔ ایک دوست نے فیصل آباد سے اس پر تبصرہ
لکھ کر بھیجا۔ ان کو علاج میں پیشاب کے استعمال پر شدید اعتراض تھا۔

کراچی سے ایک خاتون نے (نام لکھے بغیر) تین صفحات کا عتاب نامہ روانہ کیا۔ ان
میں ایک حرام چیز سے علاج اسلام میں ممکن ہی نہیں۔ اور ان کو عالم دین نے بتایا کہ

نبی ﷺ نے ایسا ہودہ علاج ہرگز نہیں کیا۔

اس باب میں نبی ﷺ کا ایک اہم ارشاد ہے کہ جس نے ان سے ایسی کوئی بات منسوب کی جو انہوں نے نہ کہی ہو تو ایسے شخص کو اپنے لیے جہنم میں مسند کے لیے تیار رہنا چاہئے۔

اس سزا کو جانتے ہوئے اس حدیث مبارکہ کو بیان کیا گیا۔ حضرت انس بن مالکؓ سے یہ روایت بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور النسائی میں پوری تفصیل اور اس خبر کے ساتھ مذکور ہے کہ مریض تندرست ہو گئے۔ طبرانی اور ابن عساکر نے اس علاج کو بیان کیا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ نے یہ واقعہ حجاج بن یوسف کے دربار میں بھی بیان فرمایا۔ اسی باب میں حضرت معمرؓ روایت فرماتے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا۔

فی البان الابل و ابوالها دواء لذر بکم۔ (ابن حیان)۔

”اونٹنی کے دودھ اور اس کے پیشاب میں تمہارے لیے پیٹ میں پانی پڑنے کی دوا ہے۔“

مسلمان اونٹ کا گوشت کھاتے ہیں۔ وہ حلال جانور ہے۔ علماء کی رائے میں حلال جانور کا پیشاب نجس نہیں ہوتا۔

حلال، حرام، نجس، پلید، اور ناپاک کا تصور ہمیں نبی ﷺ سے ہی میسر آیا ہے۔ اگر وہ خود کسی چیز کو استعمال فرماتے ہیں تو یہ بات طے ہے کہ وہ خراب نہیں ہے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید نے ایک بڑی واضح گنجائش عطا فرمائی ہے۔

فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ۔ ان اللہ غفور رحیم۔ (البقرہ 173)۔

”اگر تم کسی اضطراری کیفیت میں مبتلا ہو اور تمہارا مقصد احکام الہی کی خلاف ورزی نہ ہو تو تم پر (حرام چیزوں کو استعمال کرنے کا) کوئی گناہ

نہ ہو گا۔ کیونکہ اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔“

علماء کے نزدیک اضطرابی کیفیت وہ ہے جب جان کو خطرہ ہو۔ جان چانے کے لیے کوئی سی حرام چیز بھی مستند مشورہ پر استعمال کی جاسکتی ہے۔ دل کے دورہ سے بڑی اضطرابی کیفیت اور کیا ہوگی؟

اونٹ ایک حلال جانور ہے اور اگر کسی کی جان چانے کے لیے اس کا پیشاب استعمال کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔
ادویہ نبویہ^۲

سوزشوں کے لیے نبی ﷺ نے قسط البحر کی کوپند فرمایا۔ اسے گلے کی سوزش Tonsillitis اور پلورسی کے لیے تجویز فرمایا۔ اس دوائی میں جراثیم کو ہلاک کرنے کی استعداد کے علاوہ دل کے عضلات کو طاقت دینے کی صلاحیت بھی موجود ہے۔ کرٹل چوڑا نے اسے دل کے عضلات کے لیے مقوی پایا۔

حلبہ اور کاسنی دل اور خون کی نالیوں کے لیے مفید ہیں۔ کلو نجی کے بارے میں ارشاد ہے کہ یہ ہر بیماری کا علاج ہے۔ یعنی جہاں آپ کو صحیح دوائی کا پتہ نہ چل رہا ہو۔ کلو نجی دے دیں اس میں شفاء ہے۔

علاج

- ہم نے سقوط قلب کے ایک مریض کا یہ علاج کیا۔
- 1- نمار منہ در محضرت بڑا چچہ شد ابلہ پانی میں۔ (اگر کھانسی ہو تو پانی گرم ہو اور چائے کی طرح پیا جائے)۔
- 2- نمار منہ شد کے ساتھ ۷ کھجوریں۔ (اگر دل بہت زیادہ کمزور ہو اور خون کی نالیوں میں تنگی آگئی ہو تو کھجوروں کے ساتھ ان کی گٹھلیاں بھی شامل کر لی جائیں)۔

70 گرام۔	قط شیریں
50 گرام۔	کلو نجی
05 گرام۔	برگ کاسنی
05 گرام۔	میتھرے

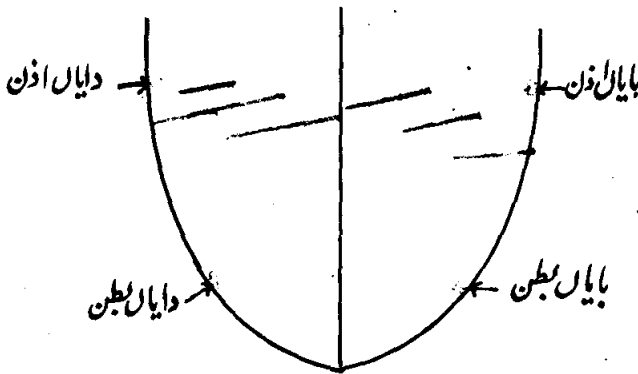
ان کو ملا کر پیس کر اس مرکب کا چھوٹا چمچ صبح شام کھانے کے بعد۔ مریض کی حالت اگر زیادہ خراب ہو یا ذیابیطس زیادہ ہو تو شمد صرف دلیا میں دیا جائے اور اس کی جگہ کمزوری کے لیے Bei jing Royal Jelly کا ایک ٹیکہ عصر کے وقت پلا دیا جائے۔ اس نسخہ کے ساتھ ذیابیطس کے علیحدہ علاج کی ضرورت نہیں۔

دل کے صماموں کی بیماریاں

Valvular Diseases of Heart

دل کے اندر خون کی گردش دباؤ میں ہوتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ دباؤ کی وجہ سے ایک خانے سے خون واپس دوسرے خانے میں چلا جائے۔ اس غرض کے لیے دل کے اندر کے تمام خانوں کے درمیان حفاظتی روشندان کی شکل کے دروازے نصب ہیں۔

دل کے چار خانے ہیں۔ اوپر دونوں طرف دایاں اور بایاں اذن یعنی Auricles ان کے نیچے دونوں بطن Ventricles ہیں۔



خون اذن سے بطن کو جاتا ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ جب دھڑکن کے دوران دباؤ میں اضافہ ہو تو خون کی کچھ مقدار واپس اذن کی طرف چلی جائے۔ قدرت نے اس الٹے عمل کو روکنے کے لیے ان کے درمیان دریچے یا دالوں لگائے ہیں۔ ان میں ایک طرفہ بہاؤ کی گنجائش ہے۔ اگر خون بطن سے اذن کی طرف جانے کی کوشش کرے تو یہ بند ہو جاتے ہیں۔ دل سے

نکلتے والی ہر بڑی نالی پر بھی اسی طرح کے والو نصب ہیں جن سے اس کے افعال خوش اسلوبی سے چلتے ہیں۔

دل کے چاروں اہم والو میں سے کوئی ایک بھی خراب ہو سکتا ہے۔ ہم مثال کے طور پر ایک بڑے والو Mitral Valve کی سدش اور خرابی کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہیں۔

مرض صمام تاجی

Mitral Stenosis

اس والو کی شکل پادریوں کی اونچی ٹوپی کی طرح ہوتی ہے۔ اس لیے Mitral کہتے ہیں۔ اس والو میں خرابی پیدا کرنے والے عمومی اسباب یہ ہیں۔

1- موروثی : بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو تخلیق کے دوران اس کا والو صحیح شکل میں تکمیل نہیں پاتا۔ بعض جوں میں اس کی شکل پیراشوٹ کی مانند ہوتی ہے۔ یا اس کے درمیان لکیر کی طرح کا شکاف ہوتا ہے۔ جس سے یہ اپنے فرائض ٹھیک سے انجام نہیں دے سکتا۔

2- گنٹھیا کا خمار : دل کے لیے بدترین بیماری ہے۔ خمار کے دوران جراثیم دل کے والو پر جم جاتے ہیں۔ اس کو کاغذ کی مانند بنا دیتے ہیں یا اس کے پڑت آپس میں جوڑ کر اس کی شکل ”کیف“ کی طرح کی بنا دیتے ہیں جس میں ایک چھوٹا سا سوراخ وسط میں ہوتا ہے۔

3- مختلف جسمانی بیماریوں کی وجہ سے والو کی سطح پر کلیمسم جم جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کا کھلنا اور بند ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

4- جسمانی بیماریوں میں Lutembachetrs Syndrome اور

Hurler's Syndrome

بالرطب. (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)۔

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کے ساتھ

کھیرا کھڑی کھا رہے تھے)

حضرت رافع بن عمر المزنی بیان کرتے ہیں۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول العجوة و

الصخرة من الجنة. (ابن ماجہ)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عجوہ کھجور

اور بیت المقدس کی مسجد کا گنبد (صحرا) دونوں جنت سے آئے ہیں)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت فرماتے ہیں۔

بيننا نحن عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ اتى بجمار

نخلة فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان من الشجر لما

بركة كبركة المسلم فظننت انه يعنى النخلة، فاردت ان

اقول هي النخلة يا رسول الله عليه وسلم ثم التفت

فاذا عاشر عشرة انا احدثهم فسكت فقال النبي صلى

الله عليه وسلم هي النخلة. (بخاری)

(ہم کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ کھجور کا

گاہک آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے مخاطب کر کے فرمایا کہ

درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ایسے

برکت دی ہے جیسے کہ وہ مسلمان ہو۔ میں نے گمان کیا کہ ان کی مراد

کھجور کے درخت سے ہے۔ اور میرا ارادہ ہوا کہ میں جواب میں

عرض کروں کہ یا رسول اللہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ مگر مجبوراً اس لیے

چپ ہوا کہ اتنے لوگوں میں سے سب سے چھوٹا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے)

کھجور کے بارے میں احتیاط

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انه نهى ان ينتبذ الزبيب والتمر جميعاً. (بخاری)

(منقہ اور کھجور کو بیک وقت کھانے سے منع کیا)

(اسی ارشاد گرامی کو ترمذی اور النسائی نے عبد اللہ بن ابی قتادہ سے مروی کیا ہے

جنہوں نے اپنے والد گرامی سے سماعت کیا۔

حضرت ام المومنین عائشہ اور حضرت ام سلمہؓ روایت فرماتی ہیں کہ:

انه نهى ان ينتبذ البسر والرطب.

نیم پختہ کھجور کو پرانی کھجور کے ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا۔

ابن القیمؒ نے سند کے بغیر ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور انجیر کو بیک

وقت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ام المہذّر روایت فرماتی ہیں۔

دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علي

ولناد وال معلقة فجعل الرسول صلى الله عليه وسلم

ياكل و علي معه يا كل فقال رسول الله صلى الله عليه

وسلم لعلي يا علي فانك ناقه.

(ابن ماجہ، ترمذی، مسند احمد)

(ہمارے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ان کے ہمراہ

علیؑ تھے۔ اس وقت ہمارے یہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے

تھے۔ یہ ان کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ دونوں کھاتے رہے۔ پھر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ علیؑ سے کہا کہ تم اب اور مت کھاؤ کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے اور کمزور ہو)

اسی روایت میں مزید آیا ہے کہ حضرت علیؑ نے سات کھجوریں کھائی تھیں کہ ان کو روک دیا گیا۔ ام المیزانؑ نے اس پر ان کے لیے چقندر گوشت اور جو کی روٹی پکائی۔ انہوں نے اس کھانے کو حضرت علیؑ کے لیے پسند فرمایا۔

حضرت صہیبؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں مجلس رسالت میں کھجوریں کھا رہا تھا۔ ان دنوں میری آنکھ دکھ رہی تھی کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتاكل التمر وبك رمد۔ (طبری)

(تم کھجوریں کھا رہے ہو جبکہ تمہاری آنکھیں دکھ رہی ہیں)

صہیبؓ نے اس ارشادِ گرامی کو مزاحیہ رنگ دیتے ہوئے کہا کہ میری دائیں آنکھ دکھتی ہے جبکہ میں کھجوریں بائیں طرف سے کھا رہا ہوں۔

یہ ارشادِ گرامی اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ جب آنکھیں دکھتی ہوں تو اس وقت کھجوریں کھانا مناسب نہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خير تم اتکم البرنی يذهب الداء ولا داء فيه.

(عقیلی، مسجد طیلسی، ابن السنی، ابو نعیم، مستدرک الحاکم)

(تمہاری کھجوروں میں سے سب سے اچھی کھجور برتی ہے۔ یہ بیماری

کو دور کرتی ہے اور اس میں خود کوئی مضر چیز نہیں)۔

یہ روایت الرویانی اور ابن حبان نے بریرہؓ، طیلسی، مستدرک الحاکم اور ابو نعیم نے ابی

سعید الخدریؓ سے بھی بیان کیا ہے۔ جبکہ یہی مضمون محمد احمد ذہبی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے

بغیر سند کے بیان کیا ہے۔

البرنی دواء ليس فيه داء.

(عقیلی، مسند طیالسی، ابن السنی، ابو نعیم، مستدرک الحاکم)۔

(برنی کھجور ایک عمدہ دوا ہے۔ جبکہ اس میں بذات خود کوئی بیماری

نہیں، یعنی اس کے کھانے سے کوئی ضرر نہ ہوگا)

محمد احمد ذہبیؒ حوالہ کے بغیر یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

خیر اتم اتکم البرنی۔ ینذهب الداء۔

(تمہاری کھجوروں میں اچھی برنی ہے جو بیماری کو دور کرتی ہے)

راوی کا ذکر کیے بغیر محمد احمد ذہبیؒ بتاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من وجد تمرًا فلیفطر علیہ ومن لا فلیفطر علی الماء

فانہ طهور۔ (النسائی)

(جسے کھجور میسر ہو۔ وہ اس سے روزہ افطار کرے۔ جسے نہ ملے وہ پانی

سے کھول لے۔ کیونکہ وہ بھی پاک ہے)

کیونکہ دن بھر کے فاقہ کے بعد توانائی کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے افطاری ایسی چیز سے

ہو جو جلد ہضم ہو اور طاقت دے۔

ومن السنہ للصائم الفطر علی العجوة او التمر۔

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ روزہ دار عجوہ کھجور یا کسی اور کھجور

سے روزہ کھولے)

یہ حدیث بھی اسناد کے بغیر ذہبیؒ نے بیان کی ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفطر علی رطبات

قبل ان یصلی فانہ لم تکن رطبات فتمرات۔ فان لم تکن

تمرات! حسا حسوات من ماء۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی کھجور سے روزہ افطار کرتے تھے

اگر وہ نہ ہو تو پرانی کھجور سے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پانی اور ستو
(غیرہ سے)

نوزائیدہ بچوں کے لیے بہترین گھٹی

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ روایت فرماتی ہیں۔

انما حملت بعبد اللہ بن زبیر بمكة قالت تو الدت بقاء
ثم اتيت به رسول اللہ صلى اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی
حجرہ دعابتمرة فمضغها ثم تفل فی فیہ ثم حنکم ثم
دعالة وبرک علیہ فكان اول مولود ولد فی الاسلام.
(بخاری، مسلم)

(مجھے مکہ معظمہ میں عبد اللہ بن زبیر پیدا ہونے والا ہو گیا تھا۔ یہ بچہ
مجھے قبائیس آ کر پیدا ہوا۔ میں بچے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس گئی اور ان کی گود میں ڈال دیا۔ انہوں نے کھجور منگوائی۔
اسے اپنے منہ میں چبایا۔ پھر اپنا لعاب اور کھجور، بچے کے منہ
میں ڈال کر اس کے تالو سے لگا دیا۔ پھر بچے کے لیے برکت کی دعا
کی۔ یہ وہ پہلا بچہ تھا جو مسلمانوں میں پیدا ہوا)

عبد اللہ بن زبیرؓ کی ولادت سے پہلے مدینہ کے یہودیوں نے مشہور کر دیا تھا کہ ان
کے جادو کے زور سے اب کوئی مسلمان عورت بچہ نہ جن سکے گی۔ ہم نے ان کو بانجھ کر دیا
ہے۔ عبد اللہؓ کی پیدائش ان کے اس دعویٰ کی تکذیب اور تردید تھی۔ یہ مہاجرین کا پہلا بچہ
تھا۔ ان کی پیدائش پر تمام مسلمانوں نے بلند آواز میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔

قال ولد لی غلام فاتیت به النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فسماه ابراهیم فحکته بتمرة ودعالة بالبركة ودفعه الی

(بخاری)

(حضرت ابو موسیٰ اشعرئؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ میں اسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے چبا کر اس کے منہ میں کھجور ڈالی)

کھجوروں کی طبی حیثیت

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں۔

ان الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی عجوة
العالیة شفاء وانه تریاق اول البکرة (مسلم)
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عظیم کھجور عجوة میں ہر
بیماری سے شفا ہے اور اگر اسے نہار منہ کھایا جائے تو یہ زہروں سے
تریاق ہے)

یہی روایت مسند احمد میں اضافہ کے ساتھ بھی ہے۔

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد گرامی سے روایت کرتے تھے۔
سمعت سعدا یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول من تصبح بسبع تمرات عجوة، لم یضره
ذلک الیوم سم ولا سحر۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)
(میں نے سعدؓ سے یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
کرتے تھے کہ جس نے صبح اٹھتے ہی عجوة کھجور کے سات دانے کھا
لیے۔ اس دن اسے جادو اور زہر بھی نقصان نہ دے سکیں گے)

حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنا ذاتی تجربہ بیان فرماتی ہیں۔

كانت امی تعالجنی للسمنة ترید ان تدخلنی علی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما استقام لها ذلك
 اكلت القثاء بالرطب فسمنت كاحسن سمنة.
 (بخاری، مسلم، النسائی، ابن ماجہ)

(میری والدہ مجھے موٹا کرنے کے لیے بہت علاج کرواتے رہیں۔ وہ
 چاہتی تھیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 جاؤں تو موٹی ہوں۔ لیکن ان تمام دواؤں سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حتیٰ
 کہ میں نے تازہ پکی ہوئی کھجوریں اور کھیرے کھائے۔ ان سے میں
 نہایت خوبصورت جسم والی موٹی ہو گئی)

جب حضرت عائشہؓ نکاح ہوا تو وہ دہلی پتلی تھیں، چونکہ اس زمانے میں عرب دہلی
 عورتوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لیے ان کی والدہ محترمہ حضرت ام رمانؓ چاہتی تھیں کہ
 رخصتی تک یہ موٹی ہو جائیں۔ ان کو قثاء سے فائدہ ہوا۔ عربی میں اس سے مراد کھیرا بھی ہو سکتا
 ہے اور کلڑی بھی۔ عام لوگ کھیرا ہی قرار دیتے ہیں۔ یہ علاج اس حدیث سے سند ہے جو
 بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے بیان کی کہ حضور کھجور اور کھیرا کھایا کرتے تھے۔

عامر بن سعید اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اكل سبع تمرات ما بين لا بتي المدينة على الريق لم
 يضره يومه ذلك سم ولا سحر وان اكلها حين يمسي
 لم يضره حتى يصبح. (مسند احمد)

(جس کسی نے مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان کی وادی میں پیدا
 ہونے والی کھجوروں میں سے روزانہ سات کھجوریں نہا رہے کھائیں۔
 اسے روز شام ہونے تک کوئی زہر اثر نہ کرے گا اور جس نے شام کو
 کھائیں وہ صبح تک مامون رہے گا)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

العجوة من الجنة وفيها شفاء من الزم والكماة من المن
ومائوها شفاء للعين والكبش العربي الاسود شفاء من
عرق النساء يوكل من لحمه و يحسى من مرقه.
(ابن النجار)

(عجوة کھجور جنت سے ہے۔ اس میں زہروں سے شفا ہے۔ کھنسی من
کا حصہ تھی اور اس کے پانی میں آنکھوں کی بیماری سے شفا ہے۔ عربی
دنبہ جو کہ سیاہ رنگ کا ہو، اس میں عرق النساء سے شفا ہے۔ اس کا
گوشت کھایا جائے اور بخنی پی جائے)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں۔

اكل التمر امان من القولنج. (البو نعیم)
(کھجور کھانے سے قولنج نہیں ہوتا)۔

جسم کے وہ آلات جن کی ساخت ایسے عضلات سے ہے جو قوت ارادی کے ماتحت
نہیں (جیسے کہ گردوں کی نالیاں، آنتیں، بچے دانی کی نالیاں) اگر ان میں سکڑن کے ساتھ
رود ہو تو اسے قولنج کہتے ہیں۔ قولنج کسی ایک حصہ جسم تک محدود نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كلوا التمر على الریق فانه يقتل الدود.

(مسند فردوس، ابوبکر فی الغلانیات)

(صبح نہار منہ کھجوریں کھایا کرو کہ ایسا کرنے سے پیٹ کے کیڑے مر

جاتے ہیں)

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ينفع من الجذام ان تاخذ سبع تمرات من عجوة المدينة

كل يوم يفعل ذلك سبعة ايام.

(ابونعیم، ابن العدی، فی الکامل)

(اگر سات دن تک عجّوہ کھجور کے سات دانے روزانہ کھائے جائیں تو

اس سے کوڑھ میں فائدہ ہوتا ہے)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں۔

مرضت مرضا. اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فوضع یدہ بین ثدیی، حتی وجدت بردھا علی فوادی

فقال: انک رجل مفؤد انت الحارث بن کلدہ،

اخاثیف، فانه رجل یطرب فلیاخذ سبع تمرات من

عجوة المدينة فلیجأھن بنواھن ثم لیلد لک بہن.

(ابوداؤد، مسند احمد، ابونعیم، الحسن بن سفیان)۔

(میں بیمار ہوا۔ میری عیادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف

لائے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو اس کی

ہاتھ کی ٹھنڈک میری ساری چھاتی میں پھیل گئی۔ پھر فرمایا کہ اسے دل

کا دورہ پڑا ہے اسے حارث بن کلدہ کے پاس لے جاؤ جو ثقیف میں

مطب کرتا ہے۔ حکیم کو چاہیے کہ وہ مدینہ کی سات عجّوہ کھجوریں

گٹھلیوں سمیت کوٹ کر اسے کھلائے)

کھجور کے فوائد کے بارے میں یہ حدیث بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ طب کی

تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی مریض کے دل کے دورہ کی تشخیص کی گئی۔ اس کی روایت

عام طور پر مجاہد کے ذریعہ ہے۔ علاؤ الدین الہندی نے کنز العمال میں اسے مسند علیؓ، ذخیرہ

الحسن بن سفیان اور ابونعیم سے بھی ماخذ کرنا بیان کیا ہے۔ جبکہ دوسرے محدثین اسے صرف

ابوداؤد ہی سے اخذ کرتے ہیں۔

سعد بن ابی وقاصؓ کو دل کے دورہ کی وجہ سے چھاتی میں جو شدید درد تھا۔ وہ نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے لمس سے جاتا رہا اور انہوں نے اس کے ساتھ ایک خصوصی دعا بھی فرمائی جسے احادیث میں ”اللهم اشف سعداً“ کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما للنفساء عندی شفاء مثل الرطب وللمريض مثل

العسل. (ابونعیم، ابوالشیخ)

(میرے نزدیک عورتوں کے حیض کی کثرت کے لیے کھجور سے بہتر

اور مریض کے لیے شہد سے بہتر کوئی دوائی نہیں)

کھجور سے معالجہ کی قرآنی ترکیب

کھجور کی افادیت کا اہم ترین پہلو قرآن مجید نے حضرت مریم علیہ السلام کے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔ جب ان پر زچگی کا وقت قریب آیا تو وہ دردوں کی شدت اپنی تنہائی اور بعد کی کمزوری سے دہشت میں تھیں۔ انہوں نے خدا سے چاہا کہ وہ اس اذیت سے تڑپنے کی بجائے مرجائیں تو اچھا ہو۔ خدا تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ کھجور کے درخت کے سایہ میں لیٹ جائیں۔ ان پر پکی ہوئی کھجوریں گرین گی۔ جن کو کھانے سے ان کی کمزوری جاتی رہے گی۔ دردیں کم ہوں گی، زچگی کا مرحلہ کسی پیچیدگی کے بغیر فوراً گزر جائے گا۔ کھجوریں کھانے سے ان کی زچگی جلد مکمل ہوئی۔ نفاس سے کوئی خاص اذیت نہیں ہوئی اور وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو گود میں لے کر اطمینان کے ساتھ بستی کی سمت پیدل چل پڑیں۔ عام حالات میں کسی عورت کے لیے زچگی کے بعد اپنے پیروں سے چل کر جانا ممکن نہیں ہوتا۔ اور یہ خاتون تو نہ صرف کہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں۔ بلکہ بچے کا وزن اٹھا کر انہوں نے بستی تک کا فاصلہ بھی خوش اسلوبی سے طے کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کھانے سے اُن کو INSTANT ENERGY (فوری توانائی) حاصل ہوئی کیونکہ کھجور دافع قویٰ

بھی ہے اس لیے ان کو درد بھی کم ہوئی۔ قرآن مجید نے تاریخ طب میں پہلی مرتبہ INVALID FOOD کا تصور کھجور کی صورت میں پیش کیا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزوری کے لیے خصوصی غذا کو دلیا (تلبینہ) کی صورت میں عطا فرمائی۔

محمد شین کے مشاہدات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کو رات بھگو کر اس کا پانی استعمال کرتے تھے۔ ابواسیدؓ کی دعوت ولیمہ میں یہی پانی بڑے شوق سے پیا۔ جبکہ ابوالہثم بن العیضؓ نے جب ان کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اپنے باغ میں دعوت کی تو ان سے کہا کہ تم نے تو پکی ہوئی کھجوروں کو بھگوایا ہے۔ ہمیں زیادہ پسند ہوگا اگر پکی ہوئی کھجور کے ساتھ نیم پختہ (لبسر، رطب) کھجوریں بھی ملا کر ان کا پانی ہمیں پلایا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کی نبیذ میں بھی توانائی کے ساتھ ساتھ فرحت پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

یہ پانی جسم کی غلیظ رطوبتوں کو خشک کرتا ہے۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ منہ کے زخموں کو مندمل کرتا ہے۔ خاص طور پر مسوڑھوں کی سوزش میں مفید ہے۔

پھلوں میں کھجور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ جسم کے ہر حصے کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔ اس کی اصلاح کے لیے سکنجبین زیادہ موثر ہے۔ جبکہ دوسرے ذرائع بتاتے ہیں کہ کھجور کے ذیلی اثرات کو دور کرنے کے لیے اس کے ساتھ بادام اور خشک خاص کا استعمال زیادہ مفید رہتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولنے کے لیے ہمیشہ کھجور استعمال فرمائی۔ یہ اس کی افادیت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ کیونکہ روزے کے دوران مسلسل فاقہ کی وجہ سے جسم میں نقاہت ہوتی ہے۔ اس وقت ایک ایسی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جو جامع اور سہل الہضم ہو۔ اس کا اثر فوری طور پر شروع ہو جائے اور کمزوری جاتی رہے۔ معدہ دن بھر خالی رہنے کی وجہ سے کسی بھاری چیز کو آسانی سے قبول نہیں کرتا۔ کھجور فوری طور پر ہضم ہو کر جگر کے لیے

تقویت کا باعث بن جاتی ہے۔

یہ زخموں کو مندمل کرتی ہے۔ نفث الدم میں مفید ہے۔ اسہال کو دور کرتی ہے۔ یرقان کے لیے بہترین ہے۔ کیونکہ پتہ اور جگر کے فعل کو درست کرتی ہے۔ اپنے بیش بہا فوائد کی وجہ سے اسے مسلمان سے تشبیہ دی گئی۔ کیونکہ یہ فوائد کے ساتھ ساتھ بھلائی کا ذریعہ ہے۔ محمد احمد ذہبیؒ قرار دیتے ہیں کہ حاملہ عورتوں کو کھجور کھلانے سے لڑکا پیدا ہوگا۔ جو کہ حلیم، خوبصورت اور بردبار ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں میں عجوہ زیادہ پسند تھی۔ انہوں نے اسے جنت کا میوہ قرار دیا۔ انہوں نے بعض لوگوں کو عذاب قبر سے نجات دلوانے کے لیے کھجور کی ڈالی ان کی قبروں پر اپنے ہاتھ سے گاڑی۔ انہوں نے اس سے روزہ افطار کیا۔ اسے نہار منہ کھانے کی تلقین کی اور اس سے پیٹ کے کیڑوں کا علاج بھی بتایا۔

رطب کی صورت میں یہ حضرت مریم علیہا السلام کی خوراک تھی۔ اسے روزہ دار کی کمزوری کے لیے بیان فرمایا۔ صنوبر کے بیجوں کے ساتھ کھجور جگر کے لیے مزید مقوی ہو جاتی ہے۔ یہ جسمانی اور جنسی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ لیکن جس کی آنکھیں دکھتی ہوں اسے نہ کھانا چاہیے۔ نہ ہی اسے انگور اور کشمش یا منقہ کے ساتھ کھایا جائے۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں میں سب سے زیادہ پسند عجوہ تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں غذائی عناصر دوسری کھجوروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ مدینہ کی کھجوروں میں سے بہترین قسم ہے۔ اس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے اور یہ فوائد کے لحاظ سے دیگر اقسام سے بہتر اور لذیذ ہوتی ہے۔

تازہ پکی ہوئی کھجور کا پانی پینے سے اسہال رک جاتے ہیں۔ اسے کھانے سے بعد کھایا جائے تو معدہ میں بوجھ کی کیفیت نہیں ہوتی۔ صفر اور تیزابیت کو ختم کرتی ہے۔ قرآن مجید نے جنت کے پھلوں کی تعریف میں کھجور کے ساتھ انار کا ذکر کیا ہے۔

فیہا فاکھة ونخل ورمٰن۔

کھجور کے ساتھ انار کا پانی معدہ کی سوزش اور اسہال مزمن میں مفید ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات

کھجور کے درخت کو چیت میساکھ (مارچ اپریل) میں پھول لگتے ہیں۔ بھادوں اور اسوج (اگست ستمبر) میں پھل پک کر تیار ہوتا ہے۔ اس کے پتے سے ایک قسم کا گوند نکلتا ہے جو بیرونی چوٹوں کے لیے مفید ہوتا ہے۔ اس کے درخت کے تنے میں گھاؤ لگائیں تو ایک میٹھا اور خوشبودار رس نکلتا ہے۔ تازہ پیئیں تو بڑا لذیذ اور روح افزا ہوتا ہے۔ مگر ایک دن گزرنے کے بعد اس میں خمیر اٹھ جاتا ہے اور نشہ آور بن جاتا ہے۔ بنگال اور ساحل مالا بار کے لوگ اس رس کو گھڑوں میں بھر کر اوپر پتلا کپڑا باندھ دیتے ہیں۔ دو ایک دن میں اس میں خمیر اٹھ کر یہ نشہ آور ذائقہ میں تیز ہو جاتی ہے۔ ویدک طب کی مشہور کتاب ”بھوت چکٹسا ساگر“ میں اسے تاڑی کا نام دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس کے نشہ آور ہونے کا تعلق ہے یہ تاڑی کی مانند ہے۔ لیکن بھارت کے مغربی گھاٹ کے علاقہ میں تاڑی ناریل کے اس پانی کو کہتے ہیں جس میں خمیر اٹھایا گیا ہو۔ ناریل کا تازہ پانی لذیذ اور خوشبودار ہوتا ہے۔ مگر خمیر اٹھنے کے بعد الکحل کی موجودگی کی وجہ سے یہ نشہ آور، بد ذائقہ اور بدبودار ہو جاتا ہے۔

فعلاً کھجور کے تنے کے رس اور تاڑی میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ ان کے ماخذ جدا جدا ہیں۔ چیت کے مہینہ میں کھجور کے درخت کو لگنے والے پھول (اگر پانی میں گھوٹ کر پیئے جائیں تو اس سے معدے کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اسہال کو بند کرتا ہے۔ حرارت کو تسکین دیتا ملطف اور منہ سے نکلنے والے خون کو بند کرتا ہے۔

کھجور کی گٹھلی جلا کر دانتوں پر ملی جائے تو منہ کے تعفن کو دور کرتی ہے۔ دانتوں سے میل اتارتی ہے جہاں سے بھی خون بہتا ہو اس کی راہ لگانے سے بند ہو جاتا ہے زخموں کو صاف کر دیتی ہے۔

کھجور کھانا قوت کا باعث ہے۔ جگر کو طاقت دیتی ہے۔ ویدک طب میں یہ منہ کی خشکی دور کرنے میں اکسیر ہے۔ کمزوری سے پیدا ہونے والے صفرائے لیے مفید ہے۔ کھجور کا گودا

اور چڑھنے کی جڑ پیس کر پانی میں رکھ کر کھانے سے سردی لگ کر آنے والا بخار ٹوٹ جاتا ہے۔

کھجور کی جڑ یا پتوں کی راکھ سے منجن کرنا دانتوں کے درد کے لیے مفید ہے۔ راکھ کی بجائے اگر ان کو پانی میں پکا کر اس پانی سے کلیاں کی جائیں تو بھی مفید ہیں۔

کھجور کے مضر اثرات انارکارس یا سکنجبین، روغن بادام، خشک یا سیاہ مرچ کے شامل کرنے سے ختم ہو جاتے ہیں۔

بھارتی ادارہ طب نے کھجور کو اعصاب باہ اور جسم کو تقویت دینے والا قرار دیا ہے۔ اس کو دودھ میں پکا کر استعمال کرنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ایک وقت میں ۵ تولہ سے زیادہ استعمال نہ کی جائیں۔ طب یونانی کی مشہور دوائی معجون آرد خرما۔ گھلیوں سے بنتی ہے جبکہ ہمدرد کی خواباں میں کمزوری کے لیے کھجور اور خوبانی شامل ہیں۔

کھجور کا گابھا

عربی میں اسے ”جمار، قلب النخل یا شحم النخل“ کہتے ہیں۔ فارسی میں اسے دل خرما، مغز خرما اور پنیر خرما کہتے ہیں۔ کھجور کے درخت کی شاخوں میں جس جگہ پھول لگتے ہیں وہاں پر کونپلوں سے پہلے یہ گاڑھا، لیس دار شیریں اور خوشبودار جمع ہوتا ہے۔ ذائقہ دودھ اور بادام جیسا ہوتا ہے۔ جس درخت کی شاخوں سے جمار نکال لیں اس پر پھول نہیں لگتے۔ اس کو کھانے سے قبض پیدا ہوتی ہے۔ آنتیں مضبوط ہوتی ہیں۔ اور دست رک جاتے ہیں۔ سینہ کے درد کو دور کرتا ہے۔ اگر تھوک میں خون آتا ہو تو وہ بند ہو جاتا ہے۔ اس کو کھانے سے حلق اور سینے کی جلن اور سوزش ختم ہوتے ہیں۔ آواز میں نکھار آتا ہے۔ کھانسی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کے کھانے سے جسم میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ صفرا کے غلبہ اور خون کے جوش میں مفید ہے۔ گردوں کی سوزش رفع ہوتی ہے۔ منشیات سے پیدا ہونے والا خمار جاتا رہتا ہے۔ قے روکتا ہے، چکروں میں مفید ہے۔

کھجور کا گابھا لگانے سے بھڑکانے کے بعد درم نہیں ہوتا ہے۔ حساسیت کو دور کرتا ہے۔ اطباء نے اسے پھیپھڑوں اور معدہ کے لیے مضر قرار دے کر اصلاح کے لیے چھوہارے اور ککامربہ یا سبجینین یا شہد تجویز کیا ہے۔

کیمیائی ماہیت

درخت پر پکنے کے دوران کھجور کے پھل میں کیمیائی تبدیلیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ جیسے کہ جب یہ زردی سے پکنے پر آتی ہے تو اس میں خشک مادہ کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ پانی کم ہونے لگتا ہے اور مٹھاس کی مقدار بڑھتی ہے۔ مٹھاس از قسم INVERT SUGAR کی مقدار ۲۲ فیصدی سے ۴۷ فیصدی تک ہو جاتی ہے پانی کم ہونے اور مٹھاس کی زیادتی کے باوجود یہ چمکدار نہیں ہوتی۔ قدرت کی عجیب صنایع ہے کہ پورے پھل میں مٹھاس یکساں نہیں ہوتی۔ چونچ کی طرف مٹھاس پیندے کی نسبت کم ہوتی ہے۔

درخت سے اتارنے کے بعد کھجوروں کو پکانے کے عمل میں درجہ حرارت کا بڑا دخل ہے۔ جو پھل گرم جگہوں پر یا ایسے مقامات پر رکھے گئے جہاں ان پر دھوپ پڑتی تھی وہ گھٹیا رہے اور ان میں لذت نہ تھی۔ جبکہ ٹھنڈی جگہوں پر جہاں نمی کم تھی وہاں پر پکائی گئی کھجوریں خوشبودار ہوئیں اور ان کے چھلکوں کا رنگ زیادہ گہرا پایا گیا۔

امریکی ریاست کیلی فورنیا میں کھجوروں کی ایک قسم ”دجلۃ النور“ بڑی مقبول ہے۔ ماہرین نے اسی کھجور پر تجربات کے دوران پھل کے پکنے کے عمل کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

1- جب وزن اور حجم میں اضافہ ہوتا ہے REDUCING SUGARS کی مقدار بڑھتی ہے اور پھل کی نمی میں اضافہ ہوتا ہے۔

2- وزن میں اضافہ معمولی ہوتا ہے۔ مگر نمی بڑھتی اور مٹھاس میں اضافہ بہت تھوڑا۔

3- رنگ ہلکا بھورا یا گہرا بھورا ہوتا ہے۔ نمی میں اضافہ کی رفتار کم ہوتی ہے۔ مگر شکر کی قسم

SUCROSE بڑھ جاتی ہے۔

تیسرے مرحلہ کا عمل پھل کے پکنے کے آخری درجہ تک جاری رہتا ہے۔ اسی دوران اس میں PECTIN کی مختلف اقسام بڑھنے لگتی ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جو آنتوں کی غیر معمولی حرکات کو کم کر کے اسہال میں مفید ہے۔

کھجور میں شکر کی دو واضح اقسام پائی جاتی ہیں۔ ایک وہ قسم ہے جس میں خالص شکر پائی جاتی ہے۔ دوسری قسم میں اس کے ساتھ ایک کیمیائی جوہر INVERTASE پایا جاتا ہے۔ یہ وہ جوہر ہے جو کھانڈ والی شکر کو ایک ایسی مٹھاس میں تبدیل کر دینے کی اہلیت رکھتا ہے جسے جسم آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور وہ ذیابیطس کے مریضوں کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتی۔ اسے FRUCTOSE کہتے ہیں۔ کھانڈ کو اس مٹھاس میں تبدیل کرنے والا یہ جوہر شہد میں بھی پایا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ کی عجوبہ اور برنی کھجوریں ان اقسام میں سے ہیں جن میں یہ جوہر پایا جاتا ہے۔ اس لیے پوری پک جانے کے بعد ان میں مضر مٹھاس باقی نہیں رہتی۔ امریکہ میں VINCON نے ایریزونا یونیورسٹی کے لیے تحقیقات کرتے ہوئے جو مشاہدات کیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ کھجور میں صحیح مٹھاس صرف اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اس پر پکنے کا مرحلہ درخت کے اوپر گزرے کچی کھجور کو اتار کر مصنوعی طریقہ سے پکانے سے کھجور کی مٹھاس نامکمل رہے گی۔ یہ کام کم از کم ۳۴ دن میں تکمیل پاتا ہے۔ اس طرح پکی ہوئی کھجوروں میں مٹھاس کی مقدار ۴۸ فیصدی پائی گئی جس میں ۲۴ فیصدی فرکٹوس اور اسی قدر گلوکوس تھا جبکہ عام چینی کی مقدار ایک فیصدی سے کم تھی۔ حالانکہ انہی کھجوروں میں ۱۴ دن پہلے چینی ۱۵ فیصدی اور گلوکوس اور فرکٹوس ۱۲ فیصدی کے لگ بھگ تھے۔ اس دوران اگر بارش بھی ہوئی تو پانی پڑنے سے اچھی کھجوروں کی کیمیائی ہیئت متاثر نہ ہوئی۔

اس کے علاوہ کھجوروں میں ایک اور جوہر PEROXIDES بھی پایا جاتا ہے۔ یہ تمام جوہر صرف انہی کھجوروں میں ملتے ہیں جن کا رنگ گہرا ہوتا ہے۔ ہلکے رنگ والی کھجوریں

معیار میں ہلکی اور چینی والی کھجوریں سمجھی جاتی ہیں۔
کھجور میں وٹامین معقول مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ۱۰۰ گرام کھجور کا تجزیہ یہ ہے۔

PROTEINS	۲.۰
FATS	--
CARBOHYDRATES	۲۴
CALORIES	۲۷
SODIUM	۲.۷
	۷۵.۴
CALCIUM	۶.۹
MAGNESIUM	۵۸.۹
COPPER	۰.۲۱
IRON	۱.۶۱
PHOSPHORUS	۶.۳۸
SULPHUR	۵.۶
CHLORINE	۲.۹

اس تجزیہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں انسان کو تندرست رکھنے کے لیے مطلوب تمام عناصر خاطر خواہ مقدار میں موجود ہیں۔ عہد رسالت میں فوجی کارروائیوں کے دوران مجاہدین کا راشن زیادہ تر کھجور اور ستور پر مشتمل رہا ہے۔ کھجور اور جو کی کیمیاوی حیثیت کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ تندرستی کے بقا کے لیے اور کھانے والے کو توانا رکھنے کے لیے اس سے بہتر خوراک تجویز نہیں کی جاسکتی تھی۔

کھجوروں میں پوٹاشیم کی مقدار علاقہ پر بھی منحصر ہے مثلاً امریکہ کی چمپلا وادی اور مدینہ منورہ کی کھجوروں میں یہ دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ INVERTASE

ابتدا میں حل پذیر نہیں ہوتا۔ مگر جب کھجور پک جاتی ہے تو حل پذیر ہو جاتا ہے۔ ماہرین نے گٹھلی میں STEROLS کا بھی سراغ لگایا ہے مگر یہ کھجور میں نہیں ہوتے۔

جدید مشاہدات

بلوچستان اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقہ میں کھجور کی درجنوں اقسام کی کاشت ہوتی ہیں۔ جن کو مختلف ناموں سے ان کی اقسام اور حالتوں کے مطابق پکارا جاتا ہے۔ جن میں کھجور، چھوٹی کھجور یا پلاوت، ہتالا، جنگل کھجور، ناری، لاوانی، کنوچہ، نروری، کمونی زیادہ مشہور ہیں۔ حکومت بمبئی کے محکمہ زراعت کی سرکاری تخصیص کے مطابق بازار میں فروخت ہونے والی کھجور پھل کے پکنے کی تین مختلف حالتیں ہیں۔ ہاکسون، لوئی کھرکون، دنیا کیون، حکومت بمبئی کے زرعی گزٹ کے مطابق سندھی کھجور سوبی، ٹھوٹیار، عیدل شاہی اور لوہار قسموں پر مشتمل ہے۔ اگرچہ ڈوکا اور یہ تمام اقسام ہند اور پاکستان کی اپنی کاشت ہیں۔ مگر ان میں سے اکثر کراچ عراق سے درآمدہ ہے اور یہ عربی اقسام ہیں جو یہاں کی کوشش اور زمینی اثرات سے خصوصی رنگت اور شکل اختیار کر چکی ہیں۔ پاکستان میں لپٹن چائے کمپنی نے بھی کھجوریں بازار میں پیش کی ہیں۔ یہ جم میں چھوٹی اور رنگت میں بھوری ہیں، شکل و صورت میں یہ مدینہ منورہ کی عجوبہ سے ملتی جلتی ہیں۔ البتہ رنگت ہلکی ہے۔

کھجور کی تیاری

درخت سے اترنے والی رطب کا چھلکا موٹا اور ذائقہ کیلا ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں کھجوروں کی کاشت کے سب سے بڑے مرکز القطیف میں دیکھا گیا کہ درخت سے اتارنے کے بعد ان کو تاریک کمروں میں کچھ دنوں کے لیے رکھ دیتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ان میں خیر اٹھتا ہے۔ اور اس خیر میں اگرچہ الکحل بھی پیدا ہوتی ہے۔ مگر اوپر کا سخت چھلکا گل کر گودے کے ساتھ یک جان ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کھجوروں کو لوہے کے کڑا ہے میں ڈال کر ہلکی آنچ پر پانی میں پکایا جاتا ہے۔ آگ کھجور کے پتوں اور شاخوں سے بنتی ہے اس

حرارت سے تخمیر کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ کھجوروں کو کڑا ہوں سے نکال کر دھویا جاتا ہے۔ سکھانے کے بعد ان کا رنگ براؤن ہو جاتا ہے۔ اس طرح ان کی وہ شکل بن جاتی ہے جسے بازار میں کھجور کی صورت فروخت کرتے ہیں۔

طبی فوائد

کھجور کے درخت سے نکلنے والی گوند آنتوں، گردوں اور پیشاب کی نالیوں کی سوزش کے لیے مشہور ہے۔ اسے کھانے سے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔

بنیادی طور پر کھجور غذائیت سے بھرپور ہے۔ مخرج بلغم ہے۔ مقوی ہے، جلن کو رفع کرتی ہے۔ ملین ہے۔ قوت باہ کو بڑھاتی ہے اور پیشاب آور ہے۔

کھجور کو پانی میں بھگو کر اس کا یہ پانی اگر پیا جائے تو جگر کی اصلاح کرتا ہے۔ اور طبیعت سے نشہ آور ادویہ کی گرائی کو دور کرتا ہے۔ کھجور کو دھو کر دودھ میں ابال کر دینے سے ایک مقوی اور فوری طور پر توانائی مہیا کرنے والی غذا تیار ہو جاتی ہے۔ یہ غذا بیماریوں کے بعد کی کمزوری کے لیے حد درجہ مفید ہے۔ کھجور میں توانائی مہیا کرنے والے عناصر فوری اثر کرتے ہیں۔ (یہی وہ وجہ تھی جس کی بنا پر زچگی کی اذیت اور بعد کی کمزوری کے لیے حضرت مریم علیہا السلام کو کھجور مہیا کی گئی) اس لیے بخار اور چچک کے بعد کی کمزوری جلد رفع ہو جاتی ہے۔ اطباء میں تپ دق کے دوران کھجوریں تجویز کرنے کا رجحان اس لیے بڑھ رہا ہے کہ کھجور مخرج بلغم ہے اور قبض کو دور کرتی ہے۔ چونکہ یہ کمزوری میں بھی مفید ہے۔ اس لیے دق کے مریضوں کو کھجور سے فائدہ ہوتا ہے۔

خشک کھجور کو پیس کر اس میں بادام، بہی، دانہ، پستہ، قرنفل اور سوٹھ ملا کر جسمانی کمزوری کے لیے ویدک طب کی مشہور دوائی ہے۔ بھارت میں کھجور کی گٹھلی کو پیس کر اس میں چرہ ملا کر پانی میں گھول کر اسے پان کے پتے پر کٹھا اور چونا کی مانند لگا دیتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ کتھ، الائچی، سبز، لونگ اور چھالیہ ملا کر بیڑا بنا کر سردی سے آنے والے

یا نوبتی بخار کے حملہ سے پہلے گھٹے گھٹے کے بعد دیا جاتا ہے۔ عام طور پر ایسے تین بیڑے کھانے کے بعد بخار نہیں آتا۔ کھجور کا عرق اور جوشاندہ اپنے غذائی فوائد کے علاوہ مسکن ہیں۔ اس لیے گردوں کی سوزش پتھری اور پرانے سوزاک میں انہیں بار بار پلایا جاتا ہے۔ مہاراشٹر کے مرہٹے کھجور کے عرق سے ایک مفرح مشروب ”شندھی“ تیار کرتے ہیں۔ جسے گرمی کے دنوں میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے استعمال کی جاتا ہے۔ یہ پیاس بجھانے میں دوسرے تمام مشروبات سے زیادہ مفید ہے۔

کھجور کے درخت کی جڑوں کو جلا کر زخموں پر مرہم کی صورت لگاتے ہیں۔ اس سفوف کا منجن کرنے سے دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔

کھجور کی گٹھلیوں کو آگ میں ڈال کر ان کی دھونی دینے سے بوا سیر کے متے خشک ہو جاتے ہیں۔ گٹھلیوں کو بھون کر ان کو کافی کی شکل میں پیا جاتا ہے۔ جسے DATE COFFEE کہتے ہیں۔

کرنل چوپڑا نے کھجور کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ یہ مخرج، بلغم، مقامی طور پر مسکن، گردوں اور آنتوں کی بیماریوں میں مفید، کمزوری کو دور کرتی اور بہترین غذا ہے۔ اس کی جڑ کو جلا کر دانتوں پر لگانے سے درد جاتا رہتا ہے۔

کھجور کی عملی افادیت

تعلیمات نبویؐ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کھجور کی صرف دو قسموں کو پسند فرمایا۔ درخت پر پکی ہوئی کھجور ”رطب“ پائل ڈال کر پکائی ”تمر“ قرآن مجید اور احادیث سے ان کی افادیت کے یہ پہلو سامنے آتے ہیں۔

1- شدید کمزوری کے لیے رطب، جیسے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق نصیحت کی گئی۔

2- جسمانی کمزوری کے لیے خاص طور پر جب کسی کو کچھ عرصہ کھانے کو نہ ملے تو وہ اپنی

توانائی کی جلد بحالی کے لیے کھجور پر بھروسہ کر سکتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق روزہ افطار کرنے کے لیے کھجور کھانے کی ہدایت کی گئی۔

3- جنسی اور جسمانی کمزوری کے لیے اور جب اعتدال سے زیادہ دُبلتا ہو تو کھجور کے ہمراہ کھیرا، ککڑی، بھارتی ماہرین اس غرض کے لیے تربوز کو بھی تجویز کرتے ہیں۔

4- پیٹ کے کیڑے مارنے کے لیے نہار منہ۔

5- گردوں، مثانہ، پتہ آنتوں میں قونجی دردوں کو روکنے کے لیے۔

6- تازہ پکی ہوئی کھجور کا مسلسل استعمال MENORRHAGIA یعنی عورتوں میں حیض

کے خون کا کثرت سے آنا میں مفید ہے۔ یہ کیفیت غدودوں کی خرابی، جھلیوں کی سوزش، غذائی کمی اور خون میں فولاد کی کمی وغیرہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ کھجور ان میں سے ہر ایک کا مکمل علاج ہے۔

7- آنکھوں کی سوزش میں کھجور کھانا درست نہیں اور بیماری سے اٹھنے کے فوراً بعد زیادہ مقدار میں کھجوریں کھانا درست نہیں۔

8- دل کے دورہ MYOCARDIAL INFARCTION میں کھجور کو گٹھلی سمیت کوٹ کر دینا جان بچانے کا باعث ہوتا ہے۔ احادیث میں اس غرض کے لیے عجوبہ کھجور تجویز کی گئی ہے۔ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ اس غرض کے لیے دوسری کھجوریں بھی استعمال کی جاسکتی ہیں۔ مگر ان کا عرصہ استعمال طویل ہونا چاہیے۔ چونکہ دل کا دورہ شریانوں میں رکاوٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے شریانوں میں رکاوٹ کے باعث پیدا ہونے والی تمام بیماریوں خاص طور پر BUE-RGER'S DISEASE میں کھجور کی گٹھلی تریاق کا اثر رکھتی ہے۔

9- چونکہ کھجور دافع قونج اور جھلیوں سے خیزش کو دور کر کے مسکن اثرات رکھتی ہے اس لیے دمہ خواہ وہ امراض تنفس سے ہو یا دل کی وجہ سے اسے دور کرتی ہے۔

10- کھجور کا مسلسل استعمال اور اس کی پسلی ہوئی گٹھلیاں دل کی توسیع (عظیم القلب)

CARDIAC ENLARGEMENT میں مفید ہیں۔ یہی نسخہ کالا موتیا کے مریضوں کو بھی مفید رہا۔

11- مخرج بلغم ہونے کی وجہ سے بھارتی ماہرین نے اسے تپ دق میں مفید پایا۔

12- پرانی قبض کی بہترین دوائی اور بہترین ناشتہ ہے۔

-☆-

گھنٹی --- من

MUSHROOM

AGARICUS CAMPESTRIS

یہ خود رونباتات ہے جو FUNGUS کے خاندان سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ برسات کے موسم میں باغوں اور نہروں کے کناروں پر بطور خود رونباتات ہے اگر چہ ان کی پچاسوں اقسام معلوم ہو چکی ہیں مگر عام استعمال کے لیے اس کا خاندان AGARICUS CAMPESTRIS ہے جبکہ دوسرے خاندان۔ اترقم PSALLIOTA CAMPESTRIS کے تمام اراکین قابل خوراک نہیں۔ اس کی اکثر قسمیں زہریلی ہیں۔ پنجاب کے باغات میں اس کی دو قسمیں ملتی ہیں۔ چھتری کی شکل میں ملنے والے AGARICUS ALBUS ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ زہریلی قسم ہے۔ لیکن ہومیوپیتھک اور ویدک طب میں اس سے AGARACIN بنتی ہے۔ دوسری گول سروالی ہے جسے لوگ عام طور پر سالن میں پکا کر کھاتے ہیں۔

احادیث نبویؐ

حضرت سعید بن زیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الکَمَاة من المن وما نوها شفاء للعین.

(بخاری، النسائی، مسند احمد)

(کھنٹی من میں سے ہے۔ اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے)

یہی روایت ان مولفوں نے جابرؓ سے بھی روایت کی ہے۔ جبکہ ابو نعیم نے یہی بشارت حضرت عائشہ صدیقہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کی ہے۔

حضرت ابی سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الکماء والمن من الجنة ومائوها شفاء للعین (ابو نعیم)

(کھنٹی من کا حصہ ہے۔ من درحقیقت جنت سے ہے۔ اس کا پانی

آنکھوں کے لیے شفا ہے)

حضرت سعید بن زیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الکماء من المن الذي انزل الله تعالى على بنی اسرائیل

ومائوها شفاء للعین. (مسلم، ابن ماجہ)

(کھنٹی اس من میں سے ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے

نازل فرمایا تھا۔ اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے)

حضرت صہیبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عليكم بالكماء الرطبة فانها من المن ومائوها شفاء

للعین. (ابو نعیم، ابن السنی)

(تمہارے فائدے کے لیے کھنٹی موجود ہے۔ یہ من میں سے ہے۔

اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں۔

ان ناسا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

قالوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم الكماء جدري

الارض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكماء

من المن ومائوها شفاء للعین والعجوة من الجنة وهي

شفاء من السم.

قال ابو هريرة فاخذت ثلاثة اكموء او خمسا او سبغا
فعصرتهن وجعلت ماء هن في قارورة وكحلت به
جارية لي عمشا فبرأت. (ترمذی)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایک روز ان کو مخاطب کر
کے کہا کہ کھنھی زمین کی چیچک ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کھنھی من میں سے ہے۔ اور اس کا پانی آنکھوں کی
بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ جبکہ عجوہ کھجور جنت سے ہے۔ اور وہ
زہروں کی تریاق ہے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے
تین یا پانچ یا سات کھنیاں لیں اور ان کا پانی نچوڑ کر ایک شیشی میں
ڈال لیا۔ پھر میں نے یہ پانی اپنی ایک ایسی لونڈی کی آنکھوں میں
ڈالا جس کی آنکھیں چند ہی تھیں۔ اس پانی سے وہ شفا یاب ہو گئی)

اس حدیث مبارکہ کو امام ترمذی نے حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ اس روایت نے عربی
دانوں کی ایک بحث کو حل کر دیا۔ کیونکہ بزرگان کرام ایک عرصہ سے اس بحث میں مشغول
تھے کہ ”الکماء“ واحد میں جمع ہے یا واحد۔ ابو ہریرہؓ نے جب کھنھی کی مقدار ایک سے زیادہ
بیان کی تو اس کے لیے انہوں نے اكموء کا لفظ جمع کے طور پر استعمال کیا۔

یہ حدیث کھنھی کے پانی سے آنکھوں کی بیماریوں سے شفا کی بہترین مثال ہے۔ محمد
احمد ذہبیؒ نے کھنھی کے بارے میں حوالہ کے بغیر ایک روایت مزید نقل کی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
ضحكت الجنة فاخرجت الكماء وضحكت الارض
فاخرجت الكبر. (الطب النبوی)

(ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ
جب جنت مسکرائی تو کھنسی زمین پر آگئی اور جب زمین مسکرائی تو کبر
(نکلی)

کبر ایک خود رو کانٹوں والی جھاڑی ہے جس کے ساتھ بیر کی مانند پھیکے پھل لگتے
ہیں۔ صحراؤں میں یہ جھاڑی خود رو ہے جسے بکریاں اور اونٹ شوق سے کھاتے ہیں۔ صحرا
نشین اسے مقوی قرار دیتے ہیں اور تلی بڑھی میں استعمال کرتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات

کھنسی ایک خود رو پودا ہے جس میں نہ تو شاخیں ہیں اور نہ پتے۔ اس کی ماہیت پر کچھ
محدثین کا خیال ہے کہ خود رو ہونے کے باعث کاشت کی تکلیف کے بغیر بنی اسرائیل کی
سکونت کے علاقہ میں پیدا کر دی گئی اور اس طرح ان کے لیے یہ تحفہ خداوندی بن گئی۔ جبکہ
دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی مشکلات کے زمانہ میں ان پر
آسمان سے پکے ہوئے کھانے نازل فرمائے۔ جن کے دو حصے تھے۔ سلوئی سے مراد
پرندوں کا گوشت ہے۔ اور من سے مراد کئی قسم کی سبزیاں جن میں سے ایک من بھی تھی۔ من
وسلوئی کے یہ اجزاء، غذائی نقطہ نظر سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جب خود کسی
کے لیے کوئی غذا تجویز یا مہیا کریں تو وہ غذائی نقطہ نظر سے جسمانی ضروریات کے لیے صحیح قسم
کی متوازن غذا ہوگی۔ اسے بہر حال مثالی غذا سمجھنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہترین
غذا یا متوازن غذا یہ ہے کہ اس میں سبزیاں ہوں اور پرندوں کا گوشت۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اس کا زراعت کے بغیر پیدا ہونا اس کی افادیت کا بہت بڑا ثبوت
ہے۔ کیونکہ ایسا کر کے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی طرف سے ایک بیش بہا تحفہ دیا ہے۔ اس
 لحاظ سے کھنسی کا مفید ہونا ایک لازمی امر ہے۔

کھنسی نہ تو سردی کی شدت میں پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی گرمی کا پودا ہے۔ بلکہ یہ اس

وقت ظہور میں آتی ہے جب موسم معتدل اور خوشگوار ہو خاص طور پر ربیع کی بارشوں کے دوران۔ عرب قدیم میں لوگ اسے زمین کی چچک کہتے تھے۔ کیونکہ اس کی شکل چچک کی پھنسیوں سے ملتی ہے۔ اسی طرح وہ انگور کو کیرا کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ناموں کو ناپسند فرما کر آئندہ استعمال سے منع فرمایا۔ عرب اسے آسانی بجلی کی سبزی ”نبات الرعد“ کا نام بھی دیتے آئے ہیں کیونکہ یہ بجلی چمکنے اور مینہ برسنے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

کھنسی کو کچا بھی کھایا جاسکتا ہے اور پکا کر بھی۔ اس کی سفید شکل کھانے میں بہتر ہے جبکہ سرخ قسم زہریلی ہے معدہ کو خراب کرتی ہے۔ پیشاب میں رکاوٹ پیدا کرنے کے علاوہ اعصاب میں سوزش کا سبب بن کر فالج کا باعث ہو سکتی ہے۔ اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اسے پکانے میں صحر بھی شامل کر لیا جائے جو اس کے برے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔

کھنسی کو آنکھ میں ڈالنا ضعف بصارت اور سوزش کے لیے از حد مفید ہے اور اس کی تصدیق فاضل اطباء میں سے بوعلی سینا اور مسیحی نے کی ہے۔ کھنسی کی صلاحیت اور من و سلویٰ کی شمولیت کے بارے میں بعض محدثین یہ کہتے ہیں کہ سلویٰ سالن تھا جس کے ساتھ من روٹی کا کام دیتی تھی۔ اگر یہ قرار دیا جائے کہ من بطور تحفہ ان کے لیے زمین سے اگائی گئی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس کے کھانے سے جو نقصانات پیدا ہوتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ ان کی اپنی بدعنوانیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جانوروں اور پودوں میں بہت سے ایسے ہیں جن میں نقصانات بھی ہیں۔ ضرر سے کوئی چیز بھی خالی نہیں۔ حتیٰ کہ روٹی بھی اگر اعتدال سے زیادہ کھائی جائے تو تکلیف کا باعث ہو سکتی ہے۔ انسان کو انتخاب اور مقدار پر قدرت حاصل ہے اور اسے یہاں پر عقل استعمال کرنی ہوگی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ من کی جو قسم ان کو میسر تھی وہ زہریلی نہ تھی۔ جیسے کہ مسند احمد کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو سبزیاں اور اجناس، بنی اسرائیل کے لیے پیدا کیے ان کی شکل و صورت اور ذائقہ آج کل کے پھلوں، سبزیوں اور اناج سے مختلف تھا۔ ان کی گندم کا دانا بڑا تھا اور اس میں کھجور کا

ذائقہ تھا۔ اور ان انعامات کے بعد جب ان کی حکم عدولیاں حد سے بڑھ گئیں تو ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ یہ عذاب بھی مختلف شکلوں میں تھا جیسے کہ طاعون کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر عذاب میں ایک طاعون بھی تھی۔ توریت کی روایت کے مطابق ایک ایک وباء میں لاکھوں افراد مر گئے۔

امراض چشم میں کھنسی کے فوائد کے بارے میں محدثین نے یہ عملی نکات بیان کیے ہیں۔

- 1- کھنسی کا پانی بذات خود ایک دوا ہے۔ اسے اسی صورت میں استعمال کیا جائے۔
- 2- اسے کسی دوسری دوائی کے ساتھ شامل نہ کیا جائے۔
- 3- علامہ الغافقیؒ کے مشاہدہ کے مطابق کھنسی کا پانی دوسری ادویہ کے اثر کو دوبا لا کرتا ہے۔ جیسے کہ اسے اگر سرمہ پیتے وقت اس میں ملا لیا جائے اور پھر یہ سرمہ آنکھوں میں لگایا جائے تو یہ پلکوں کو مضبوط کرتا ہے۔ نظر کو تیز کرتا ہے اور آنکھ میں پائی جانے والی ہر سوزش کو دور کرتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ

غذائیات کے معیار کے بارے میں برٹش ریسرچ کونسل کی تحقیقات کے مطابق کھنسی کے کیمیائی اجزاء کا تناسب یہ ہے۔

PROTEINS	۶۵
FATS	--
CARBOHYDRATES	--
CALORIES	۲
SODIUM	۲۶۶
POTASIUUM	۱۳۳

CALCIUM	۰ء۱۸
MAGNESIUM	۳ء۸
COPPER	ء۱۸
IRON	ء۲۹
PHOSPHORUS	۳۸ء۶
SULPHUR	۹ء۶
CHLORINE	۲۳

اس کے برخلاف دوسرے محققین نے بتایا ہے کہ کھنٹی میں PROTEIN یعنی لحمیات کی مقدار ۳۰ فیصدی ہوتی ہے۔ جبکہ اس میں ۹۰ فیصدی پانی اور ۵ فیصدی نشاستہ اور ایک فیصدی معدنی نمک اور وٹامن ہوتے ہیں۔ بھارتی ماہرین ادویہ اور تغذیہ کی تحقیقات کے مطابق اس میں ایک بیروزہ کڑوے اجزاء، گوند، نباتاتی البیومن اور موم ہوتے ہیں۔ اس کا صحیح جزو عامل AGARIC FUNGIC تیزاب ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں فاسفورک ایسڈ، ایمنیوپائے جاتے ہیں۔

اس کے جزو عامل AGRICIN میں ۹۷ فیصدی AGARIC ACID ہوتا ہے اور ۳ فیصدی AGARACIN ہوتی ہے۔ اس میں موم، گوند اور بیروزہ کی موجودگی سے جب یہ کسی سوزش والی جگہ ڈالی جائے گی تو اسے مقامی طور پر سکون بھی مہیا کرے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کردہ دیگر ادویہ اور غذاؤں کی مانند اس میں سوڈیم کی مقدار کم سے کم اور پوٹاسیم زیادہ ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

سفید رنگ کی کھنٹی سب سے زیادہ عمدہ ہے۔ بعض اطباء نے سرخ کو بھی اچھا کہا ہے مگر سرخ اور سیاہ زہریلی ہوتی ہیں۔ ویدک طب میں کھانے والی قسم کھنٹی اور زہریلی

”پدبھیرا“ کہلاتی ہے۔ اس کی ایک قسم کشمیر سے آتی ہے اور ”کانچو“ کہلاتی ہے اسے گوشت کے ساتھ پکا کر کھایا جاتا ہے اور خوش ذائقہ اور مقوی باہ بیان کی جاتی ہے۔

کھنٹی کا رس نکال کر اور خاص کر اسے بند دیکھی میں ڈال کر بھوننے پر اس وقت جو پانی اس میں سے نکلتا ہے آنکھ میں پکانے سے آنکھ کا جالا کٹ جاتا ہے۔ کھنٹی کے پانی میں سرمہ کو کھل کر کے آنکھوں میں لگایا جائے تو یہ بصارت کو تیز کرتا ہے۔ پلکوں کو قوت دیتا ہے۔ پلکوں کے گرتے بالوں کو روکتا اور ان کو لمبا کرتا ہے۔ بوعلی سینا کے استاد ابو سہیل مسیحی اور بوعلی نے اسے آنکھ کی متعدد بیماریوں میں اکسیر قرار دیا ہے۔

کھنٹی کو سکھا کر پیس کر کھانے سے دست آنے رک جاتے ہیں۔ دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ منشیات کا استعمال کیا جائے تو پیٹ میں نفخ پیدا کرتی ہے اور قوی ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک قسم کشمیر کہلاتی ہے۔ یہ حرارت کو مٹاتی ہے یہ بلغم کو کم اور گاڑھا کرتی ہے۔ دہلی پتلی عورتیں اسے حلوا میں ملا کر موٹا ہونے کے لیے کھاتی ہیں۔ اسے مرغی کے گوشت یا انڈوں کے ساتھ کھانے اور اوپر سے ٹھنڈا پانی پینے سے پیٹ میں مستقل خرابی اور اعصاب میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ زبان میں لکنت پیدا کرتی ہے سانس میں تنگی لاتی ہے۔ اور پیشاب میں رکاوٹ ہو جاتی ہے مگر یہ سب علامات بالخصوص زہریلی اقسام کے بارے میں ہیں۔ اس کا سب سے بڑا مصلح صعتر ہے۔ کھنٹی پکاتے وقت صعتر کو ضرور شامل کر لینا چاہیے اگر اس کے زہریلے اثرات پیدا ہوں تو مولی، پودینہ، جینین یا کانچی کے ساتھ بورہ ارمنی اور نمک ملا کر بار بار دیں۔ انجیر کے درخت کی لکڑی جلا کر اس کی راکھ نمک اور سرکہ کے ساتھ اور شہد بار بار چٹائیں۔

مقامی اثرات کے سلسلہ میں کھنٹی کو سریش ماہی کے ساتھ کوٹ کر سرکہ میں حل کر کے بچوں کی بڑھی ہوئی ناف پر لگانے سے وہ اندر چلی جاتی ہے۔ فتق یعنی ہرنیا HERNIA میں بھی یہی لیپ مفید پایا گیا ہے۔ کھنٹی خون بڑھاتی ہے۔ اسے پیس کر ایسے زخموں پر لگانا مفید ہے جو آسانی سے بھرنے میں نہ آتے ہوں۔ وید خشک کھنٹی سر پر ملنے کو بال اگانے کا

باعث قرار دیتے ہیں۔ سوکھی کھنسی کے استعمال کے بارے میں اطباء کا مشورہ ہے کہ اسے پہلے ایک دن پانی میں بھلویا جائے پھر صاف کر کے گھی میں بھوننے کے بعد استعمال میں لاویں۔ اس کے مضر اثرات کی اصلاح کے لیے گھی کی بجائے زیتون کے تیل میں بھوننا زیادہ مفید ہوگا۔ اس کے ساتھ ناشپاتی اور سرکہ کا استعمال نقصانات سے محفوظ رکھتا ہے۔

جدید مشاہدات

کھنسی ایک مقبول غذا ہے۔ یورپی ہونٹوں میں لوگ بڑے شوق سے کھنسی کا سالن کھاتے ہیں۔ اب متعدد ملکوں سے قابل خوردنی کھنسیاں ڈبوں میں بند ہو کر سنٹوروں پر آسانی سے مل جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کے ذائقہ کے علاوہ ان میں لحمیات کی اضافی مقدار ان کو مفید بنا دیتی ہے۔ چینی کھانوں میں مرغی اور کھنسی، مرغی اور بچھڑے کا گوشت یا چھلی کے علاوہ کھنسی کا پلاؤ بڑا مقبول ہے۔

کھنسی کا تعلق FUNGUS خاندان سے ہے۔ یہ وہی خاندان ہے جس سے اب تک کی تمام جراثیم کش ادویہ از قسم پنسلین سے کلورومائی سین تک حاصل ہوتی ہیں۔ کھنسی سے بھی اب تک کئی قسم کی جراثیم کش ادویہ میسر آئی ہیں، جن پر مشاہدات جاری ہیں اور اس امر کا امکان مستقبل قریب میں موجود ہے کہ کھنسی سے حاصل ہونے والے مرکبات علاج میں اپنا مقام پالیں۔ اس میں جراثیم کش ادویہ کی موجودگی ثابت ہو چکی ہے۔ اس لیے جب احادیث میں اسے آنکھوں کی بیماریوں میں شفا قرار دیا گیا تو وہ ثابت ہے۔ طب جدید اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ کھنسی کے پانی میں جراثیم کو مارنے کی صلاحیت موجود ہے۔

اس کے دیگر اثرات میں اسے مدر البول، مخرج بلغم، مسہل، دودھ پیدا کرنے والی اور پسینہ کوروکنے والی قرار دیا گیا ہے۔ اسے شہد کے ساتھ ملا کر موتی جھرہ، ٹائی فس اور دوسرے بخاروں میں افادیت کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ تھوک میں خون آنے، تپ دق، پرانی کھانسی اور رات کو پسینے آنے میں مفید ہے۔ جو تک لگنے کے بعد زخم سے بہنے والا خون اس سے رک

جاتا ہے۔ اس کی بعض اقسام سے اسہال رک جاتے ہیں اور جسم کو طاقت ملتی ہے۔
 جدید انکشافات کے مطابق زہریلی اقسام میں ایک زہر MUSCARINE ہوتا ہے۔ یہ زہر جسم میں جاتے ہی معدہ میں خیزش پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد عصبی نظام پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جس سے پٹھوں میں دردیں، اعضاء میں اینٹھن اور ریشہ کی مانند کپکپی ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اس کے بعد دماغی اثرات سے فالج یا کنزاز کی طرح تشنج اور اس کے بعد موت واقع ہو سکتی ہے۔ مگر موت واقع ہونے کے لیے ایک ادھ کھنسی کافی نہیں ہوتی۔ زیادہ مقدار میں کھانا اور اس کے بعد علامات کے ظہور سے مسلسل لا پرواہی موت کا باعث ہوتی ہے۔ جرمن اطباء کا خیال ہے کہ MUSCARINE کے جسم پر اثرات کو ختم کرنے کے لیے کوئی دوائی نہیں ہوتی۔ البتہ ابتدا میں پتہ چل جائے تو مریض کا معدہ دھو کر اسے جسم سے نکالا جاسکتا ہے۔

ہومیو پیتھک طریقہ علاج

زہریلی کھنسی کھانے سے جسم پر جو اثرات نمایاں ہوتے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے علاج بالمثل کے اصول پر اسی قسم کی کیفیات میں کھنسی کا جوہر AGARICS ہومیو پیتھک طریقہ علاج کی ایک مقبول دوائی ہے۔

جب دماغ میں گھبراہٹ، چلبلاہٹ، مسلسل باتیں کرنے اور گانے کو جی چاہے سر میں چکر آئیں، روشنی بری لگے، ہلنے چلنے سے چکر آئیں، سر میں بھاری پن اور سردرد، پڑھنے میں مشکل پڑے، نظر اٹھانے کے بعد اسے کتاب پر مرکوز کرنے میں مشکل پڑے۔ آنکھوں پر معمولی کام سے بوجھ پڑے۔ ایک کے دو دو نظر آئیں۔ پلکیں پھڑپھڑائیں۔ کانوں میں جلن، خارش اور یہ اکثرے ہوئے معلوم ہوں۔ پیٹ میں اکڑاؤ، چھین کی درد، بدضمی، شدید کھانسی کے دورے پڑتے ہوں۔ ماہواری کم اور درد سے آتی ہو تو ان کیفیات میں AGARICUS کا دینا مفید ہوتا ہے۔

وبائی امراض اور کھنسی

پچھلے چند سالوں سے دنیا کے مختلف ممالک میں آنکھوں کی سوزش وبائی صورت میں پھیلتی رہی ہے۔ چونکہ یہ سوزش وائرس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے ابھی تک اس کے خلاف کوئی بھی موثر دوائی دریافت نہیں ہو سکتی۔ سال 86-1985ء میں اس آثوب چشم کے تقریباً ایک سو مریضوں کی آنکھوں میں کھنسی کا پانی دن میں تین مرتبہ ڈالا گیا۔ ہر مریض دو دن میں شفا یاب ہو گیا۔

-☆-

گوگل۔۔۔ کندر

OLIBANUM

BALSMODENDRON MUKUL

یہ ایک پستہ قد درخت ہے جس کی اونچائی چھ فٹ کے قریب ہوتی ہے بنیادی طور پر یہ خشک اور صحرائی علاقوں میں ہوتا ہے۔ جیسے کہ سندھ اور بہاولپور بھارت میں راجپوتانہ، خاندیش، کاٹھیاوار، آسام اور کورومندل کے علاقوں میں گوگل کی زیادہ طور پیداوار ہوتی ہے۔ نڈکارنی اور سید صفی الدین کو اس کے نباتاتی نام سے اتفاق نہیں اور وہ اسے BOSWELIA GLABRA کہنا پسند کرتے ہیں۔

گوگل کے درخت کو بھورے رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول لگتے ہیں۔ سردی کے موسم میں اس کے تنے میں گھاؤ لگائیں تو گاڑھا سا ایک سیال نکلتا ہے۔ جو خشک ہو کر گہرے سبز رنگ کی گوند کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ گوند اقلہ میں کڑوا اور خوشبودار ہوتا ہے۔ اسے سنسکرت میں کوشی کا نا اور گوگلو کہتے ہیں جس سے درخت اور اس کی گوند کا نام گوگل پڑ گیا۔

ارشاداتِ نبویؐ

محدثین نے کندر اور لبان کو ایک ہی چیز قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ جبکہ یہ دونوں مختلف ہیں۔ لیکن یہ مغالطہ آج سے ہزار سال پہلے والوں کو نہیں بلکہ آج بھی موجود ہے۔

پاکستان کونسل آف ہومیو پیتھی نے ملک میں استعمال ہونے والی ہومیو پیتھک ادویہ کے فارما کوپیا میں بھی لوبان اور کندر کو ایک ہی چیز قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ لوبان کو انگریزی میں BENSOIN جبکہ کندر کو OLIBANUM کہتے ہیں۔

ابن القیمؒ نے آداب الشافعی کی سند سے حضرت انس بن مالکؓ کی زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔

انه شكا اليه دجل. النسيان فقال عليك بالكندر
وانقعه من الليل، فاذا اصبحت فخذ منه شربة على
الريق: فانه جيد للنسيان. (الطب النبوي)

(ایک شخص نے ان کی خدمت میں یادداشت میں خرابی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ کندر لے کر رات اسے پانی میں بھگو دیا جائے۔ صبح نہار منہ اس کا پانی پیا جائے۔ کیونکہ یہ نسیان کے لیے بہترین دوائی ہے)۔

ابن القیمؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ جس میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

انه شربه مع السكر على الريق جيد للبول
والنسيان. (الطب النبوي)

(انہوں نے صبح نہار منہ اسے شکر ملا کر پیا اور فرمایا کہ یہ پیشاب کی تکلیف اور حافظہ کی کمی کے لیے بہترین ہے)

گوگل اور لوبان، دونوں پیشاب آور اور دافع تعفن ہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ انہوں نے لوبان یا گوگل میں سے کسی ایک کو اس غرض کے لیے پسند فرمایا ہو۔ لیکن جہاں تک حافظہ کی خرابی کا تعلق ہے اس غرض کے لیے صرف گوگل مفید ہے۔ جبکہ لوبان کا اعصابی نظام پر اس قسم کا کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ ان دونوں کے بارے میں ابن القیمؒ رقمطراز ہیں۔

”اللیبان: هو الکندر“ اس لیے وہ ان دونوں کے فوائد اور اثرات کے درمیان فرق نہیں کر سکے۔

محدثین کے مشاہدات

حافظہ میں کمی تفکرات، غم، بُرے ماحول، کھٹے سیب کھانے، کھڑے پانیوں کو دیکھنے سے ہوتی ہے۔ قبروں کی الواح کو بار بار پڑھنے، چوہوں کی روندی ہوئی خوراک کھانے اور سر میں جوئیں پڑنے سے بھی حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ اور یہ بات تجربات سے کہی جاتی ہے۔ گوگل مفید ہونے کے ساتھ ساتھ بے ضرر ہے۔ یہ جسم کے کسی بھی حصہ میں چوٹ یا بیماری کی وجہ سے ہونے والے انجماد خون کو دور کرتا ہے۔ چونکہ یہ دافع تعفن ہے اس لیے اسہال کو دور کرتا ہے۔ زخموں کو بھرتا ہے اور خاص طور آنکھوں کے زخم اور سوزش اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

گوگل کو گرم پانی میں حل کر کے اس سے غرارے اور کلیاں کی جائیں تو یہ منہ کے زخموں اور خاص طور پر زبان کی جلن اور سوزش کو دور کرتا ہے۔ اس کے غرارے کرنے سے گلے میں وبائی سوزشیں نہیں ہوتیں۔ مسوڑھوں کے زخم مندمل ہوتے ہیں۔ اس سے ذہن کو طاقت ملتی ہے اور سانس خوشبودار ہو جاتی ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

گوگل کے درخت کی لکڑی ہمیشہ گیلی رہتی ہے۔ کیونکہ اس میں تیل ہوتا ہے۔ دو سال میں بھی نہیں سوکھتی۔ اسے ایک میٹھا پھل بھی لگتا ہے۔ ویدوں نے اس کی سیاہ قسم کو ”بھینسیا گوگل“ اور دوسری قسم ”ہیرا بھینسیا گوگل“ قرار دی ہے۔ ویدک میں اسے گندھک کے پانی میں حل کر کے یا لکڑیوں کے پانی کے ساتھ کھل کر کے بوا سیر میں استعمال کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ ”اٹریفیل و معجون گوگل“ ویدک نسخہ کے مطابق گوگل کو دو گئے گائے کے گھی میں ڈال کر پکانے کے بعد نیچے بیٹھے ہوئے مواد کو نکال لیتے ہیں اسے مزید نسخہ میں

شامل کیا جاتا ہے۔

اعصابی امراض میں گوگل کثرت سے مستعمل ہے۔ جب فالج کی وجہ سے جسم کا کوئی عضو ناکارہ ہو جائے تو گوگل کا استعمال خون کی رکاوٹ کو دور کر کے دوران جاری کرتا اور فعالیت کو واپس لے آتا ہے۔ سردی میں مفید ہے۔ خنازیر پرانی کھانسی، پھیپھڑوں کے ورم اور سردی میں نافع ہے حلق کے ورم کو دور کرتا ہے۔ بواسیر کے لیے اس کا کھانا اور دھونی دونوں مفید ہیں، مقعد اور خسیوں کا ورم دور کرتا ہے۔ سوڑھوں کی سوزش کم کرتا ہے۔ گردہ اور مثانہ کی پتھری نکال سکتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ دودھ بڑھاتا ہے عرق النساء، کمردرد اور نقرس کو فائدہ دیتا ہے۔

ویدا سے بھوک بڑھانے، ضعف باہ، گانٹھوں کو تحلیل کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ سوٹھ کے جوشاندہ کے ساتھ گوگل ضعف ہضم کے لیے اور کالی مرچ اور سورنجان تلخ کے ساتھ گنٹھیا میں دیتے ہیں۔

گوگل کو سرکہ میں حل کر کے لگانے سے سر کے گنج کو فائدہ ہوتا ہے۔ ناریل کے تیل میں اس کا مرہم متعفن کو اچھا کر دیتا ہے۔

کیمیادی ہیئت

اس کی کیمیادی ہیئت کوئر کے ساتھ الجھا دیا گیا ہے۔ بلکہ کرنل چوپڑا جیسے ثقہ محقق قرار دیتے ہیں کہ گوگل کو وہی کچھ سمجھا جائے جوئر ہے۔

اب تک کے تجربوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے اجزاء ترکیبی میں ۳۵ فیصدی کے قریب بیکار چیزیں ہیں جبکہ خالص گوند ۳۲ فیصدی ہے۔ اس میں ۴۵ فیصدی تیل ہے۔ یہ دوسرے تیلوں کی طرح مقامی طور پر مخرش اور دوران خون میں اضافہ کرتا ہے۔ ۱۹۵۰ء میں بھائیہ نے معلوم کیا کہ اس میں ۶۵ فیصدی ایک نامیاتی عنصر MYRCENE پایا جاتا ہے۔ ابھی تک کسی نے اس جزو کے اثرات کے بارے میں مزید معلومات حاصل نہیں کیں۔

۱۹۴۲ء میں گھوش نے اس میں گوند کے علاوہ معدنیاتی عناصر کو ۵.۱۹ فیصدی کی مقدار میں دریافت کیا۔ جن میں ایلومینیم، میکیشیم، کیشیم، فولاد اور سلیکا زیادہ اہم ہیں۔

گوگل کی ساخت میں BALSUM OF TOLU کی ایک مقدار پائی جاتی ہے۔

اطباء قدیم کی ایک تعداد اسے روغن بلسان قرار دیتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں روغن بلسان گوگل کا ایک حصہ ہے۔ لیکن روغن بلسان میں گوگل نہیں ہوتا۔

اطباء جدید کے مشاہدات

اثرات کے لحاظ سے یہ کباب چینی یعنی CUBEBS اور COPAIBA سے ملتا جلتا ہے۔ یہ ثابت اور سالم جلد پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔ مگر جب جلد پر کوئی زخم، تعفن یا سوزش ہو تو اس کے دافع تعفن اثرات بڑے مفید ہوتے ہیں۔ یہ پیپ کو ختم کر دیتا اور زخم کو جلد بھرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کا مرہم کوڑھ کے زخموں کو بھی مفید ہے۔

اس کے مقامی اور اندرونی اثرات کی بنیاد اس کے دافع تعفن، مقامی طور پر ASTRINGENT اثرات اور دوران خون کو جاری رکھنے کے عمل پر مبنی ہیں۔ یہ اعصاب کے لیے بیک وقت سکون آور اور محرک ہے۔ اس کے ذائقہ کی کڑواہٹ اسے بھوک بڑھانے والا بناتی ہے اور یہ پیٹ سے ریاح کو خارج کرتا ہے۔ کوڑھ، گنٹھیا، آشک، لاہوری پھوڑے اور امراض البول میں اسے بڑی شہرت حاصل ہے۔

اس کی دھونی دق، سل، پرانی کھانسی، حلق کی سوزش اور بواسیر میں مفید ہے۔ اس کے دھوئیں سے گھروں کے کیڑے مکوڑے مر جاتے ہیں اور کمرے میں اگر جراثیم موجود ہوں تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے کھانے سے جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے اور خون کے سفید دانے WBC بڑھتے ہیں۔ کھانے کے بعد یہ پسینہ، پیشاب اور جھلیوں کی رطوبت کے راستہ خارج ہوتا ہے جہاں پر جراثیم کو مارتا ہے۔ مدر البول اور پتھری کو نکالتا ہے۔ (اسہال، آنتوں کی سوزش، کمزوری، سوکھا پن میں مفید ہے۔ چونکہ اس کے عام طور پر مضر

اثرات نہیں اس لیے زیادہ عرصہ کھایا جاسکتا ہے۔ اس لیے اطباء بیماریوں تپ دق اور آنتوں کی دق، پلوری میں دیتے ہیں۔

اس کے غراروں سے مسوڑھوں کے زخم بھر جاتے ہیں اور حلق کی سوزش مندمل ہو جاتی

ہے۔



۵

لوبان -- لیبان

BENZOIN

STYRAX BENZOIN

لوبان ایک درخت سے نکلنے والی گوند ہے۔ درخت کے تنے پر جب گھاؤ لگاتے ہیں تو بیروزہ کی مانند ایک گاڑھالیں دار مادہ خارج ہوتا ہے۔ جسے سکھا کر استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کے درخت ہندوستان میں بھی ہیں لیکن دنیا میں زیادہ تر لوبان کی درآمد جنوبی تھائی لینڈ، ملیشیا اور جزائر شرق الہند سے ہوتی ہے۔ اسے انگریزی میں BENZOIN اور مرہٹی میں اود کہتے ہیں جو کہ غلط ہے، کیونکہ اود ایک مختلف چیز ہے۔ تو ریت مقدس میں یہ FRANKISENCE کے نام سے مشہور ہے۔

احادیث نبویؐ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بخروا بیوتکم باللبن والشیح (بیہقی، شعب الایمان)

(اپنے گھروں میں لوبان اور شیخ کی دھونی دیتے رہا کرو)

ایک دوسری روایت میں ارشاد ہوا۔

بخروا بیوتکم باللبن والصعتر (بیہقی)

(اپنے گھروں میں لوبان اور صعتر کی دھونی دیتے رہا کرو)

محدثین نے ان احادیث کی تفسیر میں لوبان کو کندر کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے۔ ابن القیمؒ نے لوبان کو کندر قرار دیتے ہوئے دونوں کے فوائد ملا دیئے ہیں۔ دوسری طرف بھارتی ماہرین نے اگرچہ کندر کو مختلف چیز قرار دیا ہے۔ مگر ایک دوسری گوند BOSWELLIA SERRATA کو بھی لوبان ہی لکھا ہے۔ جبکہ یہ گوند اپنے اثرات اور شکل و صورت کے لحاظ سے کندر کے زیادہ قریب ہے۔

توریت مقدس

توریت اور انجیل میں لوبان کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ ان کی انگریزی میں اسے FRANKISENCE کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ توریت اور انجیل میں اس کا ذکر ۸ مرتبہ آیا ہے۔

”اور اگر کوئی خداوند کے لیے نذر کی قربانی کا چڑھا والا لائے تو اپنے چڑھاوے کے لیے میدہ لے اور اس میں تیل ڈال کر اس کے اوپر لوبان رکھے اور اسے ہارون کے بیٹوں کے پاس جو کاہن ہیں لائے۔ اور تیل ملے ہوئے میدہ میں سے اس طرح اپنی مٹھی بھر کر نکالے کہ سب لوبان میں آجائے۔ تب کاہن اسے نذر کی قربانی کی یادگاری کے طور پر کے اوپر چلائے۔ (احبار۔ ۲:۱:۳-۲)

-- اس کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اس کے آگے گر کر سجدہ کیا اور اپنے ڈبے کو کھول کر سونا اور لوبان اور مر اس کو نذر کیا۔ (متی ۲:۱۱:۱۲)

محدثین کے مشاہدات

لوبان قبض کشا ہے۔ اس میں فائدے زیادہ ہیں اور نقصان بہت کم، معدہ کی درد کو دور کرتا ہے۔ اسہال میں مفید ہے۔ کھانے کو ہضم کرتا ہے۔ آنکھوں کے زخم مندمل کرتا

ہے۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ بلغم نکالنے کے بعد اس کی پیدائش کو کم کرتا ہے۔
 اگر لو بان یا اس کے ساتھ صخر ملا کر غرارے کیے جائیں تو گلے کی سوزش میں مفید
 ہے۔ ز بان کے زخم بھر جاتے ہیں۔ حافظہ کو بہتر کرتا ہے۔
 گلے ہوئے زخموں پر لو بان کا استعمال سوزش کو دور کرنے کے ساتھ صحت مند گوشت
 اگانے کا باعث ہوتا ہے۔ اس کی دھونی گھر کو خوشبودار بنانے کے علاوہ وبائی امراض کو ختم
 کرتی ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات

آریو ویدک کتابوں میں لو بان کا ذکر نہیں ملتا۔ یورپ میں بھی اس سے واقفیت
 ۱۳۹۹ء کے بعد سے شروع ہوتی ہے جب ابن بطوطہ اپنی سیاحت کے بعد اسے لے کر
 یورپ گیا۔ عمدہ قسم کے لو بان کے سفید دانے ہوتے ہیں ورنہ بھوری رنگت کا ہوتا ہے جو
 انکھل میں پوری طرح حل ہو جاتا ہے۔

معدہ، دل اور باہ کو قوت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ ریا ح کو تحلیل کرتا ہے۔ سردی
 کی کھانسی کو مفید ہے۔ بلغم نکالتا ہے، کھانے یا لگانے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ نزلہ
 میں مفید ہے۔ ویدوں نے اسے مفرح قرار دینے کے علاوہ پسینہ کو خوشبودار کرنے والا بیان
 کیا ہے۔ اس کے کھانے سے مٹانے کی سوزش دور ہو جاتی ہے۔ دق اور سل میں نافع ہے۔
 لو بان کا لیپ نزلوں کو روکتا ہے۔ روغن کنجد یا زیتون میں ملا کر اگر کان میں ڈالا
 جائے تو کان کا درد جاتا رہتا ہے۔ اس کی دھونی کیڑوں مکوڑوں کو بھگا دیتی ہے۔ لو بان کو نیم
 کوب کر کے ہانڈی میں گل حکمت کر کے ڈال کر ایک نلکی بخارات کے اخراج کے لیے لگا
 دیتے ہیں۔ اس ہانڈی کو آگ دینے کے بعد لو بان کے جو بخارات نلکی کے ذریعہ باہر آتے
 ہیں ان کو شیشی میں جمع کر لیں۔ یہ لو بان کا چوا کہلاتا ہے۔ اس سیال کو پٹھوں کی کمزوری کے
 علاوہ داد، توبا اور ایگزیمہ کے لیے مفید پایا جاتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ

یہ آنسوؤں کی شکل کے خشک دانے اور ٹکڑے ہوتے ہیں جن میں BENZONIC ACID اور CINNAMIC کے علاوہ ANILINE پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فرازی روغن بھی موجود ہے۔

چونکہ لوبان ایک درآمدی چیز ہے اس لیے مہنگا ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں لوگ مصطکی رومی کو رنگ دے کر خوشبو ملا کر نقلی لوبان بناتے تھے۔ چونکہ اب مصطکی بھی گراں ہے اس لیے بیروزہ سے لوبان تیار کرنے کی صنعت زوروں پر ہے۔ پاکستان کے دو افروشنوں کے یہاں عام طور پر اصلی لوبان دیکھا نہیں گیا۔

جدید تحقیقات

دافع تعفن، حابس خون ہونے کی وجہ سے زخموں کے علاج میں اہمیت رکھتا ہے۔ جراثیم کش ہونے کی وجہ سے سانس کی نالیوں کی سوزش، گردہ کی سوزش اور پتھری کے علاوہ پیشاب آور اثر کی وجہ سے مقبول ہے۔

جب پیشاب میں فاسفیٹ زیادہ مقدار میں ہوں تو لوبان کے مرکبات ان کو تحلیل کر کے باہر نکالتے ہیں۔ دوسرے پیشاب آور نمکیات کے ساتھ لوبان کے اپنے نمک از قسم SOD BENZONATE پیشاب آور ہونے کے علاوہ دافع تعفن اور پیشاب کے ذریعہ پانی نکالتے ہیں۔ جوڑوں کے درد میں مفید ہیں۔ تپ، دق، سل، پرانی کھانسی میں اس کا استعمال بہت سی دوسری ادویہ سے بہتر ہے۔

پرانی ادویہ میں سے وہ ادویہ جو طب جدید میں اب بھی استعمال ہوتی ہیں ان میں لوبان اہم ہے۔ اس کی منچر کو FRIAR'S BALSAM بھی کہتے ہیں۔ کھولتے پانی میں یہ منچر اور نمک ملا کر پرانی کھانسی اور گلے کی سوزش کے مریضوں کو اس کی بھاپ دی جاتی ہے۔ دن میں دو تین بار بھاپ لینے سے جی ہوئی بلغم باہر آنے لگتی ہے۔ اور وہ مریض جسے

سانس لینا بھی دو بھر تھا سہولت محسوس کرنے لگتا ہے۔

زخموں کے علاج میں نچکر کو روئی پر لگا کر زخم پر لگائیں تو یہ چپک جاتی ہے۔ زخم سے عفونت کو دور کرنے کے علاوہ اسے مندل کرتی ہے۔ اس کو لگانے سے بار بار پٹی کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سوڈیم بنزویٹ اکثر مرہموں کا اہم جزو ہے۔ خاص طور پر پھپھوندی سے پیدا ہونے والی سوزشوں، داد، چنبل اور پرانے اگیزیما میں تنہا یا سیلی سلک ایسڈ کے ساتھ ایک مقبول دوائی ہے۔

طب جدید کی ایک مشہور مرہم WHITFIELD OINTMENT کا نسخہ یہ ہے۔

گرین ۶۰ بنزویٹ ایسڈ
BENZOIC ACID

گرین ۳۰ سیلی سلک ایسڈ
SALICYLIC ACID

گرین ۹۱۰ وئسلین
VASELINE

یہ مرہم اگیزیما اور پھپھوندی کے لیے خاص طور پر بڑا مفید ہے۔

آدھ سیر پانی میں نچکر کا ایک چمچ ڈالنے سے دودھیا مخلول بن جاتا ہے اس میں روئی کو تر کر کے عورتوں کی اندام نہانی کی سوزشوں اور لیکوریہ کے لیے اندر رکھا جاتا ہے۔

لوبان کی دھونی

حشرات الارض سے نجات حاصل کرنے کا جدید طریقہ کرم کش ادویہ ہیں۔ ان میں سے اکثر کلورین سے مرتب پاتی ہیں۔ یہ تمام ادویہ زہریلی ہیں۔ ایک حالیہ جائزے سے معلوم ہوا ہے کہ ہر سال تین لاکھ افراد ان کے مضر اثرات سے متاثر ہوتے ہیں۔ لاہور میں پچھلے سال ایک عورت کی موت انہی ادویہ کی وجہ سے ہوئی۔ ان ادویہ کے سپرے کے نتیجے میں پرندے ختم ہو گئے ہیں۔ اشیاء خوردنی پر اگر یہ گر جائیں تو مہلک اثرات ہو سکتے ہیں۔ ENDRINE اور MALATHION کے بارے میں اب یہ طے ہو چکا ہے کہ ان کو آبادیوں میں استعمال نہ کیا جائے۔

اس مسئلہ کا سب سے آسان اور مفید حل بارگاہ نبوت سے عطا ہوا کہ گھروں میں لو بان اور صعتر یا لو بان اور لشیخ ملا کر دھونی دی جائے۔ لشیخ بنیادی طور پر حب الرشاد ہے۔ جبکہ صعتر کا جزو عامل THYMOL ہے۔ یہ دونوں چیزیں خوشبودار اور انسانی صحت کے لیے مفید ہیں۔ اگر کسی کمرے میں خناق یا دق کا مریض رہا ہو اور ہم اسے جراثیم سے پاک کرنا چاہیں تو طب جدید کے پاس گندھک اور فارملین کے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ یہ دونوں کیڑوں کے لیے نقصان دہ اور انسانوں کے لیے مہلک ہیں۔ اس کے مقابلے میں اگر اس کمرے میں لو بان کے ساتھ صعتر یا لشیخ ملا کر دھونی دی جائے تو نہ صرف کہ مجھڑ، مچھلیاں، لال بیگ، چھپکلیاں ہلاک ہو جائیں گے بلکہ جراثیم بھی ختم ہو جائیں گے۔ اگر اس دھونی کے دوران اہل خانہ کمرے میں موجود رہیں تو ان کی سانس کی نالیاں بھی جراثیم سے پاک ہو جائیں گی۔ بد قسمتی یہ کہ ہمیں ابھی تک یہ یقین نہیں آ سکا کہ ہمارے نبیؐ کے نسخے دوسروں سے ہر حال میں بہتر ہیں۔

-☆-

لہسن --- ثوم

GARLIC

ALLIUMSATIVUM

لہسن قدیم ترین نباتات میں سے ہے۔ اہرام مصر کی تعمیر میں کام کرنے والے مزدوروں کو دوپہر کے کھانے میں لہسن دیا جاتا تھا۔ قدیم ہندو تہذیب میں بھی لہسن بطور غذا اور دوا شامل تھا۔ البتہ بعض برہمن لہسن اور پیاز کے استعمال کو ناجائز قرار دیتے آئے ہیں۔ علم نباتات کی درجہ بندی کے مطابق پیاز اس سے قریبی تعلق والا ہے۔ اگرچہ اس کی شکل و صورت جدا ہے اور ALLIUM CEPA کہلاتا ہے۔

لہسن جنگلوں میں خود رو بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پوتھی میں متعدد جوئے ہوتے ہیں جن کی تعداد متعین نہیں۔ یہ پوتھی زمین کے نیچے ہوتی ہے اور بعض قسموں میں پوتھی میں صرف ایک ہی جویا بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی جسامت ایک انچ سے فٹ تک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب سے انسانوں نے غذا، مصالحہ اور دوا کے طور پر اسے پسند کیا ہے۔ اس کو محنت سے بویا اور اگایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں گوشت اور سبزیاں پکاتے وقت لہسن کو بکھار دینے کا رواج ہے۔ اس کو ڈالنے سے کچے گوشت کی بدبو جاتی رہتی ہے۔ لہسن کی چٹنی بنائی جاتی ہے۔ یورپ سے یہ امریکہ گیا جہاں کے لوگ ڈبل روٹی کے توش بھی لہسن میں بھونٹے ہیں۔ اٹلی اور فرانس کا جنگلی لہسن زیادہ مقبول ہے۔ جبکہ مشرق وسطیٰ کے ممالک کے جنگلی لہسن کی رس دار شاخوں کو لوگ علیحدہ پکا کر کھاتے ہیں۔ طب میں ان شاخوں کو ساق کہتے

ہیں جبکہ بھارتی اہل زبان انہیں آل کہتے ہیں۔ احادیث میں پیاز اور لہسن کی شاخوں کو کراث کا نام دیا گیا ہے۔ ان میں بدبو لہسن اور پیاز کی مانند ہوتی ہے۔
 لہسن کا ذکر احادیث میں کثرت سے ملتا ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار سال پہلے بھی اسے مقبول عام ہونے کی سند حاصل تھی۔
 قرآن مجید میں لہسن کے ذکر کے بارے میں مسئلہ متنازع ہے۔

واذا قلتم یٰموسیٰ لن نصبر علی طعام واحد فادع لنا ربک یمخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها قال اتستبدلون الذی ہو ادنی بالذی ہو خیر۔ (البقرة: ۶۱)

بنی اسرائیل اللہ میاں کی لاڈلی اُمت تھی۔ ان کو من و سلویٰ کی صورت میں آسمان سے بھنے ہوئے پرندے اور سبزیوں کا مرکب تیار آتا تھا۔ انہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ اپنے رب سے کہو کہ ہم ایک ہی طرح کے کھانے سے تنگ آ گئے ہیں۔ ہمیں وہ چیزیں دی جائیں جو زمین سے نکلتی ہیں۔ جیسے کہ ساگ، کھیرا، لکڑی، گندم؟ مسور کی دال اور پیاز۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سمجھانا چاہا کہ وہ اچھی خوراک چھوڑ کر گھٹیا کے طلبگار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس گھٹیا انتخاب کو ناپسند کرتے ہوئے ان کو ہدایت کی کہ وہ مصر چلے جائیں۔ جہاں ان کو مطلوبہ چیزیں میسر آ جائیں گی۔ مگر اس کے ساتھ ان پر عتاب الہی اور ذلت مقدور کر دی گئی۔

اس آیت میں ”فوم“ کے معنی اکثر مفسرین لہسن کرتے آئے ہیں۔ بلکہ البخاری نے فوم کو لہسن ہی بتایا ہے۔ مفسرین کرام میں مجاہدؒ نے فوم کو لہسن قرار دیا ہے۔ اکثر اُردو ترجموں میں بھی ایسا ہی ہے۔ مگر ابن کثیرؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے متعدد حوالوں اور قدیم عرب

شعراء کی مثالوں سے 'فوم' کو گندم قرار دیا ہے۔ قبیلہ بنی ہاشم کی مکی لغت میں فوم گندم کے آٹے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ البتہ بصل پیاز ہے اور اس کے ساتھ لہسن کو منسلک سمجھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ "فتا" کے بارے میں ہے۔ اگرچہ یہ نکلڑی ہے اور کھیرا خیار ہے لیکن اطباء اور زبان دان اسے دونوں کے لیے استعمال کرتے آئے ہیں۔

کتب مقدسہ

توریت مقدس میں بنی اسرائیل پر من و سلوئی کی نعمت کے ذکر کے سلسلہ میں بیان ہوا کہ:

۔۔ ہم کو وہ پھل یاد آتی ہے جو ہم مصر میں مفت کھاتے تھے اور ہائے وہ کھیرے اور وہ خر بوزے اور وہ گندے اور پیاز اور لہسن۔ لیکن اب تو ہماری جان خشک ہو گئی۔ یہاں کوئی چیز میسر نہیں اور من کے سوا ہم کو اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ (گنتی۔ ۷، ۶: ۱۱)

ان آیات میں بنی اسرائیل خدا کی نعمتوں کو جھٹلاتے ہوئے من سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے مصر کی اور ان سبزیوں کو یاد کرتے ہیں جو انہیں وہاں میسر تھیں۔ ان کی اسی کجروی کا بعد میں اثر یوں ہوا کہ انہوں نے قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق اپنے نبی علیہ السلام سے کہا کہ ہمیں کھیروں، نکلڑیوں والے دیس لے جاؤ ہمیں خدا کی مہیا کردہ غذا پسند نہیں۔ جس پر خدا تعالیٰ نے خفا ہو کر فرمایا کہ پھر تم مصر کو واپس چلے جاؤ۔ وہاں پر وہ سب کچھ موجود ہے جو تم چاہتے ہو۔ یہ لوگ ایسے بے قدر تھے کہ اچھی چیزیں چھوڑ کر گھٹیا خوراک چاہتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور وہ بے سرو سامانی میں در بدر بھٹکتے رہے۔

احادیث نبویؐ

عن عبد العزيز قال قيل لانس مما سمعت النبي صلى

اللہ علیہ وسلم فی الثوم فقال من اكل فلا یقر بن
مسجدنا. (بخاری)

(عبدالعزیز نے انسؓ سے پوچھا کہ تم نے لہسن کے بارے میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی اسے کھائے
ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے)

یہی روایت عبداللہؓ بن عمر اور عبداللہ بن زیدؓ سے طیالسی نے بھی دی ہے۔ دوسری
روایت حضرت ابو بکرؓ سے بھی ہے۔

ان جابر بن عبداللہ زعم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال من اكل ثوما او بصلا فلیعتزل او لیعتزل مصلانا.
(بخاری)

(جابرؓ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا
کہ جو کوئی لہسن یا پیاز کھائے وہ دور رہے یا فرمایا کہ ہماری مسجد میں نہ
آئے)

عن ابی ایوب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا
اتى بطعام اكل منه وبعث بفضله اتى وانه بعث الی یوما
بقصعة لم یاكل منها لان فیها ثوما فسالته احرام هو قال
لا. ولكن اكرهه من اجل ريحه قال فانی اكره
ما کرهت. (مسلم)

(ابو ایوبؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب
کوئی کھانا آتا وہ اس میں سے کھانے کے بعد بقیہ مجھے مرحمت فرما
دیتے تھے۔ ایک روز ایک طشتری ایسی آئی جس میں سے انہوں نے
کچھ نہ کھایا تھا۔ کیوں کہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیا یہ

حرام ہے؟ فرمایا۔ نہیں! البتہ مجھے اس کی بو نا پسند ہے۔ جس چیز سے وہ نفرت کرتے تھے میں بھی کرتا ہوں)

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکل ثوما او بصلا فلیعتز لنا او قال فلیعتزل مسجدنا او لیقعد فی بیتہ وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بقدر فیہ خضرات من یقول فوجدلہا ریحاً قربہا الی بعض اصحابہ وقال کل فانی انا جی من لا تناجی۔
(بخاری، مسلم)

(جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھائے ہمارے قریب نہ آئے یا فرمایا کہ ہماری مسجد میں نہ آئے یا اپنے گھر بیٹھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی تھی جس میں کئی قسم کی سبزیاں پکی تھیں۔ اس میں سے بو محسوس کر کے فرمایا کہ اسے فلاں اصحاب کے پاس لے جاؤ وہ کھالیں۔ کیونکہ میں ایسے لوگوں سے سرگوشی کرتا ہوں جن سے تم نہیں کرتے)

حضرت ابی سعید الخدریؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
نہی عن اکل البصل والکراث والثوم۔ (طیالسی)
(پیاز، لہسن اور گندنے سے منع فرمایا)۔

گندنا جنگلی لہسن کی اقسام میں سے ہے اس کی بھی ساق ہوتی ہے۔
اسی مسئلہ پر ابی سعیدؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک تفصیلی روایت میں فرماتے ہیں:

من اکل من هذه الشجرة الخبيثة شيئا فلا یقر بنا فی المسجد، یا ایہا الناس! انه لیس فی تحریم ما احل اللہ
ولکنہا شجرة اکرہ ریحہا۔

(جس نے اس خبیث پودے سے کچھ بھی کھایا ہماری مسجد میں نہ آئے۔ اے لوگو! میں کسی ایسی چیز کو جس کو اللہ نے حلال کیا حرام نہیں کرتا لیکن مجھے یہ درخت اور اس کی بدبو نا پسند ہے)

مسند احمد اور طبری نے اسے ابی ثعلبہؓ سے بھی روایت کیا ہے۔

جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اكل هذه الخضروات: البصل والثوم والكراث والفجل فلا يقرب بنا مسجدنا. (طیالسی)

(جس نے ان سبزیوں یعنی پیاز، لہسن اور کراث اور مولیٰ کو کھایا وہ ہماری مسجد میں نہ آئے)

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اكل من هذه البقعة المنكرة یعنی الثوم فليجلس في بيته. (النسائی)

(جو اس بیہودہ پودے یعنی لہسن کو کھائے۔ وہ اپنے گھر بیٹھا رہے)

حضرت ابی سعیدؓ لہسن کے بارے میں شرط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یوں بیان کرتے ہیں۔

كلوه، من اكله منكم فلا يقرب هذا المسجد حتی يذهب ريحه منه یعنی الثوم. (ابوداؤد، ابن حبان)

(تم اسے کھاتے ہو۔ تم میں سے جس نے اسے کھایا ہو وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے حتیٰ کہ اس کے منہ سے اس لہسن کی بدبو چلی نہ جائے)

عن ام ايوب قالت صنعت للنبي صلى الله عليه وسلم طعام فيه بعض البقول. فلم ياكل وقال اني اكره ان

او ذی صاحبی. (ابن ماجہ)

(ام ایوبؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا جس میں بعض سبزیاں (لہسن وغیرہ) تھے۔ انہوں نے وہ نہ کھایا اور فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میرے منہ سے بد بو آئے اور لوگ پریشان ہوں)

عن معد ان بن ابی طلحة الیعمری ان عمر بن الخطاب قال يوم الجمعة خطيبا نحمد الله واثنى عليه ثم قال. يا ايها الناس انكم تاكلون شجرتين لا اراهما الا خبيثتين. هذا الثوم وهذا البصل. ولقد كنت ارى الرجل عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوجد ريحه منه فيؤخذ بيده حتى يخرج به الى البقيع فمن كان اكلهما لا بد فليمتهما طبخا. (ابن ماجہ)

(معدان بن ابی طلحہ الیعمری بیان کرتے ہیں کہ ایک جمعہ والے دن حضرت عمر بن خطابؓ خطبہ دینے منبر پر کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ”اے لوگو! تم ان دو سبزیوں کو کھاتے ہو جن کو میں ہر طرح سے خبیث قرار دیتا ہوں یعنی کہ یہ لہسن اور یہ پیاز۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اگر کوئی شخص ان کو کھاتا تھا اور اس کے منہ سے ان کی بو آ رہی ہوتی تھی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر شہر کے باہر بقیع کی سمت نکال دیا جاتا تھا۔ اگر تم نے انہیں کھانا ہی ہو تو پکا کر کھاؤ کہ اس طرح ان کی بد بو کم ہو جائے)

عن جابر ان نفرا اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجد منهم ريح الكراث فقال الم اكن نهيتكم عن اكل هذه

الشجرة ان الملائكة تناذى مما يتاذى منه الانسان.
(ابن ماجہ)

(جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کچھ لوگ آئے جن کے منہ سے کراٹ (گندنا کی بو آ رہی تھی۔ فرمایا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو اس درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا؟ فرشتے بھی اس چیز سے پریشان ہوتے ہیں جس سے انسان ہوتے ہیں)

لہسن کی اجازت

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
كلوا الثوم و تدا و وابہ فان فيه شفاء من سبعين داء.
(الدیلمی)

(لہسن کھاؤ اور اس سے علاج کرو۔ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے)

حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لولا ان الملك ينزل على لا كلتہ يعنى الثوم.
(الخطیب)

(اگر میرے پاس فرشتے نہ آتے ہوں تو میں اسے یعنی لہسن کو کھا لیتا ہوں)

ابو نعیم کی طب پر ایک تالیف مطبوعہ نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے جس میں اس نے متن کے بغیر ایک روایت بیان کی ہے کہ جس کے منہ سے لہسن، پیاز یا مولیٰ کی بد بو آئے وہ درود شریف پڑھے تو بد بو جاتی رہے گی۔

محدثین کے مشاہدات

اس کے لگانے سے جلد پھٹ جاتی ہے اور اس پر پھوڑے نکل آتے ہیں اس کے لگانے سے سانپ اور بچھو کے زہر کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔ ابن القیم نے کتا کا۔۔ کے لیے بھی اس کا لگانا مفید قرار دیا ہے جلد پر لگانے سے مقامی طور پر حدت محسوس ہوتی ہے۔ اسے کوٹ کر سرکہ، شہد اور نمک ملا کر پھوڑے پھنسیوں اور چھائیوں پر لگائیں۔ مائدہ ہوتا ہے۔

لہسن کھانے سے سینہ کا درد دور ہوتا ہے۔ فالج میں فائدہ ہو سکتا ہے۔ پیٹ کے سدے نکالتا ہے۔ کھانا ہضم کرتا ہے۔ پیاس کم کرتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ جسم کو گرمی پہنچاتا ہے۔ حلق کی سرخی اور ورم دور کرتا ہے۔ سینے سے بلغم اور پیٹ سے کیڑے نکال دیتا ہے۔ اس کے مضر اثرات میں دماغ اور بصارت کو کمزور کرنا، صفرا میں اضافہ کرنا ہے۔ باہ کو کم کرتا ہے۔ سانس کی بدبودور کرتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ سداب کے پتے کھائے جائیں تو اس کی اپنی بدبو بھی کم ہو جاتی ہے۔ جوڑوں کے پرانے درد پھر سے شروع کرتا ہے اور بواسیر میں مضر ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

لہسن سرد ملکوں کے رہنے والوں کے لیے مفید ہے کیونکہ گرمی پیدا کرتا ہے۔ غلیظ اخلاط کو کاٹ دیتا ہے۔ خون کو پتلا کرتا ہے۔ زیادہ مقدار خون کو جلا کر سیاہ کر دیتی ہے۔ کھانے والے کے خون، پیشاب، پاخانہ اور پسینہ سے بھی لہسن کی بو آتی ہے۔ (یاد رہے کہ جنگ میں استعمال ہونے والی زہریلی گیسوں میں MUSTARD گیس کی بدبو بھی لہسن کی مانند ہوتی ہے) لہسن دمہ اور جھتی میں مفید ہے۔ تپ بلغمی، باؤ گولہ، بلغم، بواسیر اور جذام کو زائل کر دیتی ہے۔ اس کا معجون پتھری کو توڑتا ہے۔ اس کا معجون باہ کو قوت دیتا ہے۔ فالج، لقوہ، مرگی اور ریشہ میں مفید ہے۔ لہسن کو کچل کر اس کا ساڑھے سات تولہ پانی نکال کر اس

میں ہم وزن گھی اور پانچ تولہ گڑ اور تھوڑا سا آٹا ملا کر حریرہ پکایا جاتا ہے۔ پہلے لہسن کا خالص پانی پی کر اوپر سے حریرہ کھالیا جائے۔ تپ لرزہ کو آرام آ جائے گا۔ (ساڑھے سات تولہ لہسن کے پانی سے معدہ میں شدید جلن پیدا ہو جائے گی)

اگر اسے گھی میں بھون کر شہد ملا کر چٹائیں تو دمہ میں فائدہ ہوتا ہے۔

فالج کے لیے مریض کو پہلے روز ایک پوتھی، پھر دو، پھر تین اس طرح چالیس تک جاویں اور پھر روزانہ ایک کم کر لیں۔ فالج ٹھیک ہو جائے گا۔ بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ لہسن کے جوشاندہ کے ساتھ حقنہ کرنے سے عرق النساء ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ خون اور صفرا کے دست آئیں تو بہتر ہے۔ اس کے استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ کم ہو جاتا ہے۔ انجیر اور اخروٹ کے ساتھ ملا کر کھانے سے فوائد میں اضافہ ہوتا ہے۔ قونج ریچی، بلنچی اور آنتوں کے درد کو مٹا دیتا ہے۔ اس کو کھانے سے دست بھی آ جاتے ہیں مگر ایسا ہونے سے پیٹ کے کیڑے نکل جاتے ہیں۔ بوڑھے آدمیوں میں پیشاب کی رکاوٹ دور ہوتی ہے۔

انجیر، سداب اور اخروٹ کے ساتھ لہسن اگر زہروں اور زہریلے کیڑوں حتیٰ کہ کتا کانٹے کے لیے بھی مفید ہے۔

وید اسے طبیعت کو خوش کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ ہاضمہ اور عقل بڑھاتا ہے۔ صفرا اور خون میں اضافہ کرتا ہے۔ باؤ گولہ، تپ سرد، ورم اعضاء، بواسیر اور جریان کے لیے مفید ہے۔ کھانے کے بعد متلی کو دور کرتا ہے۔ بادی کو مٹاتا ہے۔ لہسن کو نچوڑ کر یا بھکے میں ڈال کر اس کا تیل نکالا جاتا ہے۔ جس کے خواص بالکل لہسن والے ہیں۔ گرم پانی میں لہسن کا عرق کھانسی میں مفید ہے۔ اس کا حلہ تیار کر کے کھانے سے لقوہ دور ہو جاتا ہے۔

جنگلی لہسن

اس کی بولہن کی مانند ہوتی ہے۔ پتے اور ساق لمبی ہوتی ہے۔ پھول نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ پھول کے ارد گرد ستاروں کی مانند پتے جمع ہوتے ہیں۔ اس کی پوتھیاں زیادہ نہیں

ہوتیں۔ اس کا مزہ لہسن سے زیادہ تیز اور بو شدید ہوتی ہے اسے کراث البری، بھی کہتے ہیں۔ بعض اطباء نے اسے ”ثوم الحجیہ“ بھی قرار دیا ہے۔ البتہ اسے ’حافظ الاجسام‘ کا نام بھی دیا گیا ہے۔

اس کے فوائد بالکل لہسن والے ہیں بلکہ تیز ہونے کی وجہ سے سر بلع الاثر ہے۔

مقامی استعمال

لہسن کو جلا کر سرکہ اور شہد میں پیس کر لگانے سے پھوڑے پھنسیاں، برص، بالخورہ، گنج، چھپ اور داڑھیک ہو جاتے ہیں۔

سرکہ اور شہد میں اس کا مرکب لگانے سے جوڑوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ خالص لہسن کا عرق ملنے سے جوئیں مرجاتی ہیں۔ کمرے میں اس کی دھونی دینے سے بھڑ اور دوسرے ضرر رساں کیڑے بھاگ جاتے ہیں۔ جسم کے کسی حصہ میں ورم ہو تو لہسن کو سرکہ میں گھوٹ کر لگانے سے وہ تحلیل ہو جاتا ہے۔ دوسری صورت میں اسے دودھ میں پکا کر یہ دودھ پھوڑوں کو پکانے کے لیے لگائیں۔ اس کو گرم گرم چبانے سے دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔ اس کو رائی کے تیل میں تل کر یہ تیل لگانا خشک کھجلی کے لیے مفید ہے۔ ایک پوتھی لہسن کو سوا تو لہ تل کے تیل میں تل کر پھر رس نکال کر کان کے آس پاس لگانے سے بہرہ پن میں فائدہ ہوتا ہے۔ لہسن کی دھونی سے آدھے سر کا درد جاتا رہتا ہے۔

کیمیائی ہیئت

لہسن کو کوٹ کر اگر اسے کشید کیا جائے تو اس سے ایک فرازی تیل نکلتا ہے جسے اس کا جزو عامل کہہ سکتے ہیں۔ اس کا رنگ کھلتا ہوا زیادہ براؤن ہوتا ہے۔ اور اس میں سے لہسن کی شدید بد بو آتی ہے۔ یہ تیل ۱۵.۵۰ پر ابالنے سے اڑ جاتا ہے اگر اسے درجاتی کشید کے عمل سے گزاریں تو مختلف مراحل پر اس سے چار قسم کے سیال حاصل ہوتے ہیں جن میں سے ایک کی خوشبو پیاز کی مانند ہوتی ہے۔

امریکی محقق کا دالیٹو نے 1944ء میں پیاز کو کوٹ کر اسی سے ایک جراثیم کش دوائی ALLACIN نام کی حاصل کی ہے۔ یہ دوائی خالص صورت میں جلد ضائع ہو جاتی ہے اس کا ۰.۲ فیصدی محلول زیادہ دیر تک موثر رہ سکتا ہے۔ جبکہ لہسن میں اس کی مقدار ۰.۰۴ فیصدی تک ہو سکتی ہے۔ بعد میں کیمیا دانوں نے ALLACIN کا نام ترک کر دیا کیونکہ اسی نام کا ایک اور مرکب علم کیمیا میں پہلے سے موجود اور مشہور تھا۔ اس کے بعد 1946ء میں وینکٹ رامن اور اس کے ساتھیوں نے اسے ہر قسم کے جراثیم کے خلاف موثر پایا۔ حتیٰ کہ تپ دق اور کوڑھ کے جراثیم بھی اس کی زد میں تھے اور یہ پھپھوندی پر بھی موثر تھا۔ یہ خون اور معدہ کے جوہر کی موجودگی میں بھی موثر رہ سکتا ہے۔ مگر آنتوں میں موجود لبلبہ کے جوہروں PANCREATAIC JUICE کی موجودگی میں بے کار ہو جاتا ہے۔ یہ جوہر دودھ کے پھاڑنے یا ہضم کرنے والے ہاضم جوہروں کے عمل میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اس کے بعد پاکستانی کیمیا دان ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی نے 1947ء میں گندھک سے مرکب نباتاتی ذرائع سے حاصل ہونے والی جراثیم کش ادویہ پر تحقیق کر رہے تھے۔ انہوں نے لہسن پر پھر سے توجہ دی اور دیکھا کہ اسے چھ گھنٹہ تک اتھر میں بھگونے سے اس میں سے ۰.۴ فیصدی کی مقدار میں ایک جراثیم کش عنصر خارج ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں دیکھی گئیں ایک وہ جو کلوروفارم میں حل پذیر تھا اور دوسرا غیر حل پذیر ہے۔ ان کو 1-ALLISATIN-ALLISATIN کے نام دیئے گئے۔ پہلا پیپ پیدا کرنے والے STAPHYLOCOCCUS کی اقسام کے خلاف موثر پایا گیا۔ دوسرا صرف STREPTOCOCCUS کے خلاف مفید رہا۔ ان دو کے علاوہ ایک دانہ دار مرکب بھی برآمد ہوا جو الکحل میں حل پذیر نہ پایا گیا۔

کا دالیٹو نے ان جراثیم عناصر کا تقابلی مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی استعداد پنسلین کی صلاحیت کے سواں حصہ یا ایک فیصدی سے کم ہے۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ کلوروفارم میں حل ہو جانے والا حصہ مینڈک کے دل کے لیے مقوی ہے۔ جبکہ بلی کے بلڈ پریشر میں اضافہ کرتا ہے اور خرگوش کی انٹریوں میں فالج پیدا کرتا ہے۔ کلوروفارم میں حل نہ ہونے

والے حصہ میں نہ تو جراثیم کش اثرات تھے اور نہ ہی اس نے مینڈک کے دل پر کوئی اثر ڈالا نہ بلی کے دل کو متاثر کیا اور نہ ہی خرگوش کی آنتیں مفلوج ہوئیں۔ ان مشاہدات سے یہ ثابت ہوا کہ دل پر اس کے مفید اثرات والی بات محض خوش فہمی ہے۔ حقیقت نہیں۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی تحقیقات لاہور کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے اس تالیف کے لیے خصوصی طور پر لہسن کے ترکیبی اجزاء تلاش کر کے رپورٹ مرتب کی ہے۔ ان کی تحقیقات کے مطابق ایک سو گرام لہسن کے کیمیادی اجزاء کا تناسب یوں ہے۔

پانی	لحمیات	نشاستہ	کیلشیم	فاسفورس فولاد
۶۳ء۱	۵ء۱	۳۰ء۳	۲۳	۱۷ء۱، ۱۳۶
لہسن کی پوتھی				
۹۱ء۱	۱۶۹	۵ء۳	۱۲۰	۵۳ ۱ء۱
لہسن کے پتے				
سوڈیم	پوٹاشیم	میکینیشیم	حیاتین ب پ	وٹامن سی
۲۷	۳۹۴	۳۳	۰ء۵۶۳۲	۷ء۰
۱۴	۵۸۷	x	۰ء۴۰۹	۳۲ء۰

اطباء جدید کے مشاہدات

اس کے زیادہ تر اثرات اس تیل کی وجہ سے ہوتے ہیں جو اس میں پایا جاتا ہے۔ اس کی خوراک نصف سے دو قطر سے ہے۔ یہ تیل زبردست جراثیم کش ہے۔ کاربالک ایسڈ سے دو گنی صلاحیت کا مالک ہے۔ اس کو کھانے سے منہ سے ناگوار بو آتی ہے۔ جس کو کم کرنے کے لیے جرمنی کی فرم ڈاکٹر میڈاس نے ALIOCAP نام کے کپسول بنائے ہیں۔ چونکہ ان میں ذائقہ اور بو نہیں اس لیے آسانی سے کھائے جاسکتے ہیں۔ سوئزر لینڈ کی فرم سینڈوز نے لہسن کے جوہر کے ساتھ سپاہا کوئلہ ملا کر تبخیر معده کے لیے ALLISATIN نامی گولیاں بنائی ہیں جبکہ ہمارے ملک میں LASONA فروخت ہوتی ہے۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی تحقیق کے ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے لہسن کا جوہر دانے

دارصورت میں تیار کیا جس میں بدبو کم ہے۔ اسے مصالحو بنانے والی پاکستانی کمپنیاں اب ”لہسن پوڈر“ کے نام سے بازار میں فروخت کر رہی ہیں۔

اندرونی طور پر اس کا سفوف، جو ہر، یا تیل بدبھمی، باؤ گولہ، جھوک کی کمی میں مفید ہیں آنٹوں کے جراثیم اور کیڑے مار دیتے ہیں۔ انہی تکالیف کے لیے لہسن کا مرہم بنا کر پیٹ کی جلد پر مالش کی جاتی ہے۔

یہ دمہ اور پرانی کھانسی میں مفید ہے۔ 1916ء میں ماہرین نے اسے تپ محرقہ سے بچانے والا قرار دیا۔ پھر اسے تپ محرقہ کے علاج میں یوں تجویز کیا گیا کہ لہسن کے عرق کا ایک چھوٹا چمچہ گائے کے گوشت کی بخنی کی ایک پیالی میں ڈال کر اس میں کوئی شربت ملا کر میٹھا کر لیا جائے۔ یہ پیالہ ہر چھ گھنٹے کے بعد دیا جائے بارہ سال سے کم عمر بچوں کے لیے نصف چمچ کافی ہے۔

خناق میں لہسن کی پوتھیاں بار بار چٹانا مفید ہے۔ چونکہ اس بیماری میں حس ذائقہ نہیں ہوتی اس لیے مریض آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔ 1818ء میں کر اس مین نے دعویٰ کیا کہ لہسن نمونیہ کے لیے مفید ہے۔ اس نے مطبوعہ مقالہ میں بیان کیا ہے کہ اس کے ہر مریض کو پانچ روز کے اندر فائدہ ہوا۔ اس نے لہسن کی ٹنگر، استعمال کی اور سانس کی دوسری بیماریوں میں بھی افادیت کا اظہار کیا ہے۔

دق اور سل کے علاج میں لہسن کو شہرت رہی ہے۔ اس کا عرق تکلیف دہ کھانسی کو ختم کر دیتا ہے۔ بھوک بڑھ جاتی ہے۔ اور بعض مریضوں میں رات کو پسینے آنے بھی بند ہو جاتے ہیں۔ ان باتوں سے مریض کا وزن بڑھتا اور بھوک میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے لیے نصف سے پورا چمچہ دن میں تین سے چار مرتبہ دیا گیا۔

ہمبرگ (جرمنی) کی ایک دوا ساز کمپنی نے لہسن میں کیمیاوی عناصر شامل کیے بغیر لہسن کے تیل کے کپسول تیار کیے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ خون کو پتلا کرتے ہیں۔ ہاضمہ کو درست کرتے ہیں۔ خون کی نالیوں کی وسعت کو بڑھاتے، دمہ، کھانسی، گنشیا میں مفید

ہیں۔

لہسن کے عرق میں نمک ملا کر اعصابی امراض، مثلاً سردرد، ہسٹریا میں مفید بتایا گیا ہے۔ اس کا تیل باری کے بخار (ملیریا) میں مفید پایا گیا ہے۔ اس کو پانی اور کھانڈ میں پکا کر شربت بنا کر گنٹھیا اور جوڑوں کے دردوں میں دیا جاتا ہے۔ اسے پینے سے سردی لگتی بند ہو جاتی ہے۔

خارجی استعمال

داد کے زخموں پر لہسن کوٹ کر ملنے سے وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اسی ملغوبہ کو ہسٹریا کے مریض کو سنگھایا جائے تو بیہوشی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ ناریل یا سرسوں کے تیل میں ادراک کو جلائیں۔ پھر یہ تیل ایسے زخموں پر لگایا جائے جن میں کیڑے پڑے ہوں یا بدبو آتی ہو۔ یہ تیل کھجلی میں بھی مفید ہے۔ پٹھوں کی اکڑن چوٹ اور درد میں اسی تیل میں نمک ملا کر لگانا مفید ہے۔ اس کی جگہ ندکارنی اور چوپڑا SUCCUS ALLII تجویز کرتے ہیں جس کی ترکیب یہ ہے کہ لہسن کا پانی نکال کر اسے چار گنا آب مقطر میں حل کر لیا جائے۔ یہ لوشن زخموں سے بہنے والی پیپ کو بھی بند کرتا ہے اور انہیں بھرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ تلی کے تیل یا سرسوں کے تیل میں لہسن کے دوا یک جوئے جلا کر تیل کان میں ڈالنا کان کے درد میں مفید ہے اس کا جوہر اگر کان کے آس پاس روزانہ ملا جائے تو بہرا پن کو دور کرتا ہے۔ لہسن کا خالص عرق حلق کا کو آبرا بڑھ جانے پر لگانے سے اس کی سوزش کم ہو جاتی ہے۔

ویدک طب کی جدید تحقیقات میں ۱۲ تولہ لہسن پھر، ہینگ، زیرہ سیاہ نمک لاہوری، نمک سانہر، سونٹھ، مریخ سرخ، مریخ سیاہ میں سے ہر ایک ڈیڑھ ماشہ لے کر ان سب کو پیس لیا جائے۔ اس سفوف کے بیس گرین روزانہ صبح کھانے سے لقوہ، فالج، عرق النساء، ادھڑنگ کو فائدہ ہوتا ہے۔ اسی قسم کا ایک اور نسخہ ”سو پر سونا“ کے نام سے مروج ہوا ہے جس میں ۳۲ تولہ ادراک کو چار سیر پانی اور چار سیر دودھ میں اتنی دیر پکایا جائے کہ وہ نصف رہ

جائے۔ پھر اسے چھان کر رکھ لیں۔ اس کا ایک چمچ روزانہ صبح دل کی کمزوری، پیٹ میں نفخ، وجع المفاصل اور ہسٹریا میں مفید ہے۔

حیوانات میں لہسن کا استعمال

برطانوی ڈاکٹر ملٹن ڈیو ہرسٹ نے لہسن کو جانوروں اور خاص طور پر کتوں کے اجسام سے کیڑے لگانے میں مفید بتایا۔ اس کے نسخہ کے مطابق لہسن کے تازہ عرق کے ایک اونس میں تیس اونس پانی ملا کر دینا ایک چھوٹے اور عام جسامت کے کتے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس مرکب کو اگر کسی خوردنی تیل میں ملا کر دیا جائے تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ملٹن کا مشاہدہ ہے کہ لہسن کا عرق ہر مرتبہ تازہ نکالا جائے۔ پرانا عرق بیکار ہوتا ہے۔

لہسن کے بارے میں خصوصی احتیاط

بھارتی ماہرین کا کہنا ہے کہ لہسن کے مرکبات ایسے اداروں کے بنے ہوئے خریدے جائیں جن کی شہرت اچھی ہو۔ کیونکہ ایسی کے ایسنس کی خوشبو لہسن کی طرح کی ہوتی ہے۔ اس کی قیمت لہسن کے تیل سے بیس گنا کم ہے۔ اس کی ملاوٹ عام ہوتی ہے۔ اور یہ ایسنس خطرناک ہے کیونکہ اس میں سایانائیڈز ہر ہوتے ہیں۔

لہسن کی حقیقت

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لہسن ناپسند تھا۔ امت کے لیے انہوں نے شرط لگائی کہ کچا نہ کھایا جائے۔ عام لوگ ہنڈیا میں پکا ہوا لہسن کھا سکتے ہیں۔ حضرت ام ایوبؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے لہسن میں پکا ہوا سالن کھانا بھی پسند نہ فرمایا۔ اس عمل مبارک کے بعد لہسن کے استعمال کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ جس چیز کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا کسی فائدہ کا باعث نہ ہوگی۔

لہسن کوئی نئی چیز نہیں لوگ اسے چھ ہزار سال سے جانتے ہیں۔ اتنی لمبی واقفیت کسی

یقینی فائدے کا باعث نہیں ہو سکی۔ آج کل مشہور ہے کہ لہسن کھانے سے خون میں کو لیسٹرول کم ہو جاتی ہے۔ یہ بلڈ پریشر کو کم کرتا ہے۔ برصغیر ہند کے اکثر و بیشتر گھرانوں میں لہسن بڑی باقاعدگی سے سالن میں ڈالا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو سالوں سے لہسن کھا رہے ہیں ان میں سے ہزاروں ایسے ہیں جن کو بلڈ پریشر ہوا۔ خون میں کو لیسٹرول بڑھی اور دل کے دورے پڑے۔ اگر لہسن اس باب میں مفید ہوتا تو یہ لوگ بیمار نہ ہوتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی الصبح شہد پینے والے کو کوئی بڑی بیماری نہیں ہوتی۔ اس بات پر اطباء نے اسے ”حافظ الامین“ کا لقب دیا کیونکہ وہ بیماریوں سے بچاتا ہے۔ ایسی کوئی صفت کسی بھی ذریعہ سے لہسن کے بارے میں معلوم نہیں ہوئی۔ 1916ء اور 1918ء میں ماہرین نے اسے تپ محرقہ اور خناق میں استعمال کیا اور بڑے اچھے نتائج بیان کیے مگر ستر سال گزر جانے کے باوجود پھر کسی نے ان مشاہدات کو قابل عمل نہ قرار دیا۔

1945ء میں لوگوں نے لہسن سے ALLISATIN نکال کر اسے جراثیم کش قرار دیا۔ مگر ۳۲ سال میں یہ دوائی بازار میں بکنے نہ آ سکی۔

بھارتی ماہرین کا خیال ہے کہ بلڈ پریشر کے لیے لہسن کو پکا کر کھایا جائے۔ جرمن کہتے ہیں کہ کھائیں تو کچا مگر زیادہ چبایا جائے۔ جو یاروٹی کے لقمہ میں رکھ کر نگل لیا جائے۔ اب کراچی یونیورسٹی کی علم الادویہ کی پروفیسر زبیدہ قریشی نے اثرات کا مشاہدہ کر کے بتایا ہے کہ اس کے کاغذ کی مانند باریک قتلے بنا کر انہیں چبائے بغیر نگل لیا جائے۔ علم الغذا کے ایک ماہر سے پوچھا گیا کہ کیا ان کے خیال میں لہسن مفید ہے۔ فرمانے لگے میں دل کا مریض بھی ہوں۔ ایک دفعہ نہار منہ لہسن کھانے کی بیوقوفی کی تو کئی دن اس کی جلن نہ گئی۔

احادیث میں مذکور ہے کہ لہسن میں فوائد بھی ہیں۔ چونکہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا اس لیے یہ کبھی بھی تریاق نہ ہوگا۔ شراب میں فوائد بھی ہیں اور بیسویں صدی تک یہ متعدد بیماریوں میں بطور دوا مستعمل رہی ہے۔ مگر آہستہ آہستہ اس کا استعمال متروک ہو گیا۔ کئی بیماریوں میں زخموں کو آگ سے داغا جاتا تھا۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے

نا پسند فرمایا تھا آہستہ آہستہ لوگ بھی اس کی افادیت کے منکر ہو گئے کچھ عرصہ پہلے آگ سے گرم کئے ایسے چاقو ایجاد ہوئے تھے جن سے اپریشن کرنا بڑا آسان تھا مگر انہیں مقبولیت میسر نہ آ سکی۔

ہومیو پیتھک طریقہ علاج

لہسن کا براہ راست اثر انتڑیوں کی جھلیوں پر ہوتا ہے۔ جس سے ان میں خیزش پیدا ہوتی ہے اور ان کی حرکات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خون کی نالیوں میں وسعت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے بلڈ پریشر میں کمی ہو جاتی ہے۔ یہ عمل مددگار دینے کے تیس سے پینتالیس منٹ بعد شروع ہو جاتا ہے۔

لہسن کی ہومیو پیتھک شکل ان لوگوں میں زیادہ مفید ہے جن کو چکنائیاں کھانے سے بد ہضمی پیدا ہوتی ہو۔ جگر اونچا ہو۔ بسیار خوری کا شوق ہو اور کو لھے کے جوڑ اور رانوں کے اندر کی طرف درد ہوتا ہو۔

تپ دق کی اس صورت میں جب بلغم زیادہ ہو۔ تھوک میں خون آتا ہو بخار ہوتا ہو اور جسم میں کمزوری ہو لہسن کے قطرے دینا مفید ہوتا ہے۔

منہ میں تھوک زیادہ آئے۔ گلے میں یوں محسوس ہو جیسے کہ بال پھنس گیا ہے۔ زبان کھر در کی اور زرد ہو طبیعت بار بار کھانے کو چاہے تو لہسن دینا چاہیے۔

دل کی اس کیفیت میں جب بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ اور سانس میں سیٹیاں بننے کی آواز محسوس ہو۔ چھاتی میں درد، صبح اٹھ کر شدید کھانسی اور بلغم نکلنے میں مشکل پیش آئے تو یہ علامات لہسن کے استعمال کی ہیں۔

عورتوں میں رانوں کے درمیان جلن اور خارش محسوس ہو جو کہ ایام کے بعد بڑھ جائے اور چھاتیوں میں ورم، بوجھ اور درد ہو تو لہسن دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔

مرکی --- مر

MYRRH

BALSAMODENDRON MYRRHA

یہ ایک قدیم اور مشہور پودا ہے جس کا ذکر اکثر مذہبی کتابوں میں بار بار آیا ہے۔ زمانہ قدیم میں اسے سونے کی طرح قیمتی اور برکت والا جانتے تھے۔ جب لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا معلوم ہوا تو انجیل مقدس کے مطابق بچے کو جو تحائف پیش کیے گئے۔ وہ مر، لوبان اور سونا تھے۔ اس درخت کی وجہ شہرت گوند ہے جو اس کے تنے میں سے شکاف دے کر نکالا جاتا ہے۔ یہ گوند مُر ہے۔ جبکہ بھارتی زبانوں میں یہ بول، بولم، بولا، ہیرا بول، پولم وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہے۔ سنسکرت میں یہ ”گرس گندھا“ ہے۔ اس کا درخت جنوبی عرب، شمال مشرقی افریقہ، استھوپیا، ایران اور تھائی لینڈ میں پایا جاتا ہے۔ بھارتی بازاروں میں اس کی دو در آمدہ قسمیں کرم اور موتیا زیادہ مشہور ہیں۔ ورنہ بازار میں ملنے والی مُر عام طور پر خالص نہیں ہوتی۔ قیمت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس میں ملاوٹ عام ہے بہترین قسم وہ قرار دی جاتی ہے جو عرب یا مکہ سے آتی ہے اور اسی مناسبت سے سنا کی کی طرح اس کا نام بھی مرکی مشہور ہو گیا۔

اپنے فوائد کی اہمیت کے اعتبار سے یہ برٹش فارما کوپیا کی تسلیم کردہ معالجات کی فہرست میں شامل ہے۔ وہاں پر اس کا مسلمہ نباتاتی نام COMMIPHORA MYRRH قرار دیا گیا ہے۔ بعض ماہرین اسے مُر کی بجائے MOL MOL کہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔

جبکہ بھارتی ماہرین اسے BALSAMODENDRON MYRRHA کہتے ہیں۔

کتاب مقدسہ

اس کی اہمیت کا اندازہ اس آیت سے ہو سکتا ہے۔

۔۔۔ کچھ اس شخص کے لیے نذرانہ لیتے جاؤ، جیسے تھوڑا سا روغن

بلسان، تھوڑا سا شہد، کچھ گرم مصالحہ اور مر اور پستہ بادام۔ (پیدائش

(۲۳-۱۱:۱۲)

خداوند کی عبادت کے لیے ارشاد ہوا۔

(اور خداوند نے موسیٰ سے کہا تو خوشبودار مصالحہ، مر اور مصطکی اور نمک

اور خوشبودار مصالحہ کے ساتھ خالص لوبان وزن میں برابر برابر لینا

اور گندھی کی حکمت کے مطابق خوشبودار روغن کی طرح صاف اور

پاک بنجور بنایا۔ (خروج-۳۵:۳۴-۳۰)

اس کی خوشبو کو اہمیت دیتے ہوئے فرمایا۔

(تیرے لباس سے مر اور عود اور تاج کی خوشبو آتی ہے)

(زبور-۸-۴۵)

اس کی خوشبو کی پسندیدگی کا اظہار غزل الغزلات اور دوسرے ابواب میں کرنے کے

بعد حضرت مسیح کی مفروضہ تدفین کے تذکرے میں آیا۔

۔۔۔ پچاس سیر کے قریب مر اور عود ملا ہوا لایا۔ پس انہوں نے

یسوع کی لاش لے کر اسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے

ساتھ کفنایا۔ (یوحنا-۶۰-۱۹)

حضرت مسیح علیہ السلام کی تدفین ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ان کے

مصلوب کیے جانے یا قتل کیے جانے سے پوری طرح انکار کرتا ہے۔ البتہ اس آیت کی ایک

تفسیر کے مطابق یہودیوں نے جس شخص کو صلیب دیا تھا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ہرگز نہ تھے البتہ ان کا ہم شکل کوئی شخص تھا۔ اسی ضمن میں حالیہ تحقیقات کے مطابق کچھ عیسائی مورخ بھی صلیب کے واقعہ کی تفصیل اور حقیقت پر مشتبہ ہیں۔ انجیل مقدس کے مطابق ان کا صلیب پر قیام چار گھنٹے سے زائد نہ تھا اور کسی شخص کی موت اتنے قلیل عرصہ میں واقع ہونا طبی طور پر ممکن نہیں۔

ارشادات نبویؐ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بخروا بیوتکم بالشیخ والمر والصعتر

(بیہقی شعب الایمان)

(اپنے گھروں میں شیخ، مر اور صعتر کی دھونی دیا کرو)

یہی روایت انہی مرتب نے ابان بن صالح بن انسؓ سے بھی نقل کی ہے۔

اس حدیث میں مذکور لشیخ کو WATER CRESS کہتے ہیں۔ اطباء نے اسے درمنہ

ترکی یا پودینہ کی اقسام میں سے قرار دیا ہے۔ جبکہ یہ حرف یا حب الرشاد ہے۔ عرب میں حب الرشاد کے پتوں کا قہوہ بنا کر پیٹ درد کے لیے عام استعمال ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

مصر قدیم کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ۷۰۰ ق م میں مراکھ پودا افریقہ سے مصر لایا گیا اور اس دور کے معالج اسے زخموں کے علاج میں استعمال کرتے تھے۔ مراکھ کو معبدوں میں بنجور کے طور پر جلایا جاتا تھا۔ فراغین مصر اسے اپنے خزانوں میں بیش قیمت خوشبو کے طور رکھتے تھے امرا کی شراب میں خوشبو کے لیے ڈالی جاتی تھی اور سر پر لگانے والے تیل کو خوشبودار بنانے کے لیے اسے ملایا جاتا تھا۔ یونانی دیومالا میں یہ پودہ اس نیک بخت بچی مرہا کی یادگار ہے۔ جس کے بارے میں ان کے یہاں ایک بیہودہ داستان بیان کی جاتی

ہے۔ جبکہ اپنے لفظی معانی کے اعتبار سے اس کے معنی خوشبو کے ہیں۔ حکیم دیسکوریدوس نے اسے سمرنا کے نام سے اپنے نسخوں میں استعمال کیا ہے۔

عقونٹ کے مادہ کو خشک کرتی ہے۔ سردی اور بلغمی اور ام کو تحلیل کرتی ہے۔ پرانے دوستوں کو بند کرتی ہے۔ پرانی کھانسی اور دمہ میں مفید ہے۔ سینے اور پسلی کے درد کو دور کرتی ہے۔ مقوی معدہ اور کاسرا ریا ح ہے۔ خون کے سفید دانوں کو بڑھاتی ہے۔ آنتوں کے کیڑے مارنے کے لیے اسے کسٹر آئیل میں ملا کر دیتے ہیں۔ مُر کو الایچجی، طباشیر اور شہد کے ساتھ ملا کر چٹانے سے کمزوری جاتی رہتی ہے۔

مقامی طور پر مُر کا استعمال کھجلی، داد، بخلوں کی بدبو، رانوں کے درمیان کی خارش کے لیے مفید ہے۔ اس سلسلہ میں اسے عام طور پر سرکہ میں ملا کر لیپ کیا جاتا ہے۔ اسے سرکہ میں حل کر کے غرارے کرنے سے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔ اور دانتوں پر ملنے سے مسوڑھوں کی سوزش ٹھیک ہو جاتی ہے۔ بعض اطباء نے بخلوں کی بدبو مٹانے کے لیے اس میں پھٹکڑی ملا کر الکحل شراب میں حل کر کے استعمال کیا ہے۔ بیرونی استعمال کے لیے الکحل شراب کی بجائے سپرٹ بھی ویسی ہی مفید ہے۔ یہی نسخہ گنچ پر لگانے سے بال پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے پتوں کا پانی نکال کر اگر ناک میں پٹکایا جائے تو نکسیر بند ہو جاتی ہے۔

درختوں سے حاصل ہونے والا یہ گوند پہلے گول گول دانوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ پھر یہ دانے آپس میں جڑ کر ایک بڑا ٹکڑا بنا لیتے ہیں۔ باہر سے یہ دانے بھورے سرخ رنگ کے ہوتے ہیں اور اندر سے سفید ہوتے ہیں۔ خوشبودار ہیں اور ذائقہ تلخ۔

کیمیائی تجزیہ

ابتدائی تجزیہ کے مطابق اس میں گوند کی مقدار ۶۰-۴۰ فیصدی کے درمیان فرازی تیل ۱۰-۲۰ فیصدی بیروزہ ۵۰-۲۷ فیصدی اور اس کے علاوہ ایک کڑوا عنصر شامل ہے۔ اس

میں روغن بلسان کے اجزاء ۵۱ء، فیصدی ملتے ہیں اور اس کے علاوہ خوشبودار اجزاء میں BENZYL BENZOATE ہوتا ہے یہ وہ منفرد دوائی ہے جو متعدی قسم کی خارش یا تریاق کا اثر رکھتی ہے۔ بازار میں متعدد دوا ساز اداروں کی طرف سے دوائی کا دس فیصدی محلول مقامی طور پر لگانے کے لیے عام دستیاب ہے۔ جسے صرف ایک مرتبہ رات کو لگانے سے خارش کی یہ قسم SCABIES جاتی رہتی ہے۔

اس کے علاوہ مُر میں BENZYL CINNAMATE ملتا ہے۔ ۱۵-۱۲ فیصدی مقدار میں CINNAMIC ACID ملتا ہے۔ جبکہ ۰.۰۵ فیصدی ایک خوشبو VANILIN ملتی ہے۔ اس میں موجود بیروزہ خالص شکل میں نہیں ہوتا بلکہ دارچینی کے اجزاء کے ساتھ اس طرح مرکب ہے کہ پانی میں حل ہو جائے۔ بیروزہ ہی کی ایک الکحل، TOLURECINOTANNOL پائی جاتی ہے۔ یہ چاروں اجزاء روغن بلسان اور گوگل میں بھی ملتے ہیں۔ اس لیے اپنے جملہ اثرات کے اعتبار سے مُر ان سے قریب ترین واقع ہوئی۔ بلکہ ایک لحاظ سے یہ بلسان لوبان اور گوگل سے زیادہ موثر ہے۔ کیونکہ اس میں لوبان کے تمام اجزاء کے ساتھ ساتھ دارچینی سے مرکب عناصر بھی ملتے ہیں جن کا دافع تعفن اثر دوسری چیزوں سے بہتر ہے۔

اس میں گوگل کی طرح MYRCENE--DIMYRCENE

۱۱% ۶۴%

POLYMYRCENE معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

ندکارنی کے مشاہدہ کے مطابق اس میں دو قسم کے فرازی تیل VOLATILE OILS پائے جاتے ہیں۔ جو حجم کے لحاظ سے مُر کی کل مقدار کا ۱۰% ہوتے ہیں۔ بیروزہ چوتھائی سے نصف کے برابر، گوند کے علاوہ ایک GLUCO SIDE بھی پایا جاتا ہے۔ فرازی روغن میں دارچینی اور کاربالک ایسڈ کی قسم کے مرکبات ہوتے ہیں۔ جبکہ غیر نامیاتی مرکبات میں کلکسیم کے فاسفیٹ اور کاربونائیٹ، ایلومینیم، سیلیکا، فولاد بھی موجود ہوتے ہیں۔

جدید مشاہدات

مراپنی کیمیادی ساخت اور اجزاء کی بنا پر دافع تعفن، مخرج بلغم مدر البول وحیض ہے۔ ان افعال کی بنا پر اسے ان تمام زخموں میں استعمال کیا جاتا ہے جہاں سوزش اور بدبو پائی جاتی ہو۔ منہ اور زبان کے زخموں کے لیے غرارے مفید ہیں۔

اندرونی استعمال میں مزمن سعال، دمہ، مثانہ کی سوزش اور فولاد کے مرکبات کے ساتھ حیض کی کمی اور رکاوٹ میں دیتے ہیں۔ خناق میں اس کے جو شانہ کے غرارے اور ۲ گرام کی خوراک شہد کے ساتھ مفید ہے۔

طب جدید میں اس کا ٹیچر TR MYRRH کے نام سے غراروں اور اندرونی سوزش اور خاص طور پر مسوڑھوں کی سوزش کے لیے مستعمل ہے۔

اطباء جدید نے بھی اس کے دافع تعفن اثر، مخرج، بلغم صلاحیت کا اعتراف کیا ہے۔ چونکہ یہ مقامی طور پر قابض ہے اس لیے مسوڑھوں پر لگانے والی ادویہ میں مُر ایک اہم جزو ہوتی ہے۔

درخت سے علیحدہ کرنے کے تھوڑی دیر بعد یہ گوند سخت ہو جاتی ہے۔ مہنگی اور در آمدی چیز ہونے کی وجہ سے بازار میں خالص مُر آسانی سے میسر نہیں ہوتی۔ اس لیے اس میں گوگل کی ملاوٹ عام ہے۔ جہاں تک اس کے طبی فوائد کا تعلق ہے گوگل سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ بھی اپنے افعال میں اس کے قریب ترین ہے۔

منہ پکنے یا مسوڑھوں اور ہونٹوں پر زخموں کے علاج میں عرق گلاب کے ساتھ اس کا جو شانہ یا بھارتی ماہرین کے بقول مُر کے ساتھ گلاب کی پیتاں ڈال کر اسے دس منٹ پکالینا کافی ہوتا ہے اور یہ منہ میں ہر قسم کے زخموں حتیٰ کہ آتشک کے زخموں میں بھی مفید ہے۔

اسے مرکب صورت میں پرانی کھانسی، دمہ، اور ان امراض میں جب بلغم آسانی سے نہ نکلتی ہو استعمال کیا جاتا ہے۔

اگرچہ اس کے اندرونی فوائد کافی ہیں۔ مگر ذیلی اثرات کی بنا پر اس کا صحیح مصرف خارجی استعمال تک محدود رہنا چاہیے۔ اسے سرکہ اور کبھی زیتون کے تیل میں ملا کر پرانی خارش کے لیے نہایت اچھے اثرات کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ SCABIES کے لیے یہ بہترین مرہم ہے۔

مُربطور جراثیم کش دھونی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مُر کو بنیادی طور پر گھروں میں دھونی دینے کے لیے حب الرشاد اور صخر کے ساتھ مرکب میں تجویز فرمایا ہے۔ یہ تینوں اور نہایت عمدہ قسم کی جراثیم اور کرم کش ہیں۔ اس لیے جس گھر میں ان کی دھونی دی جائے گی وہاں پر موجود بیماریوں کے تمام جراثیم ہلاک ہو جائیں گے۔ تمام حشرات مر جائیں گے۔ جراثیم کو ہلاک کرنے کے ساتھ محفوظ دوائی ہونے کی وجہ سے اہل خانہ کو اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ دھونی اور سپرے والی تمام ادویہ زہریلی ہوتی ہیں۔

مشہور مرکبات۔ حب مدر، سفوف اربعہ TR. MYRRH

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

میں مُر کے مرکب کو آلات تنفس کی سوزش میں پسند کیا جاتا ہے۔ وہ مریض جن کی بلغم زیادہ اور گاڑھی ہو اس سے فائدہ پاتے ہیں۔ ناک کے اخراج میں لیس اور گاڑھا پن کے ساتھ بدبو میں مفید ہے۔ ایگزیماتھیک ہوتا ہے۔ سعال مزمن اور سل کے ان مریضوں کو جن کو رات میں پسینے آتے ہوں زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ پیشاب کم آئے اور اس کے نیچے تہہ جم جائے تو یہ مفید ہے۔ مقامی طور پر گندے زخموں اور خارش میں لگانی مفید ہے۔

-☆-

مرزنجوش --- مرزنجوش، مروا

ORIGANUM MAJORANA

فارسی میں اسے مرزنگوش کہتے ہیں۔ اصل نام مرزہ گوش بیان کیا جاتا ہے۔ علم الادویہ کی کتابوں میں اسے ”دونا مروا“ لکھا گیا ہے۔ جو کہ دوا دویہ کے نام کا مغالطہ ہے۔ ہندی طبیب اسے ”مروا“ بیان کرتے ہیں۔ مرزہ فارسی میں چوہے کو کہتے ہیں۔ جبکہ گوش کا مطلب کان ہے۔ اس کے پتے چونکہ چوہے کے کان سے مشابہت رکھتے ہیں اس لیے لوگوں نے اسے چوہے کئی، یا مرزنگوش قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان کی مشابہت چوہے کے کان سے نہیں ہوتی بلکہ یہ سداب سے مشابہہ ہے اور باغوں میں بطور خوشبودار روئیدگی کے کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کا درخت اونچائی میں دو سے تین میٹر تک ہوتا ہے۔ ہندی میں اسے ستھرا کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ نباتات کے مطابق دوسری چیز ہے۔

اس کا ایک قریبی درخت ORIGANUM VULGARE جو ستھرا کہلاتا ہے۔ جسے انہی کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔ بعض لوگ اسے مرزنجوش کی جنگلی قسم قرار دیتے ہیں۔ یہ درخت مغربی ایشیا، بھارت اور ہمالیہ کی ترائی میں واقع گرم علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ پنجاب میں گھروں کی زیبائش کے لیے لگایا جاتا ہے۔

احادیث نبویؐ

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالمرز نجوش فانه جید للمخشام

یہ حدیث محمد بن احمد ذہبیؒ نے حوالہ کے بغیر اپنی الطب النبویؐ میں بیان کی ہے۔ جبکہ امام ابن القیمؒ نے بھی اپنی الطب النبویؐ میں حوالہ اور سند کے بغیر اسی روایت کو انہی الفاظ میں بیان کیا ہے۔

(تمہارے لیے مرز نجوش موجود ہے۔ یہ زکام کے لیے بڑی موثر دوائی ہے)

محدثین کے مشاہدات

دماغ کی رکاوٹیں کھول دیتا ہے۔ زکام کو تحلیل کرتا ہوا بندناک کو کھولنے کے بعد اسے ٹھیک کر دیتا ہے۔ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ اس کی خوشبو زکام کی بندش کو کھول دیتی ہے۔ اسی خوشبو سے جما ہوا نزلہ پتلا ہو کر بہہ جاتا ہے۔ پھیپھڑوں سے جمی ہوئی بلغم کا اخراج ہونے لگتا ہے۔ اس کا لپ پرانی دردوں اور خاص طور پر جوڑوں کے درد اور سوجن میں مفید ہے۔ اس کے پتے کوٹ کر آنکھ کے نیچے لگی ہوئی چوٹ پر لگائے جائیں اگر کسی اور جگہ بھی چوٹ لگنے سے نیل پڑ گیا ہو تو اس مقام پر بھی پتوں کے لپ سے رنگ اتر جاتا ہے۔ مرز نجوش کے پتوں کو سرکہ میں گھوٹ کر بچھو کے کان پر لگایا جائے تو فوراً شفا ہو جاتی ہے۔ اس کا تیل لگانے سے کمر اور گھٹنوں کی درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ان کا درم اتر جاتا ہے۔ اگر کوئی اسے باقاعدہ سوگھتا رہے یا تھوڑی دیر اس کے درخت کے نیچے بیٹھا کرے تو اس کی آنکھوں میں موتیا نہیں اُترتا۔

اس کے پتوں کو بادام روغن کے ساتھ گھوٹ کر پلانے سے دماغ میں اگر انجماد خون سے کہیں رکاوٹ آگئی ہو تو دور ہو جاتی ہے۔ یہی مرکب پرانے درد سر اور شقیہ میں مفید ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

یہ سدوں کو نکالتا ہے۔ رطوبتوں کو جذب کرتا ہے۔ اس کے سوگھنے سے زکام ختم ہو

جاتا ہے۔ اس کا جوشاندہ کھانسی زکام کو دور کرتا ہے۔ مالجیو یا میں فائدہ کرتا ہے۔ اس کے پینے سے گردے اور مثانے کی پتھری ٹوٹ جاتی ہے۔ اسے دودھ میں ملا کر پینے سے سرد درد دور ہو جاتا ہے۔ لقوہ اور مرگی میں فائدہ ہوتا ہے۔ یہی جوشاندہ شراب کا نشہ اتار دیتا ہے۔ سینہ کے عضلاتی اور اعصابی دردوں میں فائدہ دیتا ہے۔ اس کے پتوں کا رس آنکھوں میں ٹپکانے سے ابتدائی موتیا بند ٹھیک ہو جاتا ہے۔ نظر کی کمزوری دور ہوتی ہے۔

اس کے پتوں کے سفوف میں نمک ملا کر چاٹنے سے منہ سے زیادہ ٹپکنے والی رال ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کا جوشاندہ دمہ کی شدت کو کم کرتا ہے اور جسم کے اندر گرمی پیدا کرتا ہے۔ بلغمی پتی میں نافع ہے۔

گیلانی کہتا ہے کہ مرزنجوش کا لیپ آنکھوں کی سوزشوں اور ورم میں مفید ہے۔ مرزنجوش کے تازہ پتوں کو گھوٹ کر ان کا رس نکال کر اس میں ہم وزن روغن زیتون ملا کر اسے ہلکی آنچ پر اتنا پکائیں کہ پانی سوکھ جائے۔ یہ مرزنجوش کا تیل ہے۔ جسے درد و ورم اور نیل والی جگہوں پر لگایا جاسکتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ

اس میں نباتاتی جوہروں کے علاوہ ایک فرازی تیل OLEUM MARJORANAE کے علاوہ تارپین اور ایک کڑوا جوہر ہوتا ہے۔ فرازی تیل پانی کی بجائے الکحل اور ایتھر میں حل پذیر ہے۔ اس میں مقامی طور پر دوران خون کو بڑھانے، جلد کو گرمی پہنچانے والی تمام صفات موجود ہیں جو فرازی تیلوں VOLATILE OILS کا خاصہ ہیں۔

جدید مشاہدات

بھارتی پنجاب کے عادی نشہ باز بھنگ کے ساتھ مرزنجوش ملا کر اسے حقہ میں پیتے ہیں۔ اس کے دھوئیں سے پودینہ کی طرح کی خوشبو آتی ہے۔

مرزنجوش اپنے اثرات کے لحاظ سے کاسر الریاح، آنتوں کے جراثیم کو مارنے والا، محرک، پسینہ لانے والا، حیض کو جاری کرنے والا اور مقوی پودا ہے۔

مرزنجوش کا فرائزی تیل خوشبو کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے دو سے تین قطرے کسی چیز میں ملا کر پینے سے ریاح نکل جاتے ہیں۔ سونگھنے سے دل ڈوبنے اور زکام میں فائدہ ہوتا ہے۔ تیل سے ماہواری کا درد جاتا رہتا ہے۔ پیٹ سے قولنج کا درد جاتا رہتا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ قولنج آنتوں میں رکاوٹ، اپنڈکس گردوں کی خرابیوں اور پتہ میں پتھری سے بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے میں مناسب تشخیص کے بغیر مرزنجوش کا تیل یا کوئی اور محرک دوائی خطرناک نتائج کا باعث ہو سکتی ہے۔

روغن مرزنجوش میں تھوڑا سا زیتون یا تلوں کا تیل ملا کر جوڑوں کے درد میں مالش کرتے ہیں۔ کان میں ٹپکانے سے کان کا درد کم ہو جاتا ہے۔ پیٹ پر گرم کر کے ہلکے ہاتھ سے ملنے سے ریاح خارج ہو جاتے ہیں۔ سر کے اطراف میں اس کی مالش سے درد حقیقہ جاتا رہتا ہے۔ اگر خالص تیل میسر نہ ہو تو پتوں کو گھوٹ کر روغن زیتون کے ساتھ ابال کر چھان کر تیل حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ایک پاؤ پتوں کو اڑھائی سیر پانی میں پکا کر اس کا جوشاندہ تیار کیا جاتا ہے۔ جسے اندرونی تکالیف کے لیے ایک سے دو بڑے چمچوں کی مقدار میں کھانے سے بعد دن میں دو سے تین مرتبہ دیا جاسکتا ہے۔

مرزنجوش کے پتوں کو پانی میں ابال کر چھانا ہوا جوشاندہ آنکھ میں موتیا کے لیے یقیناً مفید ہے۔ ہم نے درجنوں مریضوں کو یہ استعمال کرایا اور فائدہ ہوا، لیکن موتیا اتنا پرانا نہ ہو۔ اسی طرح آنکھ میں پھولا نکالنے میں بھی مفید ہے۔

جن مریضوں کی آنکھوں میں یہ پانی ڈالا گیا، ان کی جانی بھی بہتر ہوئی۔

ہومیو پیتھک طریقہ علاج

اس میں مرزنجوش کو مختلف طاقتوں میں حلق سے پیدا ہونے والی خرابیوں میں بڑی کامیابی سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے استعمال سے چھاتیوں کا ورم جاتا رہتا ہے۔

-☆-

منقہ --- زبیب

RAISINS

VITIS VINIFERA

منقہ کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ چھوٹے انگور کو سکھائیں تو کشمش بنتی ہے۔ اور بڑا انگور سوکھ کر منقہ بنتا ہے۔ انگوروں کو سکھانے کا رواج ان ممالک میں ہے جہاں انگور کی پیدائش ان کی مقامی ضروریات سے زیادہ ہوتی ہے یا ایسے علاقوں میں جہاں پر پیدا ہونے والی فصل منڈیوں تک پہنچانا ممکن نہیں ہوتا۔ جیسے کہ ایران، افغانستان اور چترال کے دور افتادہ علاقے۔ ہر علاقہ میں رنگ اور ماہیت جدا ہوتی ہے۔

یوں تو انگور دنیا کے اکثر سرد ممالک میں ہوتا ہے۔ یورپ میں، فرانس، جرمنی، سپین وغیرہ میں لاکھوں ٹن پیدا ہوتا ہے۔ مگر ان کی اکثریت بدمز اور کھانے کے قابل نہیں ہوتی۔ اس لیے یورپ کا انگور زیادہ طور پر شراب سازی میں استعمال ہوتا ہے۔

ہندوپاک میں بلوچستان اور صوبہ سرحد کا انگور لذیذ اور پورے ایشیا میں مقبول ہے۔ انگور کا پودا درخت کی بجائے بیل کی صورت میں ہوتا ہے اور اس کے ساتھ پھل کچھوں کی صورت میں لٹکتے ہیں۔

قرآن مجید کے ارشادات

قرآن مجید میں انگور کا ذکر ۱۱ مرتبہ آیا ہے۔ اور ہر جگہ اسے بہترین پھل، پرہیزگاروں

کے لیے انعام کے طور پر ذکر فرمایا گیا۔

ایود احد کم ان تکون له جنت من نخیل و اعناب
تجری من تحتها الانهر له فیها من کل الثمرات
(البقرۃ)

(تم میں سے ہر کوئی چاہے گا کہ اس کے پاس ایسے باغات ہوں جن
میں کھجور اور انگور ہوں۔ نیچے نہریں چلیں اور اس میں ہر قسم کے پھل
ہوں)

ینبت لکم بہ الزرع والزیتون النخیل والاعناب ومن
کل الثمرات ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون.
(النحل۔ ۱۲۰)

(وہ اسی پانی سے ہر قسم کے اناج، زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے
پھل اگاتا ہے۔ جس میں غور کرنے والوں کے لیے نہاں علامات
ہیں)

ان للمتقین مغازا و اعنابا و کواعب اترابا و کا
سارہا قا۔ (النبا)

(پرہیزگاروں کے لیے جنت میں بہترین دلچسپی کے لیے باغ، انگور،
ہم عمر لڑکیاں اور لبریز جام ہیں)

انگور اور دوسرے پھل قدرت کا تحفہ ہیں۔ یہ ان پھلوں میں سے اس جو راست بازوں
کو انعام کے طور پر جنت میں دیئے جائیں گے۔ لیکن انسان کی کجروی کا عالم بیان کرتے
ہوئے فرمایا گیا۔

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکرا.
(النحل: ۶۷)

(اور پھلوں میں سے کھجور اور انگور کو تم مسکرات بنانے میں استعمال کرتے ہو)

کتب مقدسہ کے ارشادات

انگور کا ذکر تورات اور انجیل میں مختلف مقامات پر ۸۲ مرتبہ آیا ہے۔

-- اور اپنے تاجستانوں کا پھل توڑا اور انگوروں کا رس نکالا اور

خوب خوشی منائی۔ (قضاۃ - ۱۱:۲۷)

جب کسی اچھی چیز کا ذکر آیا یا ناقابل تلافی نقصان کی نوعیت مذکور ہوئی تو فرمایا:

تیرے انگور اور انجیر گل جائیں گے۔ (یرمیاہ ۵:۱۷)

نقصان کی شدت کے بیان میں پھلوں کے نقصان کو بطور مثال عظیم ترین بتایا گیا۔

-- میں اس کے انگور اور انجیر کے درختوں کو جن کی بابت اس نے

کہا یہ میری اجرت ہے جو میرے یاروں نے مجھے دی ہے۔ ان کو

برباد کر دوں گا۔ ان کو جنگل بنا دوں گا۔ (ہوسیع ۲:۱۲)

جب اچھے پھلوں کی مثال دینی ہوئی تو یہی سامنے آتے ہیں۔

اے میرے بھائیو! کیا انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور میں انجیر

پیدا ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح کھاری چشمہ سے میٹھا پانی نہیں نکل سکتا۔

(یعقوب ۳:۱۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی

حضرت تمیم الدارؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منقہ کا تحفہ پیش کیا۔ اپنے

ہاتھوں میں لے کر انہوں نے فرمایا۔

کلوا فنعم الطعام الزیب یذهب التعب، ویطفی

الغضب، ویشد العصب، ویطیب النکھة ویذهب البلغم

و یصفی اللون. (ابونعیم)

(اسے کھاؤ کہ یہ بہترین کھانا ہے۔ یہ تھکن کو دور کرتا ہے، غصہ کو ٹھنڈا

کرتا ہے۔ اعصاب کو مضبوط کرتا ہے، چہرے کو خوبصورت کرتا ہے،

بلغم کو نکالتا ہے اور چہرے کی رنگت کو نکھارتا ہے)

حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اکل کل یوم احدى وعشرین زبیبۃ حمراء لم یحد

فی جسده ما یمکرہ.

(جس نے روزانہ منقہ سرخ کے اکیس دانے کھائے وہ ان تمام

بیماریوں سے محفوظ رہے گا جن سے ڈر لگتا ہے)

سعید بن زیاد اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

نعم الطعام الزبیب یشد العصب ویذهب بالوصب

ویطیب النکھۃ ویذهب بالبلغم ویصفی اللون؟

(ابن السنی، ابونعیم، ابن عساکر، الدیلمی والخطیب)

یہ روایت تمیم الداریؓ سے تقریباً انہی الفاظ میں ابونعیم نے بیان کی ہے۔ محدثین کی

تحقیق میں سعید بن زیاد کا شجرہ بن قائد بن زیاد بن ابی ہند الداری ہے۔ انہوں نے یہ واقعہ

بھی اپنے باپ اور دادا سے روایت کیا ہے۔

حضرت علیؓ سے منقہ کے بارے میں تقریباً یہی الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول

ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالزبیب فانہ یکشف المرۃ ویذهب بالبلغم

وتشد العصب ویذهب بالعیاء ویحسن الخلق ویطیب

النفس ویذهب بالهم. (ابونعیم)

(تمہارے فائدہ کے لیے منقہ موجود ہے۔ یہ رنگ کو نکھارتا، بلغم کو نکالتا، اعصاب کو مضبوط بناتا، کمزوری کو دور کرتا، مزاج کو خوشگوار بناتا، سانس کو خوشبودار کرتا اور غم کو دور کرتا ہے)

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور یا منقہ کو پانی میں بھگو کر اس کا شربت نوش فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينقع له الزبيب
فيشربه اليوم والغدا و بعد الغد ثم يامر به
فيسقى. (ابوداؤد)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منقہ بھگوایا جاتا تھا۔ وہ یہ شربت اس روز پیتے۔ اگلے روز پیتے اور بعض اوقات اس سے اگلے روز بھی۔ بقایا دوسروں کو دے دیتے تھے۔ ایک اور روایت میں بچا ہوا ملازمین کو دے دیا جاتا تھا)

منقہ کے استعمال کی ہدایات میں ارشاد ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا الزبيب و اطرحوا عجمه، فان في عجمه داء و في
لحمه شفاء. (ذہبی)

(منقہ کھایا کرو۔ مگر اس کا چھلکا اتار دیا کرو۔ کیونکہ اس کے چھلکے میں بیماری اور گودے میں شفا ہے)

غالباً اسی کی وجہ یہ رہی کہ مٹھاس کی وجہ سے مکھیوں کی غلاظت چھلکے پر لگی رہتی ہے۔ اس لیے کھانے سے پہلے اسے اتار دیا جائے۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجمع بین

التمر والزبيب فى النقع. (بخاری)
 (بھگونے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی برتن میں
 کھجور اور منقہ کو جمع کرنے سے منع فرمایا)

محدثین کے مشاہدات

امام زہری کہتے ہیں کہ جس کسی کو حدیث حفظ کرنے کا شوق ہو وہ منقہ کھائے وہ خود
 سب نہیں کھاتے تھے۔ اور اسے بطور غذا کے کھجور سے بہتر گردانتے تھے۔ کہتے تھے کہ جو کوئی
 منقہ کے ساتھ پستہ لوبان کا چھلکا نہار منہ کھائے اس کا ذہن قوی ہو جاتا ہے۔
 ذہنی کی دانست میں منقہ پیاس لگاتا، جسم میں حدت پیدا کرتا، لاغر جسم کو موٹا کرتا اور
 اس کے بیچ معدہ کی اصلاح کرتے ہیں۔ انار کے دانوں کے ساتھ منقہ کا خیساندہ ہاضمہ کے
 لیے مفید ہے۔

ابن قیم کی تحقیقات کے مطابق کشکش سے منقہ بہتر ہے۔ اس کا گودا، پھپھڑوں کے
 لیے اکسیر ہے۔ پرانی کھانسی میں فائدہ دیتا، گردہ اور مثانہ کے درد دور کرتا ہے۔ پیٹ کو نرم
 کرتا اور معدہ کو مضبوط کرتا ہے۔ جگر اور تلی کو طاقت دیتا ہے۔ ہاضمہ درست کرتا ہے۔
 اگر اسے بیجوں کے بغیر کھایا جائے تو یہ بہترین غذا ہے۔ اور اگر اس کے بیج بھی کھائے
 جائیں تو پھر یہ معدہ جگر اور تلی کے اپنے اصل حجم پر واپس لاتا ہے۔ بلغم کو نکالنے کے بعد اس
 کی آئندہ پیدائش کو کم کرتا ہے۔ اس کا گودا نکال کر اگر ہلتے ہوئے ناخنوں پر لگایا جائے تو
 ان کو مضبوط کر دیتا ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات

ابن ماسویہ نے انگور کو تمام میوؤں سے افضل قرار دینے کے بعد کہا ہے۔ کہ جب وہ
 درخت پر پورا پک جائے تو اس کے بعد کھایا جائے۔ یہاں پر اطباء کا اختلاف ہے۔ بعض
 استاد پتلے چھلکے والے انگور کو فوراً کھانے کی تاکید کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے موٹے چھلکے

والے کو کچھ دن پزار ہنے کے بعد قابل استعمال قرار دیتے ہیں۔ زونی کہتے ہیں کہ روٹی کے ساتھ انگور کھانے سے تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد تغیر نہیں ہوتی۔ اگر انگور کے خوشوں پر زیتون کا تیل لگا دیا جائے تو ان پر بھڑیں نہیں آتیں۔ یہی عمل آج کل بازار میں ملنے والی کھجوروں پر کیا جاتا ہے۔ رہڑیوں والے کھجوروں پر کوئی بدبودار تیل مل دیتے ہیں جس سے ان پر کبھی بیٹھتی۔

انگور کا ذکر یونانی دیو مالا میں دیوی سس کے حوالہ سے اور بھارتی دیو مالا میں اندر دیوتا کے ذریعہ ملتا ہے۔ جس نے لوگوں کو انگور سے شراب بنانے کا طریقہ سکھایا۔ انگور سر لیج لہضم ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ بوعلی سینا کہتا ہے کہ انگور سے بننے والا خون انجیر سے ہلکا اور کم ہوتا ہے۔ دوسرے اطباء کا کہنا ہے کہ انگور کا پوست اگر گل جائے تو پھر یہ انجیر سے بھی زیادہ بہتر مولد خون صالح ہے جگر کو قوت دیتا ہے۔ اعضاء کی سستی کو دور کرتا ہے۔ اس کا گودا شکر کے ساتھ پکا کر پیا جائے تو پیاس کو کم کرتا ہے۔

اس کے مقامی استعمال میں ویدوں نے قرار دیا ہے کہ انگور کی بیل کی لکڑی کو جلا کر اس کی راکھ پانی میں گھول کر پینے سے گردے اور مثانہ میں پتھری کی پیدائش رک جاتی ہے۔ اس کے لیپ اور پلانے سے جسم کے اکثر ورم اتر جاتے ہیں۔ بواسیر کے مسے اتر جاتے ہیں۔ اسی راکھ کو سرکہ میں ملا کر لگانے سے باؤ لے کتے کے کانٹے کا زخم بے ضرر ہو جاتا ہے۔

(نوٹ) یہ عمل تجربہ شدہ نہیں ہے۔ اس لیے کتا کانٹے جیسی مہلک

بیماری میں تجربہ کرنا خطرناک ہوگا۔

منقہ کا عصا شراب کے خمار کو رفع کرتا ہے۔ اگر اسے آگ میں پکا کر جو شانہ بنالیا جائے تو اس کے غرارے حلق کی سوزش کو ختم کرتے ہیں۔ پینے سے خونی قے اور نکیر میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا لیپ بواسیر کے خون کو بند کرتا ہے اور بیماری کو دور کرتا ہے۔

انگور معدہ کے لیے مقوی ہے۔ کھانسی میں مفید ہے۔ اس کا لعاب آگ پر گاڑھا کر

کے اس میں میٹھی اور انجیر ملا کر شہد کے ساتھ دینے میں پرانی کھانسی کا بہترین علاج ہے۔ مغز بادام کے ساتھ خفقان کو نافع ہے۔ مرگی میں مفید ہے۔ جو کے پانی کے ساتھ منقہ ابال کر دینے سے پیشاب آور ہے اور گردہ سے پتھری کو نکالتا ہے۔ مرگی میں مفید ہے۔ اطباء قدیم کے ان مشاہدات کو دیکھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جتنے بھی فوائد ارشاد فرمائے ان میں سے ہر ایک کی تصدیق موجود ہے۔ جبکہ ان میں سے اکثر اس امر سے آشنا نہ تھے کہ سرکار نے اس کی کیا افادیت بیان فرمائی۔

کیمیائی ترکیب

حکومت ہند کے ایگریکلچرل کیسٹ بمبئی نے اس میں قابل خوراک اجزاء کی موجودگی ۹۰ فیصدی قرار دی ہے۔ اس میں معدنی نمکوں کے علاوہ تمام وٹامن، گلوکوس، فولاد، فاسفورس، کیلیم، آکسیلک اور ٹارٹرک ایسڈ پائے جاتے ہیں۔ اس کے بیجوں میں ایک تیل، چکنائی اور ٹینک ایسڈ ملتے ہیں۔ جبکہ چھلکے میں زیادہ طور پر ٹینک ایسڈ ہوتا ہے۔ اس میں شکر کی مقدار ۱۸ فیصدی کے قریب ہوتی ہے مگر یہ شکر جسم میں جا کر نقصان نہیں دیتی۔

جدید تحقیقات

انگور میں غذائیت اور جوہر کافی ہیں۔ اس لیے جسم کو قوی کرتا ہے۔ بہترین غذا اور جلد ہضم ہونے والا ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ پیاس کو رفع کرتا ہے۔ بخاروں کو دور کرتا، دق، نزلہ، زکام اور کھانسی کے مریضوں کے لیے ایک مفید غذا ہے۔ تلصین شکم کرتا ہے۔ مقوی قلب ہونے کی وجہ سے خفقان اور ضعف قلب میں مفید ہے۔ اسے رات کو پانی میں بھگو کر صبح یہ پانی پینے سے پرانی قبض دور ہو جاتی ہے۔

منقہ کے پانی والا نسخہ بھارتی حکومت کے شعبہ طب یونانی نے شائع کیا ہے۔ اور یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ منقہ کو پانی میں بھگو کر اس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔

گر جاگھروں میں دیئے جانے والے متبرک پانی میں بھی منقہ بھگو کر دیا جاتا ہے۔
طب یونانی میں منقہ جو شاندوں کا اہم جزور ہا ہے۔ اور معجون زہیب کے نام سے ایک مشہور
مرکب اب بھی دواخانوں میں ملتا ہے۔

انگور اور شراب

ہندو دیومالا کے مطابق انسانوں کو شراب بنانے کا علم اندر دیوتا نے سکھایا تھا۔ اس
لیے ان کے عقیدہ میں شراب یا سوم رس پینا اچھی بات ہے۔ عیسوی تعلیمات میں بھی شراب
حرام ہے۔ مگر پادریوں نے توضیحات کے ذریعہ انگور کی شراب کو مذہبی رسوم میں داخل کر
لیا۔ شراب کے متعلق دنیا کے کسی مذہب نے کوئی واضح ہدایت نہیں دی۔ اس لیے ان کے
ماننے والے چاہیں تو شراب نوشی کر سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں پہلی اہم حقیقت اس طرح میسر ہے۔

عن طارق بن سويد الحضرمي قال قلت يا رسول الله
ان بارضنا اعتابا نعتصرها فنشرب منها؟ قال لا فراجعته
قلت: انا نستشفى للمريض قال ان ذلك ليس بشفاء،
ولكنه داء. (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

(طارق بن سويد حضرمیؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک میں انگور
ہوتے ہیں، کیا ہم ان کا رس نکال کر پی لیں؟ فرمایا ”نہیں“۔ پھر کہا کہ ہم اس سے مریضوں
کا علاج کرتے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا اس میں تو ہرگز شفا نہیں بلکہ یہ بذات خود بیماری
(ہے)۔

ایک دوسری روایت میں ارشاد گرامی ہوا۔

من تدأوى بالخمر فلا شفاء الله. (ابو نعیم۔ فتح الکبیر)
(جس کسی نے شراب سے علاج کیا اس کے لیے اللہ کی طرف سے

(کوئی شفا نہیں)

اطباء قدیم کے اکثر نسخوں میں شراب سُرخ اور برانڈی کا ذکر ملتا ہے۔ مگر تجربات سے یہ بات اطباء کو بھی واضح ہو گئی کہ شراب کو کسی بھی علاج میں کوئی برتری حاصل نہیں۔ قرآن مجید نے طبیب کو اس امر کی اجازت دی ہے کہ وہ علاج کے لیے کسی بھی ایسی چیز کو استعمال کر سکتا ہے جو اسلام نے حرام قرار دی ہو۔ اجازت اپنی جگہ قائم ہے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ اپنا مشاہدہ شامل فرمایا کہ حرام چیزوں میں شفا نہیں۔ شراب کسی بیماری کا علاج نہیں بلکہ بیماریوں کی پیدائش کا باعث ہوتی ہے۔

یورپ میں انگور کا زیادہ تر مصرف شراب بنانا رہا ہے۔ اس شراب کو کشید کر کے برانڈی بنتی ہے۔ برانڈی کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ یہ سردی، زکام، کھانسی اور نمونیہ کا بہترین علاج ہے۔ طب جدید میں برانڈی SPIRIT VINUM GALICI کے نام سے استعمال ہوتی رہی ہے۔ اب کی تحقیقات یہ ہے کہ برانڈی دینے کے بعد پھیپھڑوں کا دفاعی نظام مفلوج ہو جاتا ہے۔ شراب کا ایک گلاس بھی گردوں میں ورم پیدا کر سکتا ہے۔ اس کا ہر گھونٹ دماغ کے خلیوں کو ضائع کرتا ہے اور یہ خلیے دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔ اس لیے شراب کا ہر گھونٹ، دماغی صلاحیت اور یادداشت کو مستقل طور پر خراب کرتا ہے۔ شراب جگر اور معدہ کے لیے زہر ہے۔ ان نقصانات کی موجودگی میں یہ کسی بیمار جسم کے لیے کسی فائدے کا باعث نہیں ہو سکتی۔

ایران میں منقہ سے ایک خاص قسم کی شراب کشید کی جاتی تھی جسے ”عرق“ کہتے تھے۔ اس کا نشہ دوسری شراہوں سے تیز اور اسی مناسبت سے اس کے نقصانات بھی دوسروں سے زیادہ ہوتے تھے۔ سنا ہے اب یہ نہیں بنتی۔

جدید تحقیقات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ شراب کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کتنے صحیح اور اہم اصول علاج ہیں۔

-☆-

میٹھی --- حلبہ

TRIGONELLA GRACECUS

FOENUM

میٹھی عام طور پر کاشت کی جاتی ہے۔ خود رو پودے کم ہوتے ہیں۔ گرم ممالک ہی میں نہیں بلکہ سرد ممالک میں بھی کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ انگریزی میں اسے FUNEGREEK کہتے ہیں۔ تازہ میٹھی اتنی خوشبودار نہیں ہوتی۔ مگر جب اسے سکھایا جاتا ہے تو خوشبو آنے لگتی ہے۔ خوشبو کا تعلق کاشت کے علاقہ سے بھی ہے۔ مثلاً پنجاب میں قصور کی میٹھی اور وہ بھی ایک خاص علاقہ کی، دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔

احادیث نبویؐ

قاسم بن عبد الرحمنؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

استشفوا بالحلبة (ابن القیم، فی الطب النبوی)

(میٹھی سے شفا حاصل کرو)

اس ضمن میں ایک اور حدیث بھی مذکور ملتی ہے اسے ابن القیمؒ نے اطباء کا قول قرار دیا

ہے جبکہ ذہبیؒ نے اسے حدیث میں بیان کیا ہے۔

لو تعلم امتی ما فی الحلبة لا شتروها ولو بوزنھا ذھبا۔

(میری امت اگر میٹھی کے فوائد کو سمجھ لے تو وہ اسے سونے کے ہم

وزن خریدنے سے بھی دریغ نہ کرے)

مکہ معظمہ کی فتح کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیمار ہوئے تو حارث بن کلدہ حکیم نے ان کے لیے ”فریقہ“ تیار کرنے کی ہدایت کی جس میں کھجور، جو کا دلیا اور میتھی پانی میں ابال کر مریض کو نہار منہ شہد ملا کر گرم گرم پلایا جائے۔ یہ نسخہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے اسے پسند فرمایا اور مریض کو شفا ہو گئی۔ محدثین نے لکھا ہے کہ کھجور کی جگہ انجیر بھی شامل کی جاسکتی ہے۔ مگر دونوں کی شمولیت اس لیے ممکن نہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور انجیر کو ایک ہی نسخہ میں جمع کر دینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق اس نسخہ میں ملٹھی بھی تھی۔

محدثین کے مشاہدات

میتھی کا جو شانہ حلق کی سوزش، ورم اور دکھن کے لیے بہت مفید ہے۔ سانس کی گھٹن کو کم کرتا ہے۔ کھانسی کی شدت دور ہوتی ہے اور معدہ میں اگر جلن ہو تو جاتی رہتی ہے۔ میتھی کا یہ اثر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ کھانسی کے علاج میں استعمال ہونے والی تمام دوائیں معدہ میں خیزش پیدا کرتی ہیں۔ اس لیے پرانی کھانسی کے تمام مریضوں کو معدہ میں جلن اور بدہضمی کی شکایت رہتی ہے۔ طب نبویؐ میں میتھی اور سفرجل ایسی منفرد دوائیں ہیں جو کھانسی کو ٹھیک کرنے کے ساتھ ساتھ معدہ کی اصلاح بھی کرتی ہیں۔

میتھی سے ریاخ خارج ہوتے ہیں۔ بواسیر کی شدت میں کمی آتی ہے۔ اور پھیپھڑوں کی سوزش نہ صرف کم دور کرتی ہے بلکہ آئندہ کے لیے بھی بچاؤ کرتی ہے۔ اگر اس کے جو شانہ سے سردھوئیں تو سر کی خشکی کم کرتی ہے۔ ایک اور روایت کے مد نظر میتھی کے ساتھ حب الرشاد کو شامل کیا گیا تو نہ صرف کہ سیکری کو فائدہ ہوا بلکہ بال کرنے میں بھی کم ہو گئے۔

میتھی کو پیس کر موم کے ساتھ ملا کر اگر سینہ پر لیپ کیا جائے تو چھاتی کے درد میں مفید

ہے۔

کیمیائی ساخت

اس کی ساخت میں قدرت نے لحمیات اور ان کے ایسوانیائی ترشوں کا تناسب اس خوبصورتی سے قائم کیا ہے کہ اپنی ہیئت کے لحاظ سے یہ دودھ کے قریب ترین ہے۔ اس میں فاسفیٹ کے علاوہ فولاد کی ایک ایسی نامیاتی قسم پائی جاتی ہے جو پیٹ کو خراب کیے بغیر فوراً ہی جذب ہو کر جسم سے خون کی کمی کو دور کرتی ہے۔ اس میں مختلف قسم کے الکلائڈ ہوتے ہیں ان میں سے ایک TRIGONE---LLINE ہے۔ جو بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے نمکیات پیشاب آور ہیں اور اس میں ایسے لیس دار مادے پائے جاتے ہیں جو جھلیوں کی سوزش پر سکون آور اثرات رکھتے ہیں۔ اس طرح گردوں کی سوزش کو کم کرتی ہے۔

ایک امریکن محقق P.BLUM نے معلوم کیا ہے کہ اپنے اجزاء اور ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے یہ مچھلی کے تیل کا مکمل نعم البدل ہے۔

بھارتی ماہرین نے بلوم کی تائید کے ساتھ ساتھ یہ قرار دیا ہے کہ بعض اوقات اس کے اثرات مچھلی کے جگر کے تیل سے بھی بہتر ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ مچھلی کے تیل کے اہم اجزاء میں وٹامن 'ا' اور 'ڈ' شامل ہیں جبکہ اس میں LECITHIN کافی مقدار میں موجود ہے۔

فوائد اور استعمال

یہ بنیادی طور پر پیشاب آور مخرج بلغم ہے۔ اس لیے گردوں کی سوزش میں جب پیشاب کم آ رہا ہو تو پیشاب لاتی ہے۔ اسی طرح بلغم نکلتی ہے، پھپھروں کی اندرونی جھلی کی تندرستی کی نگہداشت کرتی ہے۔ بلغم نکالنے کے لیے ساتھ ساتھ جھلیوں کو توانائی دیتی ہے جس سے وہ آئندہ ملجھب ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہیں۔

میٹھی کے استعمال کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ اس کے پتے اور شاخیں سکھا کر کام میں لانا ہے۔ دوسرا طریقہ میٹھی کے بیج استعمال کرنا ہے۔ بھارتی محقق بیجوں کو پتوں سے زیادہ مفید قرار دیتے ہیں۔ ہم نے اپنے ذاتی تجربات میں ہمیشہ بیج استعمال کیے اور یہ

ہمیشہ مفید رہے۔

۵ گرام (چھوٹا چمچ) پسلی ہوئی میتھی اگر پانی کے ساتھ کھائی جائے تو اسہال اور پیش میں مفید ہے۔ اگر اس پانی کو گرم کر کے اس میں شہد ملایا جائے تو پیشاب اور کھانسی کے لیے بھی مفید ہے۔ میتھی اشتہا آور ہے اس لیے بھوک کی کمی اور کھٹے ذکاروں کو دور کرتی ہے۔ اس کا مسلسل استعمال خنازیر کا بہترین علاج ہے۔ چونکہ خنازیر غددوں میں تپ دق کی قسم ہے اس لیے اس مقصد کے لیے اگر اس کے ساتھ قسط، شہد اور روغن زیتون بھی شامل کر لیا جائے تو علاج جلد ہوگا اور مریض کی کمزوری ابتدا ہی سے دور ہو جائے گی۔

جدید تحقیقات

یہ بات تجربات سے ثابت ہے کہ میتھی کا سرالریاح اور پیشاب آور ہے جن عورتوں کو حیض کا خون بار بار آتا ہو ان کے لیے مفید ہے عورتوں کے دودھ کی مقدار میں اضافہ کرتی ہے۔ جسمانی کمزوری کو دور کرتی ہے میتھی میں فولاد اور وٹامن ب اس کی خون کی کمی اور اعصابی کمزوری میں مفید بنا دیتے ہیں۔

میتھی کے مسلسل استعمال سے بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات متے گر جاتے ہیں۔ اس نسخہ کے ساتھ اگر انجیر شامل کر لی جائے تو افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے کیمیاوی اثرات کو جانے بغیر یہ بات مشاہدات سے ثابت ہوتی ہے کہ میتھی کھانے سے ذیابیطس کی شدت میں کمی آ جاتی ہے چند مریضوں کو۔۔۔۔

کلونجی۔ ایک تولہ

ختم کاسنی۔ آدھ تولہ

ختم میتھی۔ آدھ تولہ

کے تناسب سے ملا کر ذیابیطس کی شدت کے دوران ۳ ماشہ کی خوراک میں صبح شام دیا گیا۔ چھ ماہ کے استعمال سے اکثر لوگوں کے پیشاب میں شکر کی مقدار برائے نام رہ گئی۔

میتھی کے بچوں میں لعاب دار اجزاء آنتوں کی جلن، گیس، پرانی پیچش اور معدہ کے
السر میں سکون دیتے ہیں۔ سردی کے موسم میں کھانے کے بعد آدھا چھوٹا چمچ لگا تار کھانے
سے موسم کی اکثر بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ ماہرین نے اسے مفرح قرار دیا ہے۔ دمہ
اور پرانی کھانسی کے علاج میں قسط البحری اور حب الرشاد کے ہمراہ میتھی کے بیج شامل کر
دینے سے علاج زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔

-☆-

ورس --- ورس

FLEMINGIA GRAHAMIANA

عرب میں ورس کا پودا یمن کے علاوہ کہیں اور نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر محدثین نے قرار دیا ہے کہ دنیا میں ورس صرف یمن میں ہوتی ہے۔ اس کا پیڑ تقریباً ۴ میٹر بلند ہوتا ہے۔ جس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اگر یہ میدانی علاقہ میں ہو تو پھلیوں کے اندر گہرے سرخ رنگ کے سخت ریشے ہوتے ہیں۔ اگر پہاڑی علاقہ میں ہو تو ان ریشوں کا رنگ سرخی مائل سنہری ہوتا ہے۔ یہ ریشے شکل و صورت میں زعفران کی مانند ہوتے ہیں۔ مگر جب ہاتھ لگائیں تو سخت بلکہ ان کو پسینا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اطباء قدیم مشترکہ شکل کی بنا پر زعفران کو ورس کا بدل قرار دیتے ہیں۔

ورس کا مشرقی زبانوں میں یہی نام ہے۔ البتہ فارسی میں اسے کرکم کہتے ہیں ان ناموں کو بھارتی ماہرین نباتات نے مختصہ میں ڈال دیا ہے۔ کرنل چوپڑا نے ورس کو کمیلہ قرار دیا ہے۔ اس کی نادافیت کا افسوس ناک انجام یہ ہے کہ سعودی عرب میں پسا ہوا کمیلہ ورس کے نام سے فروخت ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کی شکل و صورت اور خواص میں کوئی مماثلت نہیں۔ ندکاری نے ہلدی کو کرکم قرار دیا ہے۔ جو کہ غلط ہے۔

محدثین نے قرار دیا ہے کہ ورس یمن میں ہوتی ہے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ عمدہ کا رنگ سنہری یا سرخ اور گھٹیا قسم سوڈان اور حبشہ میں سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اس کی قوت چار سال تک قائم رہتی ہے۔

سرایڈورڈولیم لین نے اپنی لغت میں ورس کا انگریزی ترجمہ MEMECYLON کیا ہے۔ بعض لوگ اسے TINCTURA قرار دیتے ہیں اور بعض نے اسے EDULE کا نام بھی دیا ہے۔ مگر دونوں کی شکلیں یکساں اور فوائد بھی قریب ہیں۔ جنوبی ہند اور سری لنکا میں ایک پیز ”وری کا ہا“ یا ”انجانا“ پایا جاتا ہے۔ یہ درخت شکل و صورت میں ورس کے قریب ہے اور اس کے افعال اور اثرات بھی تقریباً ورس کے سے ہیں۔ اس لیے ورس کو اگر مقامی طور پر انجانا قرار دیا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

ارشادات نبویؐ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تو ورس کو رنگنے والی چیز قرار دے کر یہ حکم صادر فرمایا کہ حج کے لیے اہرام کا کپڑا ورس سے نہ رنگا جائے۔ احادیث میں دوسری مرتبہ اس کا ذکر حضرت عبدالرحمان بن عوف کی شادی کے سلسلہ میں ملتا ہے۔ یہ جب دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کے چہرے اور لباس پر پیلا رنگ لگا ہوا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے بیان کیا کہ انصار میں دولہا کے کپڑوں پر شادی کے بعد ورس کا رنگ ڈالا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کو ولیمہ کرنے کی ہدایت فرمائی گئی۔

حضرت زید بن ارقم روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینعت الزیت
والورس من ذات الجنب (جامع ترمذی)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں ورس اور زیتون کے
تیل کی تعریف فرماتے تھے)

اسی مسئلہ کو زید بن ارقم ایک دوسری روایت میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذات الجنب
ورسا وقسطا ولیتا یلدبہ. (سنن ابن ماجہ)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب کے علاج میں قسط
ہندی ورس اور زیتون کے تیل کی تعریف فرمائی)

ذات الجنب سے مراد پلورسی ہے جو کہ تپ دق کی اقسام میں سے ہے۔
حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لا تحرقن حلق اولاد کن علیکن بقسط ہندی و ورس
فاسعطہ ایاہ۔ (مستدرک الحاکم)

(اے عورتو!! اپنے بچوں کے حلقوں کو سوزش سے جلایا نہ کرو جبکہ
تمہارے پاس قسط ہندی اور ورس موجود ہیں۔ یہ ان کو چٹا دیا کرو)
یہی روایت الفاظ کے معمولی رد و بدل کے ساتھ دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔
عن ام سلمةؓ، قالت! كانت النفساء تقعد بعد نفاسها
اربعين يوما، وكانت احدانا تطلی الورس علی وجهها
من الکلف۔

(ام المومنین حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ عورتیں حیض سے
فراغت یا زچگی سے فراغت کے بعد ورس کے پانی میں چالیس
دنوں تک بیٹھا کرتی تھیں۔ اور ہم میں سے ایک اپنے چہرے پر ورس
لگایا کرتی تھیں کیونکہ ان کو چہرے پر چھائیوں کے داغ تھے)

محمد ثنین کے مشاہدات

جامع ترمذی کی سب سے مقبول اور مفصل شرح ”تحفۃ الاحوزی“ علامہ عبدالرحمن
مبارک پوری نے تصنیف کی ہے۔ وہ ورس کو یمن کے علاوہ کسی اور جگہ تسلیم نہیں کرتے۔ ان
کی تحقیقات کے مطابق ورس کا مخلول چہرے سے ہر کسی قسم کے داغ اور ذہبے اتارنے کی
یکتا دوائی ہے۔ انہوں نے جلدی تکالیف کی تینوں اہم اقسام ”نہق، بہق اور کلف“ کے

لیے اور خارش کے لیے اسے اکسیر قرار دیا ہے۔

ابن قیم نے ام سلمہؓ کی جس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ علامہ عبدالرحمن اسے حضرت عائشہؓ صدیقہ کے بارے میں قرار دیتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہؓ کے چہرے پر چھائیوں کے داغ تھے تو وہ ورس کے استعمال کے بعد دور ہو گئے تھے۔ مگر وہ پوری زندگی نہایت باقاعدگی کے ساتھ زیتون کے تیل میں ورس ملا کر رات کو چہرے پر لگاتی رہیں۔ جس سے ان کی جلد بے عیب اور اتنی چمکدار تھی کہ لوگ انہیں ”حمر“ کے لقب سے پکارتے تھے۔

ابو حنیفہ دینوریؒ نے بیان کیا ہے کہ اسے یمن کے لوگ کاشت کرتے ہیں اور جب کبھی شاندار دعوت کا اہتمام کریں تو اسے دیگر مصالحوں کے ساتھ سالن میں ڈالتے ہیں۔ ابن قیمؒ سرخ رنگ کی ورس کو سب سے عمدہ قرار دیتے ہیں۔ وہ ایک گرم دوائی کو پانی کے ساتھ پینے کی سفارش کرتے ہیں۔ اس کے فوائد تقریباً وہی ہیں جو قسط البحری کے ہیں۔ اس کے پینے سے خارش، پھنسیاں، جسم سے آبلے اور ایگزیمیا دور ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی کپڑے کو ورس میں رنگ کر پہنا جائے تو اس سے بھی قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

ورس کا نام اگرچہ علم الادویہ کی متعدد کتابوں میں موجود ہے مگر اکثر اطباء نے اس کے صحیح اثرات کا ذکر نہیں کیا۔ ایک جگہ مذکور ہے کہ ورس خوشبودار گھاس ہوتی ہے۔ ”مہذب الاسماء“ نے اسے زعفران کی قسم قرار دیا ہے۔

یہ مختلف زہروں کا تریاق ہے۔ جسم کو قوت بخشا اور فرحت دیتا ہے۔ خفقان کو دور کرتا ہے۔ سیاہ داغ زائل کرتا ہے۔ ریاح غلیظ کو تحلیل کرتا ہے۔ گردہ اور مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے۔

کیمیائی ساخت

اس میں کلوروفل، ایک زرد رنگ کا GLUCOSIDE گوند، نشاستہ MALIC ACID

اور غیر نامیاتی نمک پائے جاتے ہیں۔

جدید مشاہدات

اس کے پتوں کا جوشاندہ بنا کر اسے آشوب چشم کے لیے آنکھوں میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی جوشاندے کا ایک گھونٹ دن میں تین چار مرتبہ پینے سے سوزاک اور لیکوریا میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی جڑوں کا جوشاندہ کثرت حیض میں مفید ہے۔

ندکارنی کی تحقیقات کے مطابق ورس کے درخت کی چھال کو پیس کر اس کے ساتھ کالی مرچ، اجوائن ملا کر چوٹوں پر سینک دیا جائے تو ورم اتر جاتا ہے۔

ورس کے بارے میں قدیم اور جدید مشاہدات کو سامنے رکھیں تو ایک اہم چیز سامنے آتی ہے کہ ہر دور میں یہ سوزش کو رفع کرنے کے لیے استعمال ہوئی۔ جس سے لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس میں جراثیم کو ہلاک کرنے کی استعداد موجود ہے۔

ان مشاہدات کی روشنی میں احادیث نبویؐ کو دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ورس کو گلے کی سوزش اور تپ دق میں تجویز فرمایا۔ جہاں تک سوزشوں کا تعلق ہے قدیم اور جدید دونوں قسم کے اطباء اس کے دافع تعفن اثرات کے بارے میں متفق ہیں۔ جہاں تک دق کے جراثیم کا تعلق ہے۔ کسی نے اس باب میں توجہ نہیں دی۔

مزمن امراض اور لوز تین کی سوزش میں ہم نے ورس کو ذاتی طور پر استعمال کیا ہے اور اکثر اوقات ان مریضوں کو دی گئی جن کے گلے تمام جدید ادویہ کے باوجود ٹھیک نہ ہوتے تھے۔ ان میں ورس کے استعمال سے حیرت ناک نتائج حاصل ہوئے۔ مگر اسے کافی دیر تک دینا پڑا ہے۔

چہرے سے داغ اتارنے والی صلاحیت بلاشبہ یکتا اور بے نظیر ہے۔ ورس کا مسلسل استعمال جلد کے اوپر سے ہر قسم کے داغ اتار دیتا ہے۔ اسے زیتون کے تیل میں ایک اور بارہ کی نسبت سے ملا کر ابالنے کے بعد لگایا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ورس وہ منفرد دوا کی ہے

جو جلد کو صاف کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

ولیم لین نے بوعلی سینا کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ گردوں اور مٹانہ سے پتھری کو نکال دیتی ہے۔ یہ بات مشاہدات سے نہ صرف کہ درست ثابت ہوئی بلکہ اس کے جراثیم کش اثرات نے گردوں سے سوزش کو بھی رفع کر دیا۔

سعودی عرب میں ہمارے ایک کرم فرما ڈاکٹر احمد علی صاحب نے ورس کے نباتاتی نام پر خاصی تحقیقات کی ہیں۔ انہوں نے اس باب میں کنگ سعود یونیورسٹی ریاض کے شعبہ علم الادویہ میں ادویات، سمیات اور عطور پر خصوصی ریسرچ سنٹر سے بھی رابطہ قائم کیا۔ اس ادارہ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد عبدالعزیز النجی نے قرار دیا ہے کہ ورس حقیقت میں FLEMINGIA GRAHAMIANA اور یہ پودا نیلگری کی پہاڑیوں اور جنوبی ہند میں پایا جاتا ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ یہ مشاہدہ درست نہیں۔

ہمارے ذاتی مشاہدہ میں ورس مرگی کی بیماری کے لیے مفید ترین ہے۔ بعض مریضوں میں مرض کے دورے دوسرے دن سے بند ہو گئے۔ البتہ عرصہ علاج چند ماہ پر محیط ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دق، گلے کی سوزش اور سردی کے علاج میں قسط اور ورس تجویز فرمائے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ قسط یا ورس، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دونوں کے فوائد یکساں ہیں۔

ہم نے مرگی کے علاج میں ہمیشہ قسط استعمال کی اور نتائج حوصلہ افزا رہے۔

-☆-